سلسلۂ کتبِ حبیبیہ بہ سرپرستی اعلیٰحضرت حضور پرنور نظام ... خلد اللہ ملکہ

یسئلونک عن ذی القرنین قل ساتلوا علیکم منہ ذکرا

ہر این نامہ راز اتفاقِ صواب
شد آئینہ ہائے سکندر خطاب

مثنوی

آئینۂ سکندری

حضرت امیر خسرو دہلوی

بہ تصحیح و تنقید جناب مولانا محمد سعید احمد صاحب فاروقی

باہتمام محمد مقتدی خاں شروانی

مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڈھ میں طبع ہوئی

۱۳۳۶ھ
۱۹۱۷ء
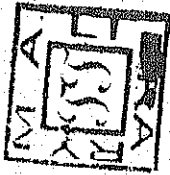
انتساب

یہ سلسلہ نہایت فخر و مباہات کے ساتھ حسب اجازت

اعلیحضرت بندگان عالی متعالی ہز ہائنس آصف جاہ

مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ

نواب میر سر عثمان علی خاں بہادر

فتح جنگ جی سی ایس آئی، جی سی بی خلد اللہ

ملکہ و سلطانہ و ادام اقبالہ کے نام نامی اسم

گرامی کے ساتھ منسوب و معنون کیا جاتا ہے۔

فہرستِ مضامین

مضمون	صفحہ
مقدمہ	

صفحہ	مضمون

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ
حکایتِ دزال	۱۶۱
حملہ بر یونان	۱۶۲
امر بالمعروف و نہی عن المنکر	۱۸۵
حکایتِ فلسفی	۱۸۸
ملاقات از فلاطوں	۱۸۹
نصایح فلاطوں بہ سکندر	۲۰۰
حکایتِ مستے	۲۰۶
حکایتِ مور و سلیمانؑ	۲۱۴
گفتار در تجربۂ عالمِ پُر الم	۲۱۸
حکایتِ بصیرتِ کوراں	۲۲۲
سفرِ دریا	۲۲۳
نامۂ سکندر بفرزندِ خود مشتمل بر حالاتِ بحر	۲۳۳
گفتار اندریں معنی کہ جمالِ عزیزاں و جمعیتِ یاراں غنیمت باید شمرد	۲۴۰
حکایتِ مجنوں	۲۴۳
مراجعتِ سکندر از سفر	۲۴۴

اصطلاحات متعلق اختلافِ نسخ

ق :۔ نسخۂ قلمی کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن

م :۔ نسخۂ مطبوعۂ قیصریہ دہلی

س :۔ نسخۂ مملوکۂ آنریری سکرٹری صاحب مدرسۃ العلوم علی گڑھ

(۱) مصرعۂ اوّل　　　　(۲) مصرعۂ ثانی

نوٹ :۔ متن کے صفحہ ۴ سطر ۷ میں بجائے خاتم کے خاتمے صفحہ ۱۸ سطر ۸ میں بخت یاراں کی جگہ بختیاراں صفحہ ۳۱ سطر ۱۴ و مابعد بجائے نخل کے نخّل صفحہ ۱۶۵ سطر ۵ و مابعد بجائے ہیزبد کے ہیزُبد اور صفحہ ۱۷۲ سطر ۱۲ میں بجائے جبہ کے جبھہ پڑھنا چاہئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدّمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

کلیات خسرو کی ترتیب کے سلسلہ میں عالی جناب نواب حاجی محمد اسحٰق خاں صاحب نے مثنوی آئینۂ سکندری (تصحیح اور تنقید کے لئے) اس ذرّہ بے مقدار کو عنایت فرمائی۔ بہ تعمیل ارشاد میں نے اس مثنوی کا تین نسخوں سے مقابلہ کیا۔ ایک نسخہ مطبوعہ دہلی سے جو خود غلط چھپا ہوا ہے۔ دوسرے ایک قلمی نسخہ سے جو کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد سے مستعار آیا تھا۔ تیسرا نسخہ نواب حاجی محمد اسحٰق خاں صاحب کے کتب خانہ کا تھا۔ جو نسخہ احقر کو صحت کے لئے دیا گیا تھا وہ مولانا احمد حسن صاحب شوکت کا صحیح کیا ہوا تھا۔ اس لئے اُس کی تصحیح میں کچھ زیادہ دقت نہیں اُٹھانی پڑی۔ مگر مولانا نے پہلے نسخوں سے مقابلہ کر کے ایک لفظ جو اُن کے نزدیک صحیح تھا قایم رکھا تھا دوسرے کو نظر انداز کر دیا تھا۔ مگر میں نے اُس کو حاشیہ پر نسخہ کر کے لکھدیا ہے۔

اب تنقید شروع کرتا ہوں۔ مگر قبل اس کے کہ اس مثنوی پر کچھ لکھا جائے اس امر پر غور کرنا ضروری معلوم ہوا کہ خمسہ یعنی پانچ کتابوں کے ایک سٹ[1] کے تصنیف کرنے کا خیال کس جگہ سے لیا گیا ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ (جو ایک علمی خاندان کے شخص اور خود بھی نہایت عالم فاضل ہیں) انھوں نے کتب مقدسہ توریت و انجیل بلاحظہ کی ہونگی جن میں سب سے اوّل حضرت موسیٰ کی پانچ کتابیں (پیدایش، خروج، احبار، گنتی، استثنا) ہیں۔ چونکہ مسلمان تمام انبیا و رسل کو مانتے اور اُن کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور اُن کے طریقوں کو متبرک سمجھکر اختیار کرتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سنت ابراہیمی، سنت موسوی، سنت عیسوی

---

[1] مولوی ریاض حسن صاحب نے جن کو یہ تنقید معائنہ کے لئے بھیجی گئی تھی حسب ذیل ریمارک کیا ہے:-

کسی تذکرہ یا خود حضرت نظامی کی کسی مثنوی سے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ نظامی کو ابتدا ہی سے خمسہ لکھنے کا خیال تھا۔ برخلاف اس کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نظامی نے ہر ایک مثنوی کسی بادشاہ کی فرمایش سے لکھی۔ یہ محض اتفاقی امر ہے کہ ان مثنویوں کی تعداد پانچ تک پہنچ گئی۔ ان مثنویوں کے سٹ کو خمسہ کا لقب حضرت نظامی کے بعد دیا گیا۔ آتشکدۂ آذر میں لکھا ہے "فضلا و عرفا و شعرا این پنج کتاب را کہ امروز از خیالات شیخ درمیان ست جمع نمودہ مسمیٰ بہ خمسہ نمودند" دولت شاہ اور بعض ارباب تذکرہ کا خیال ہے کہ مثنوی حکایت ویس و رامین بھی شیخ کی تصنیف ہے اگر یہ صحیح ہے تو ان کی مثنویوں کی تعداد چھ ہوجاتی ہے۔

محمد ریاض حسن دانش و خیال

اس کی نسبت خاکسار کی گزارش ہے کہ ہر مثنوی کا کسی بادشاہ کی فرمایش پر تصنیف ہونا اس کے منافی نہیں کہ یہ خیال دل میں موجود ہو۔ ممکن ہے کہ یہ منصوبہ اُن کے ذہن میں ہو اور اس کے معلوم ہونے پر ایک ایک مثنوی موجودہ وقت اکابر کے نام سے معنون کی گئی ہو اور اس امر کو فرمایش سے تعبیر کیا گیا ہو۔ بہرحال یہ ایک قیاس ہے نہ کہ واقعہ جس کی تائید اُن اشعار سے ہوتی ہے جو درج کئے گئے۔ اور دوسرا استدلال میرے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ سید صاحب کو دولت شاہ اور دیگر غیر محتاط تذکرہ نویسوں کے غیر محقق اقوال سے دھوکا ہوا ہے۔ مثنوی ویس و رامین مولانا نظامی گنجوی کی نہیں بلکہ نظامی عروضی سمرقندی کی ہے۔ اس لئے مولانا گنجوی کی مثنویوں کی تعداد پانچ ہی رہتی ہے۔

سعید احمد فاروقی

کو بھی تقریباً اسی نظر سے دیکھا جاتا ہے جیسا کہ سنت محمدی کو اور اُس کو اختیار کرنا اور اُس پر چلنا ایک مذہبی امر خیال کرتے ہیں اس لئے قرین قیاس ہے کہ خمسہ موسوی کو دیکھکر پانچ کتابیں (سکندر نامہ، مخزن اسرار، ہفت پیکر، شیریں خسرو، لیلیٰ مجنوں) تصنیف فرمائی ہوں۔ ان کے مضامین میں بھی کچھ کچھ مناسبت باہمی ضرور ہے۔ اور جب سکندر نامہ کے خاتمہ کو دیکھتے اور اس میں مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے ہیں کہ

چو دریائے ثالث نمط شوئے خاک ۔۔۔ ز ثالث ثلاثہ جہاں گشتہ پاک

بہ تربیع و تثلیث گوہر فشاں ۔۔۔ مربع نشین و مثلث نشاں

فرنگ و فلسطین و رہبان و روم ۔۔۔ پذیرائے فرمانِ مہرش چو موم

تو یہ امر یقین کے درجہ تک ترقی کر جاتا ہے کہ مولانا کو ادیانِ سابقہ اور خصوصاً مذہب عیسوی سے ضرور سابقہ رہا ہے جس کی اصطلاحیں اُنھوں نے نظم فرمائی ہیں اور تبرّکاً و تیمناً خمسہ موسوی کے اتباع میں یہ پانچوں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان پانچوں کتابوں نے شہرت عام اور بقائے دوام کا تمغہ حاصل کیا۔ قوم نے اُن کو نہایت عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ بادشاہوں، امیروں، عالموں نے ہر زمانہ میں حد سے زیادہ پسند کیا۔ اور فارسی شعرا کے خیال میں تو آسمان سخن میں آفتاب ہو کر چمکیں اور تمام شعرا ہمعصر اور مابعد نے فارسی سخن طرازی کا انتہا، کمال سمجھکر اُن پر کتابیں لکھنی شروع کیں جس طرح شعراء عرب میں جس کو دعوائے سخن ہوتا تھا وہ اپنے قصائد درِ کعبہ پر آویزاں کرتا تھا، اسی طرح شعراء مابعد فارسی میں سے جس جس کو اپنی سخن طرازی کا دعویٰ ہوتا

تھا وہ خمسہ نظامی کے مقابلہ پر کتابیں لکھتا تھا بعض نے پورے خمسے لکھے اور بعضے ایک ایک دو دو کتابیں لکھکر رہ گئے۔ منجملہ اُن کے حضرت امیر خسرو اور مولانا عبد الرحمن جامی رحمہا کے خمسے مشہور ہیں۔ امیر خسرو کی کتابیں اس وجہ سے کہ وہ اہل زبان نہیں ہیں بلکہ ہندی نژاد ہیں اور پھر بھی اہل زبان کے بہترین شعرار کی صف میں نظر آتے ہیں نہایت قابل قدر ہیں۔ خصوصاً جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ السنۂ جدیدہ کے باوجود ہزاروں اسکولوں، سیکڑوں کالجوں، متعدد یونیورسٹیوں اور لاکھوں پڑھنے والوں کے ایسے لوگ کس قدر پیدا ہوئے جو اہل زبان کے نزدیک وہی رتبہ رکھتے ہوں جو امیر خسرو کا ایران میں مانا جاتا ہی تو امیر خسرو کا رتبہ ہماری نظروں میں اور بھی بلند ہو جاتا ہی۔ اہل ہند نے طوطی ہند کا خطاب اُن کی شیریں کلامی پر اُن کو دیا اور وہ اُن کو طوطی ہند کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ عرفی لکھتے ہیں ؎

بروحِ خسرو ازیں پارسی شکر دادم

کہ کامِ طوطیِ ہندوستاں شود شیریں

اسی طرح شعرا اہل زبان نے بھی اس کو قبول کیا ہی اور سب ان کو اعلیٰ درجہ کا شاعر مانتے ہیں۔ چنانچہ مشہور ہی کہ سلطان شہید نے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ سے ہندوستان کے تشریف لانے کی خواہش کی تو سعدی نے تحریر فرمایا کہ خسرو غنیمت ہے اس کی تربیت کی جائے۔

امیر کے خمسہ کی نسبت تقریباً اس پر اتفاق ہی سا ہی کہ جتنے خمسہ نظامی کے جواب

میں لکھے گئے سب سے بہتر ہی۔ مگر دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ امیر بالیسنغر امیر خسرو کے خمسہ کو نظامی کے خمسہ پر ترجیح دیتے تھے مگر خاقان مغفور الغ بیگ نظامی کے معتقد تھے اور وہ اس ترجیح کو قبول نہیں کرتے تھے۔ بار ہا ان دونوں بادشاہوں میں اس بارہ میں مذاکرہ ہوا۔ اُس زمانہ کے اہلِ علم وفضل ترجیح کو پسند کرتے تھے۔ چنانچہ اُس کی عبارت بجنسہ درج کی جاتی ہی "امیرزادہ بایسنغر خمسۂ امیر خسرو را بر خمسہ نظامی تفضیل دادے وخاقان مغفور الغ بیگ انار اللہ برہانہٗ قبول نہ کردے ومعتقد نظامی بودے ودرمیان این بادشاہ بکرات آں تعصب رو دادہ وخاطر جوہریانِ بازارِ فضلِ ایں روزگار کہ عمر شان بخلود ابد پیوستہ بادراہ ترجیح مرود ندے"۔ گویا ان بزرگوں کے نزدیک امیر خسرو علیہ الرحمۃ کا خمسہ نظامی کے خمسہ سے فایق تھا جو ہر ہندی نژاد کے لئے باعث افتخار ہی۔

مولانا شبلی مرحوم شعر العجم میں خمسہ نظامی کی ترجیح کے قایل ہیں۔ بہر حال اس میں شبہ نہیں ہی کہ خمسہ نظامی پر جتنی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں اُن میں سب سے بہتر خسرو کی پنج گنج ہی۔ یہ فخر ہندوستان کے لئے کچھ کم نہیں ہی کہ اُس کا ایک سپوت فرزند ایک غیر زبان کی شاعری میں اُس زبان کے بہترین شعرا کے ہم پلّہ خیال کیا جاتا اور اُن معدودے چند اساتذہ میں شمار ہوتا ہی جن کی تعداد ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں بہت ہی کم ہوتی ہی۔ اس خمسہ کی ایک کتاب آئینہ سکندری بھی ہی جو ترتیب تصنیف کے اعتبار سے چوتھی کتاب ہی جیسا کہ خود اسی کتاب کے سبب تالیف میں اُنھوں نے لکھا ہی۔

چو در باز کردم نخست از قلم | زمطلع بر انوار دادم علم
وزاں انگبیں شربت انگیختم | بہ شیریں وخسرو فرو ریختم
وزاں جا فرس پیشتر تاختم | بہ مجنوں ولیلیٰ سر افراختم
کنوں بر سر یر سخن پروری | کنم جلوۂ ملکِ اسکندری

اس کتاب میں خسرو کے قول کے موافق جیسا کہ وہ آخیر کتاب میں لکھتے ہیں چار ہزار چار سو پچاس شعر ہیں ؎

گر آری ہمہ بیتش اندر عدد
چہار الف وپنجہ شد وچار صد ۴۴۵۰

مگر موجودہ کتاب میں ۴۴۱۱ شعر ہیں جس میں ۳۹ کی کمی ہے۔ ضرور ہے کہ کاتبوں کی غفلت سے اس قدر شعر متروک ومعدوم ہو گئے۔

کلام شستہ اور صاف ہے۔ استعارات اور تشبیہات کا بھی کہیں کہیں استعمال کیا گیا ہے اور جہاں کیا گیا ہے خوبی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ متعدد جگہ اشعار کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقابلہ پر لکھے گئے ہیں۔ معراج کا آغاز، بادشاہ کی تعریف، کیفوی چینی کا تجزیہ وغیرہ سامنے رکھنے سے یہ خیال درجۂ یقین کو پہنچ جاتا ہے اس میں لزوم مالایلزم کے طور پر ایک التزام یہ بھی رکھا گیا ہے کہ جن قصوں کو مولانا نظامی نے نظم کیا ہے وہ ترک کر دیئے گئے ہیں جس سے میدان نہایت تنگ ہو گیا ہے۔ سکندر کے پُر اثر کارنامے جو دنیا میں بے نظیر مانے جاتے ہیں مثلاً زنگیوں کی لڑائی، دارا کی جنگ، چین، ہندوستان

روس وغیرہ کے واقعات وہ سب مولانا نظامی پہلے ہی ختم کر چکے ہیں حضرت امیر کی غیور طبیعت نے اُس کو دوبارہ لکھنا پسند نہیں کیا اور صرف وہی واقعات لکھے ہیں جو حضرت نظامی نے ناقابل التفات سمجھکر چھوڑ دیئے یا جو حضرت امیر نے اپنے زور قلم سے پیدا کرلئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں ؎

زدانا ہر آں دُر کہ ناسُفتہ ماند — فشانم بہ نوعے کہ دانم فشاند

ہنر پرور گنجہ گو یاے پیش — کہ گنج ہنر داشت زاندازہ بیش

نظر چوں بریں جامِ صہبا گزشت — ستد صافی و دُرد برما گزاشت

من ارچہ ازاں مے گراں تر شوم — کجا با حریفاں برابر شوم

خیالے کہ در شرح ایں داستاں — رقم داشت از سکّۂ راستاں

چہ گو یا خردمندِ آفاق بود — نخواند آں ورق کز خرد طاق بود

چو ایں مہرہ در عقد بازو نہاد — بسنجید و پس در ترازو نہاد

ز رازے برافگند سرپوش را — کہ ناگفتہ باور شود گوش را

سخن کز خرد برنیارد علم — مکش در قلم بلکہ درکش قلم

چو خواہی کہ گم گردد انگشت پیچ — باندیشہ گو و میندیش ہیچ

طراز ہنر قصۂ خام را — نبشتن بمشک ست دشنام را

سیاہاں کہ گلگونہ بر رو کنند — بخندیدنِ مرد ماں خو کنند

چو کردم بسنجیدن اندیشہ چست — چہ ناباور افسانہ وچہ درست

چو گوہر ہمہ سُفت گوہر پذیر　　من از جمہرہ سفتن ندانم گریز
ترا ہرچہ در روے نماید محال　　گمہ بر کسے نہ کہ بست این خیال

مندرجہ بالا اشعار سے صاف اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ خود مصنّف کو تسلیم ہے کہ جو صاف اور بہترین واقعات تھے وہ نظامی نے چُن لئے اور تلچھٹ اور نیچے کی گاد رہ گئی اُس سے ان کا کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا یہ بھی خیال ہے کہ ایسے واقعات لکھنے سے نہ لکھنا بہتر ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ موتی نظامی نے چُن لئے تو سوا خر مہرہ کے ترتیب دینے کے کوئی علاج نہیں۔ اگر جو کچھ میں نے لکھا ہے محال ناممکن معلوم ہو اور ناپسند ہو تو اُس کا وبال اُس شخص پر ہے جس نے یہ خیال کیا کہ سکندر نامہ کا جواب لکھا جائے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب طوعاً و کرہاً بطور تعمیل حکم کے مجبوراً لکھنی پڑی۔ آغاز داستان میں لکھتے ہیں ؎

دگر ہرچہ ناگفتہ ماند از نخست　　کنوں یک بیک گفت خواہم درست
وگرنہ لطافت ندارد بسے　　کہ ہر گفتہ را باز گوید کسے

یاجوج ماجوج کی جنگ کے بیان میں شروع ہی میں پھر اس مضمون کو اس طرح فرماتے ہیں ؎

سخن گوے پیشینہ جادوے پیش　　کہ جادوگری کرد زاندازہ بیش
بنشر چنکہ بست این ورق را طراز　　ازیں بیش بیروں نیفگند راز
چو زیں نکتہ راہِ معانی کشاد　　نم از چشمہ زندگانی کشاد
چو نگذاشت او مے بشیشہ دروں　　من از شیشہ شویم چہ آید بروں

چو تاراج شد زلّہ بر خوانِ میر | من از ریزہ چینی ندارم گزیر
چو دہقاں کند خرمن از دانہ پاک | بود عاقبت قوتِ موراں بخاک
گل از بوستاں بادہ نوشاں برند | خس و خاک ہیزم فروشاں برند

خاتمۂ کتاب میں پھر بطور معذرت کے کچھ اشعار لکھے ہیں جن میں سے چند ذیل میں لکھے جاتے ہیں ؎

وگر باز گیری تو پیوندِ خویش | مرا خود عزیز ست فرزندِ خویش
پسر گرچہ کور ست ازیں خانہ دور | بچشمِ پدر شب چراغ ست و نور
ہنر گرچہ آوازِ خر خندہ را | بود ارغنوں گوشِ خر بندہ را
برو بادبخشایش دادگر | کہ بر من بہ بخشش گمارد نظر
ہنر جوئے، در عیب جوئی مکوش | ترا نیز عیب ست بر خود بپوش

ان پوری داستانوں کو پڑھنے کے بعد امیر کی انصاف پسندی اور عجز و انکسار کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ سوائے ایک سخن گسترانہ تعلّی کے کہ "زلزلہ در گورِ نظامی فگند"، کبھی نظامی کی برابری کا دعویٰ نہیں کیا۔ ہر جگہ عزّت اور ادب سے ذکر کرتے ہیں بلکہ اُن کی اُستادی کا اقرار کرتے

زندہ است بہ معنی اوستادم

اور کسرِ نفسی سے لکھتے ہیں ع

کجا با حریفاں برابر شوم

کیا عجب کہ وہ تعلّی کا شعر بھی الحاقی ہو۔ لیکن خاکسار کے نزدیک اس مثنوی میں سوائے

رزمیہ داستان کے جن میں امیر کے پاس کچھ مواد (میٹریل) باقی نہیں رہتا دوسرے اصناف میں کوئی خامی نظر نہیں آتی اس کی مثال ایسی سمجھئے کہ کسی مستری کو گو وہ کیسا ہی ہنرمند اُستاد ہو سامان نہ دیا جاوے اور تاج گنج جیسی بے نظیر عمارت تعمیر کرنے کی فرمایش کی جائے اس لئے ہم کو اس تمام کتاب میں اُس کی ہر داستان پر نظر ڈالنا ہی تاکہ یہ تحقیق ہو جائے کہ دولت شاہ سمرقندی اور دیگر اساتذہ سخن فہم نے جو رائے خسرو علیہ الرحمۃ کے کلام کی نسبت قایم کی ہی وہ کہاں تک ٹھیک اُترتی ہی۔ اس کتاب کے مضامین مندرجۂ ذیل عنوانوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں :-

حمد، نعت، معراج، مدح بادشاہ، رزم، بزم، مناظر قدرت، اخلاق و نصایح تصوّف و فلسفہ اور متفرقات۔

پس اس تنقید میں ان ہی عنوان کے ذیل میں حضرت امیر خسرو اور مولانا نظامی کے اشعار پیش کئے جاتے ہیں جس سے ناظرین خود ہر ایک کے مرتبہ اور درجہ کا اندازہ کرسکیں گے

حمد باری عزّ اسمہٗ

حمد و نعت ایک ایسا عام مضمون ہی جس سے کسی مُسلمان مصنّف کی کتاب شاذ و نادر خالی ہوتی ہی۔ نثر میں ابتدا انھیں سے ہوتی ہی اور نظم میں بھی اکثر شعرا نے کچھ نہ کچھ حمد و نعت ضرور ہی لکھی ہی۔ اس عام توارد کی وجہ صرف اسلام ہی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جابجا ذکر الٰہی کی تاکید فرمائی ہی۔ حدیث شریف میں صاف طور پر مذکور ہے کہ کوئی

مہتم بالشان چیز جس کا خدا تعالیٰ کے نام سے آغاز نہ ہو وہ ابتر ہوتی ہی اس لئے تمام مصنفین
اسلام نے اس حدیث شریف کے اتباع سے برکت حاصل کرنے کے لئے اپنی تصانیف
کو اسی سے شروع کیا ہی۔ گویا حمد و نعت ایک قومی شعار ہو گیا جسے ہر مصنّف نے تبرکاً
و تیمناً اختیار کیا۔ اور علوم متعارفہ کی طرح یہ امر عام ہو گیا کہ اسلامی کوئی تصنیف اس سے
خالی نہ ہو۔ بزرگان سلف تو خطوط بھی اسی سے شروع کرتے تھے مگر زمانہ نے اس قومی
اور اسلامی خصوصیت کو بہت کم کر دیا ہی۔ ان دونوں بزرگوں نے بھی اپنی اپنی کتابوں
کو خدا تعالیٰ کی تعریف سے شروع کیا ہی۔ دونوں کے نیز فردوسی کے، کچھ کچھ اشعار ذیل میں لکھے جاتے ہیں

فردوسی

نیابد بدو نیز اندیشہ راہ
کہ او برتر از نام و از جایگاہ
سخن ہر چہ زین گوہران بگذرد
نیابد بدو راہ جان و خرد
ازین پردہ برتر سخن گاہ نیست
بہ ہستیش اندیشہ را راہ نیست

خسرو

نہ چون من بمقدار بیش و کمی
کہ گنجی در اندیشۂ آدمی
ز تو بے خبر عقل و دانش تباہ
تصوّر بکامِ تو گم کردہ راہ
کمالت سخن را ورق سوختہ
کم و بیش را دیدہ بر دوختہ
فلک را تو بستی گرہ در جہات
تو راندی قلم بر خطِ کائنات
ز صنع تو کاسے بہر کارگاہ
غلط را نہ در کارگاہِ تو راہ

نظامی

اساسے کہ در آسمان و زمی ست
نہ اندازۂ فکرتِ آدمی ست
شود فکرت اندازہ را رہنموں
سر از حدِّ اندازہ ناید بروں
چو پایاں نہ دارد حدِ کائنات
نماند در اندیشہ دیگر جہات
نیندیشد اندیشہ بیروں ازیں
کہ ہستی نہ بلکہ بیروں ازیں

خدا، تعالیٰ کے جہان کو بدون کسی کی امداد کے پیدا کرنے کو دونوں حضرات نے اس طرح ظاہر کیا ہے:

نظامی	خسرو
جہاں را بدیں خوبی آراستی	بصد زیور آراستی روزگار
بروں زانکہ یاری گرے خواستی	کہ محتاج آلت نہ گشتی بکار
بہر چہ آفریدی و بستی طراز	کنی جملہ ہستی بہ آئین و ساز
نیازت نہ اے از ہمہ بے نیاز	نیاید بہ نیروئے غیرت نیاز

عالم کے بہترین صورت میں پیدا کرنے کے متعلق دونوں حضرات نے حسب ذیل لکھا ہے،

نظامی	خسرو
چناں برکشیدی و بستی نگار	ہر آں چہ آفریدی دریں جوی ژرف
کہ بہ زاں نیارد خرد در شمار	نہفتی درو کیمیائے شگرف
چناں بستی ایں طاقِ نیلوفری	ز ملکِ تو یک ذرہ بیکار نیست
کہ اندیشہ را نیست زو برتری	خرد را دریں بارگہ بار نیست

خدا قادر مطلق، منعم حقیقی اور حی لایموت ہے:

نظامی	خسرو
سرے کز تو گردد بلندی گرائے	سرے کز تو افتد کہ آرد بدست
بہ افگندنِ کس نیفتد ز پائے	درے کش تو بندی کہ داند کشاد

نظامی	خسرو
کسے راکہ قہرِ تو از سر فگند	تنِ روشن و جانِ پنہاں ز تو
بپا مردیِ کس نگردد بلند	ہمہ کس ز جاں زندہ و جاں ز تو
نبود آفرینش تو بودی خدائے	ہمہ زود میرو تو جاوید پائے
نماند ہمہ ہم تو مانی بجائے	کہ ہرگز نمرد و نمیرد خدائے

نعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم

مُسلمانوں میں عام عقیدہ ہے کہ تمام عالم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے پیدا ہوا ہے۔ اس مضمون کو دونوں حضرات نے بیان کیا ہے۔ ہر ایک بجائے خود قابل تحسین ہے:

نظامی	خسرو
محمدؐ کازل تا ابد ہر چہ ہست	محمدؐ شہِ لاجوردی سریر
بہ آرایشِ نامِ او نقش بست	کزو گشت ہستی عمارت پذیر
چراغے کہ پروانہ بینش بدوست	سپہرے کہ بینی چو رخشندہ باغ
فروغِ ہمہ آفرینش بدوست	ز نورِ رُوے افروخت چندیں چراغ

معجزہ شق القمر کی طرف بھی دونوں بزرگوں نے اشارہ فرمایا ہے:-

نظامی	خسرو
ستوں شد خرد مند از پشتِ او	حمایت نشیں چرخ در مشتِ او
مہ انگشت کش گشت ز انگشتِ او	مہ از داغدارانِ انگشتِ او

خسرو

درِ چرخ را ماہ قفلِ زر ست

کلیدِ وے انگشتِ پیغمبر ست

معجزۂ شق القمر کی طرف حضرت امیر کا اشارہ نہایت لطیف ہے۔

معراج

معراج کا بیان بھی دونوں حضرات نے لکھا ہے۔ مولانا نظامی علیہ الرحمۃ کے سامنے جملہ روایات کا میدان وسیع موجود تھا جن میں سے اُنھوں نے دلچسپ اور مناسب روایات لیکر دادِ سخن دی۔ لیکن خسرو کے اس التزام نے کہ جو امور نظامی لکھ چکے ہیں نہ لکھے جائیں میدان کو نہایت تنگ کر دیا اس لئے وہ اس امر سے کہ ایک نمونہ اُن کے سامنے موجود تھا کچھ زیادہ فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ تاہم بُراق اور سوار کی تعریف اور حضوری خاص کا موقع دونوں میں مشترک ہے جس سے دونوں کے کلام کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔

۱۔ اس بیان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقابلہ پر لکھا گیا ہے۔ نظامی علیہ الرحمۃ کا پہلا شعر ہے:

شبے کاسماں مجلس افروز کرد

شب از روشنی دعویِ روز کرد

اس میں یہ دقّت پیش آئی کہ مجلس افروز کردن اگر مصدر مرکب لیا جائے تو مفعول باقی نہیں رہتا اور اگر افروز کرد کو علیحدہ کیا جاوے تو ذریعہ جس سے روشن کیا جائے نہیں

بیان کیا۔ شارحین کو بھی اس میں تاویلات کرنی پڑیں اس لئے خسرو نے اسی شعر کو صاف کرکے اپنا بیان اُس سے شروع کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

فلک ماہ را چوں شب افروز کرد

شب تیرہ پیرایۂ روز کرد

شعر صاف ہو گیا، گنجلک جاتی رہی۔

صفتِ بُراق

نظامی	خسرو
بُراقے شتابندہ زیرش چو برق	بُراقے زحکرت سبک گام تر
شتابش چو خورشید در نور غرق	ز خورشید و مہ روشن اندام تر
سہیلے بر اوجِ عرب تافتہ	سوئے دولتِ بے حسابش کشید
ادیم یمن رنگ ازو یافتہ	رکابی شد و در رکابش کشید
بریشم تنے بلکہ لو لو سمے	
روندہ چو لولو بر ابریشمے	
ازاں خوش عناں ترکہ آید گماں	
ازاں تیز رو ترکہ تیر از کماں	
شتابندہ تر و ہم علوی خرام	
ازو باز پس ماندہ ہفتاد گام	

نظامی

بعالم کشائی فرشتہ وشے

معالم کشائے کہ عالم کشے

نظامی نے براق کو مرکب مجسم فرض کرکے اُس کی مناسبات نہایت خوبی سے چسپاں کی ہیں۔ مگر کلام سے براق کا مجردات میں سے ہونا عیاں ہے۔

صفت سوار

خسرو	نظامی
سوارِ سبکرو بعزمِ درست	پیمبر بران ختلی رہ نورد
شتابندگی را کمر کرد چست	برآورد از یں آب گردندہ گرد
بران رخشِ رخشندہ بر شد چناں	ہم او راہ داں ہم فرس راہوار
کہ در لامکاں برکشیدش عناں	زہی شاہ مرکب۔ زہے شہسوار
	چو زیں جا نگہ عزم دروازہ کرد
	بدستش فلک خرقہ را تازہ کرد

ستاروں، سیاروں اور آسمانوں سے گزر کر جو حالت پیش آتی ہے اُس کو دونوں نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

خسرو	نظامی
سوئے عالمے شد کہ عالم نماند	ز دیوان گہ عرشیاں درگذشت
ددم درمیاں سایۂ ہم نماند	بدریج آمد و درج را درنوشت

خسرو

همائے شد و اوجِ عزت پرید
همائے کہ کس سایۂ او ندید
چناں کرد بر شاخِ قرب آشیاں
کہ خود ہم نگنجید اندر میاں
چو از ہستیِ خویش نامید گشت
دراں نیستی ہستِ جاوید گشت
بزد بر غرض ناوکِ سخت کوش
زہ از قاب قوسین آمد بہ گوش
حجابِ خیال از میاں برگرفت
نظارہ بنورِ نہاں برگرفت
بروں آمد از پردۂ بودِ خویش
نگہ کرد بے پردہ مقصودِ خویش
بمنزل خراماں شد از بارگاہ
بپایش درم ریز خورشید و ماہ
فروزاں چو شمعے ز نورِ حضور
ملائک چو پروانہ بر گردِ نور

نظامی

جہت را ولایت بہ پایاں رسید
قطبیت بہ پرکارِ دوراں رسید
زمین زادہ بر آسماں تاختہ
زمین و زماں را پس انداختہ
مجرد روی را بجائے رساند
کہ از بودِ او ہیچ با وے نماند
چو شد در رہِ نیستی چرخ زن
بروں آمد از ہستیِ خویشتن
دراں دائرہ گردشِ راہِ او
نمود از سرِ او قدم گاہِ او
رہی رفت بے زیر و بالا دلیر
کہ در دائرہ نیست بالا و زیر
حجابِ سیاست بر انداختند
ز بیگانگاں حجرہ پرداختند
کلامے کہ بے آلہ آمد شنید
لقائے کہ آں دید نی بود دید

خسرو	نظامی
عروسانِ فردوس در انتظار	چناں دید کز حضرتِ ذوالجلال
کہ رو بند از پائے نازک غبار	نہ زاں سو جہت بُد نہ زیں سو خیال

یہ فیصلہ کرنا مجھ جیسے ہیچمدان کا کام نہیں کہ دونوں میں کس کا کلام فایق ہے البتہ یہ عرض کیا جاتا ہی کہ خسرو کے کلام میں فنا فی الذات کی جھلک زیادہ پائی جاتی ہے۔

ثبوت معراج

معراج کے متعلق شبہات رفع کرنے کے لئے مولانا نظامی نے صرف ایک شعر لکھا ہے

تنِ او کہ صافی تر از جانِ ماست
اگر شد بیک لحظہ آمد رواست

یعنی حضور کا تنِ مبارک ہماری روح سے بھی زیادہ صاف تھا اگر ایک دم میں گیا اور واپس آیا تو کوئی بیجا نہیں مگر خسرو نے ذیل کی ایک پوری حکایت لکھی ہے۔

شنیدم کہ رندے کژ اندیشۂ	ہمیں زد بہ پائے خرد تیشۂ
از انجا کہ در دل کژی پیشہ داشت	بمعراجِ پیغمبر اندیشہ داشت
کزاں رہ کہ فکرت سر انداز گشت	دمے چوں تواں رفتن و بازگشت
دریں وہم ناپختگاں صبح و شام	جگر پختہ کردے بسودائے خام
مگر جا نشست گاہی زبہنائے دشت	تماشا کناں سوئے آبے گزشت
بہ تن با شتوئے جامہ ز تن دور کرد	شبِ تیرہ در چشمِ پُر نور کرد

چو در آب زد غوطه آمد بروں | زنے دید خود را بہ شہرے دروں
یکے آمد و کار پرداختش | یکد بانوی جفتِ خود ساختش
براں گونہ در عقدِ فرخ جمال | شدش ہفت فرزند در ہفت سال
یکے روز ہم بر قرارِ نخست | ہمے بر لبِ جوئے اندام شست
چو باز از تہِ آب سر بر گرفت | تماشا بہر جا سے بر گرفت
چہ بیند ہماں اوّلیں غسل گاہ | کہ آں راہ گم کردہ گم کرد راہ
سلاح و سلب ہمچناں در کنار | زماں راہماں چاشتگہ بر قرار
خجل گشت از اندیشۂ خامِ خویش | ز سر ساخت برگِ سر انجامِ خویش
بشرع اندر آویخت زیں پاے لغز | بروں کرد ما خولیا راز مغز

مولانا نظامی کے الفاظ "تنِ او کہ صافی تر از جانِ ماست" اور خسرو کی اس حکایت سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ دونوں حضرات معراج جسدی کے قایل ہیں۔

مدح پادشاہ

دونوں بزرگوں نے اپنے اپنے زمانہ کے سلاطین کی تعریف لکھی ہے۔ تمہید گریز اور صفات کچھ کچھ نقل کی جاتی ہیں تمہید سے معلوم ہوتا ہے کہ نظامی کی مدح کو سامنے رکھکر چربہ اُتارنے کی کوشش کی گئی ہے اور جہاں تک ممکن ہوا ہے اُس کو نباہا ہے۔ سخن شناس ناظرین خود اس کا اندازہ لگاویں کہ کہاں تک اس میں ان کو کامیابی ہوئی اور کس کس موقعہ

خسرو

خراماں شو اے خامۂ گنج ریز

بُدر سفتن الماس را دار تیز

بہر حرفے آرا یشے ساز کن

بہر نکتہ گوشِ فلک باز کن

سخن را چناں پایہ برکش بماہ

کہ بوسہ بہ جرأت کفِ پائے شاہ

نظامی

علم برکش اے آفتابِ بلند

خراماں شو اے ابرِ مشکیں پرند

بنال اے دلِ رعد چوں کوسِ شاہ

بخند اے لبِ برق چوں صبح گاہ

ببار اے ہوا قطرۂ تاب را

بگیر اے صدف دُر کن آں آب را

برآ اے دُر از قعرِ دریائے خویش

بتاجِ سرِ شاہ کن جائے خویش

کس پر زور اور بلاغت آمیز طریقہ پر نظامی علیہ الرحمۃ نے اپنے بادشاہ کی تعریف شروع کی ہے آفتاب کو حکم دیتے ہیں کہ بلند ہو تا کہ ابر پیدا ہو اور ابر سیاہ کو جو برسنے والا ہوتا ہے حکم دیتے ہیں کہ حرکت کر کہ اُس کے تصادم سے رعد پیدا ہو۔ اب ہوا چلتی ہے بارش ہوتی ہے مینہ کے قطرے صدف میں جا کر موتی بنتے اور موتی تاج شاہی میں منسلک ہوتے ہیں۔ حضرت امیر خسرو قلم کو حکم دیتے ہیں کہ دُرِ مضامین سلک مدح کے لئے پرو جس کا ایک ایک حرف سانچے میں ڈھلا ہو جس سے آسمان کے کان کھل جائیں اور سخن کو اس درجہ بلندی پر پہنچا دے کہ بادشاہ کے پیر کو بوسہ دینے کے قابل ہو جائے

جو تسلسل اسباب کا نظامی نے ایک بلیغ پیرایہ کے ساتھ بیان کیا ہے وہی تسلسل

اسباب خسرو نے بھی قایم رکھا ہی۔ حضرت امیر سخن سے اپنے ممدوح کی پابوسی کراتے ہیں اور حضرت نظامی قطرۂ آب کو تاج شاہی میں جگہ دیتے ہیں۔

صفتِ ممدوح

نظامی	خسرو
چو آبِ فرات آشکارا نواز	صفاتش در اندیشہ بیش از کمال
چو سرچشمۂ نیل پنہاں گداز	نوالش بہ اندازہ بیش از خیال
گر انعامِ آں برشمارد کسے	کہ معدلت سوئے درویش و شاہ
بداں تا کند شکرِ نعمت بسے	بیک چشم بیند چو خورشید و ماہ
زشکرے کہ آں نعمت افزوں بود	بگاہِ عطا زاں کفِ بحر جوش
وے نعمتے بیش ازیں چوں بود	زرِ صامت از ریختن در خروش
رسد شرق تا غرب احسانِ او	عجب صامتے بیں کہ فریاد کرد
بہر خانہ نعمت از خوانِ او	عجب تر کہ فریاد از داد کرد

خسرو نے ممدوح کی فیاضی نہایت لطیف پیرایہ میں ظاہر کی ہے۔ کہتے ہیں کہ انعام و اکرام کے وقت روپیہ دیتے ہیں تو شمار کے وقت جو آواز ہوتی ہے گویا روپیہ فریاد کرتا ہے کہ سخاوت سلطان مجھکو خزانہ میں آرام نہیں لینے دیتی۔ پھر فرماتے ہیں فریاد کس چیز سے یعنی داد سے کرتا ہے، حالانکہ فریاد بیداد سے ہوتی ہو۔ داد کے لفظ نے جان ڈال دی۔

صفتِ اسپ

خسرو	نظامی
جنیبت چو در زیرِ ران آورند	کجا گام زد خنگِ پدرامِ او
تزلزل بہفت آسماں آورند	زمیں یافت سرسبزی از گامِ او
سمندش چو برابرِ جولاں زند	بہر دائرہ کو زدے ترک و تاز
ہمہ تیر بر پشتِ مرغاں زند	زپرکارِ خطش گرہ کرد باز
	بداں بقعہ کو بارگی تاختہ
	زمیں گنجِ قاروں برانداختہ

رزم

آئینۂ سکندری ایک رزمیہ مثنوی ہی جس کا اصل موضوع رزمیہ داستان ہونا چاہیے
مگر خسرو کی غیرتِ طبع بلند آواز سے کہتی ہی کہ

وگرنہ لطافت ندارد بسے
کہ مرگفتہ را باز گوید کسے

اس لئے اُن تمام داستانوں کو (جو بجائے خود تعجب خیز و عبرت انگیز ہیں) ترک کرکے صرف اُن ناقابلِ التفات واقعات کو لے کر چمکانا پڑا جن کو نظامی نے سلکِ سخن میں منسلک کرنا بھی عار سمجھا تھا۔ مثلاً سکندر و دارا کی لڑائی ایک نہایت عظیم الشان واقعہ ہی کہ دنیا کی اُس زمانہ کی سلطنت کا سب سے بڑا تاجدار (جس کی پرعظمت

داستانیں دنیائے اسلام کے ہر بچّہ بچّہ کی زبان پر تھیں اور جیسے فردوسی کی سحر بیانی نے رفعت و بلندی کے بلند ترین درجہ پر پہنچا دیا تھا چند گھنٹے کے اندر اپنے ہی ماتحت صوبہ کے سردار کے سامنے اُس کے رحم کے بھروسہ پر چند منٹ کی مہلت مانگتا ہی کہ چند منٹ توقف کرا اور جب میری روح پرواز کر جائے اُس وقت سر یا تاج جو چاہے لے لینا۔ یہ واقعہ بذاتہٖ ایسا دردناک نظارہ پیش کرتا ہی کہ معمولی طور پر بھی بیان کر دیا جائے تو بڑے سے بڑے سنگدل انسانوں کو بھی رقّت ہو سکتی ہی پھر اُس کو نظامی جیسے خدائے سخن کا بیان کرنا جس نے حقیقت میں اس خوبی سے بیان کیا کہ اس کی نظیر فارسی شاعری نہیں لا سکتی۔ اس کے مقابلہ پر اُن واقعات سے جن سے نظامی نے اپنے قلم کو آلودہ کرنا پسند نہیں کیا ایسی نظم متمنّی ہونا جو سکندر و دارا کے بیان کے سامنے پسند آسکے ایسا ہی مشکل ہی جیسا کہ کسی ماہر سے ماہر انجینیر سے یہ توقع کرنا کہ وہ معمولی بھٹّہ کی اینٹوں سے تاج گنج کے مقابلہ کی عظیم الشان عمارت علی گڑھ میں تیار کر دے گا۔

اس کے علاوہ مولانا نظامی نے یہ مثنوی اپنے دلی شوق سے پوری اُمنگ کے ساتھ کافی وقت میں تصنیف فرمائی۔ اُن کو سوائے شعر و شاعری کے اور کوئی بھی شغل نہیں تھا۔ اور امیر کو بہت بڑا وقت ہندوستانی درباروں کے کارہائے منصبی میں صرف کرنا ہوتا تھا اور یہ مثنوی یعنی آئینہ سکندری اپنی دلی خواہش سے نہیں بلکہ کسی امیر یا بادشاہ کی فرمایش سے نہایت کم زمانہ میں بطور تعمیل ارشاد کے تصنیف فرمائی۔

نیز نظامی اہل زبان ہیں اور اہل زبان میں بھی ایسے بلند پایہ کہ اُن کو خدائے سخن تسلیم کیا گیا اور امیر ہندی نژاد اور ترکی الاصل ہیں لہٰذا اصل اور نسل دونوں اعتبار سے غیر ایرانی ہیں۔

نیز باوجود خدائے سخن ہونے کے نظامی پارسی معبود یزدان و اہرمن کی طرح صرف ایک صنفِ سخن (یعنی مثنوی) کے مالک ہیں۔ برخلاف اس کے امیر خسرو تمام اصنافِ سخن (مثلاً قصیدہ، غزل، مثنوی، نصائح اور تصوّف) میں ہر صنف کے اساتذہ کے ہم پلّہ مانے گئے ہیں۔

ان تمام امور پر نظر کر کے اس قدر یقینی ہو کہ پر اثر واقعات نہ ملنے کے سبب خسرو اگر کوئی رزمیہ داستان اس زور کی نہیں لکھ سکے جیسے کہ نظامی کی مثنوی میں موجود ہیں تو وہ معذوری کے قابل ہیں کہ "شمشیر نیک ز آہنِ بد چوں کند کسے" اس کو امیر خود لکھتے ہیں ؎

چونگذاشت اوے بشیشہ دروں
من از شیشہ شویم چہ آید بروں

تاہم جس جگہ گنجایش ملتی ہے وہاں وہ بھی دوسروں سے کم نہیں رہتے۔ ذیل میں چند مختلف قسم کے مضامین متقابل لکھے جاتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہو کہ حضرت امیر کس پایہ کے شاعر ہیں۔

۱۔ تمہیدات۔ نظامی علیہ الرحمۃ کی تمہیدات اعلیٰ درجہ کی مانی گئی ہیں۔ حضرت

امیر نے بھی بعض جگہ جنگ کے آغاز سے پہلے تمہیدیں لکھی ہیں اس لئے دونوں کے کلام سے ایک ایک تمہید پوری نقل کی جاتی ہے اور اُس کے متعلق بعض خصوصیات جو ذہنِ ناقص میں آئیں عرض کی جاتی ہیں:

خسرو	نظامی
بگردوں شد از نائے زرّیں خروش	رسیدند لشکر بجائے مصاف
بدریائے لشکر در افتاد جوش	دو پرکار بستند چوں کوہِ قاف
ہزاہز در آمد بہر دو سپاہ	خسک بر گذرگاہِ کیں ریختند
رواروبر آمد بخورشید و ماہ	نفقیاں خروشیدن انگیختند
علم سر زعیوق برتر کشید	یزک بر یزک سو بسو در شتاب
سناں چشمِ سیّارہ را بر کشید	نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب
زلرزِ زمیں زیرِ قلبِ گراں	زبسیاریِ لشکر از ہر دو جائے
در اندامِ گاو آرد گشت استخواں	فرو بستہ کوشندہ را دست و پائے
غبارِ زمیں کلّہ بر ماہ بست	دو رویہ ستادند در جائے جنگ
نفس را درونِ گلو راہ بست	نمودند در پیشدستی درنگ
چناں گشت روئے ہوا گرد ناک	مگر در میاں صلحے آید پدید
کہ سیارہ گم کرد خود را بخاک	کہ شمشیرِ شاں بر نیاید کشید
زموجِ سلاح و زگردِ زمیں	چو بود از جوانے و گردن کشے
گلیں آسماں شد۔ زمیں آہنیں	ہماں جانب آبے ہماں آتشے

خسرو

بدان بند بربست برآبِ تیغ
کہ بے بند عالم نگیرد چو میغ
رسیدہ ز تیغ آبِ شان تا کمر
ہمان آبِ بدخواہ را تا بسر
سپہ از زرہ موج میزد بہ اوج
چو دریا کہ بادش درآرد بہ موج
بدریائے آہن جہان گشت غرق
ہوا پر ز میغ و زمین پر ز برق
ز ژوپین و پیکانِ سبز و سفید
جہان گشت پر سوسن و برگِ بید
ز بانگ ہیونانِ گیتی نورد
شدہ پر صدا گنبدِ لاجورد
خرامیدنِ بادپایان بہ گشت
تزلزل در افگند در کوہ و دشت
عرق کردنِ توسنان در شتاب
ز طوفانِ آتش روان کرد آب

نظامی

پدید آمد از بُرد باری ستیز
دلِ کینہ ور گشت بر کینہ تیز
ازان پس کہ بر کینہ رہ یافتند
سر از جستنِ مہر بر تافتند
درآمد بغرّیدن آوازِ کوس
فلک بر دہانِ دُہل داد بوس
شغبہائے آئینہ پیل مست
ہمے شانہ بر پشتِ پیلان شکست
چنان آمد از نائے ترکی خروش
کہ از نائے ترکان برآورد جوش
برآورد خرمہرہ آوازِ شیر
دماغ از دمِ گاو دم گشت سیر
طراقے کہ از مصرعہ خاستہ
برون رفت زین طاقِ آراستہ
روارو برآمد ز راہِ نبرد
ہزاہز درآمد بمردانِ مرد

خسرو	نظامی
شرارہ کہ زد نعل ہنگامِ رو	زمیں گفتی از یکدگر بر درید
ستارہ بروں ریخت از ماہِ نو	سرافیل صورِ قیامت دمید
نماندہ اماں زیرِ پیروزہ کاخ	غبارِ زمیں بر ہوا راہ بست
اجل را شدہ دستگاہے فراخ	عنانِ سلامت بروں شد ز دست
نفیرِ زہ از چاشنی کماں	زبس گرد بر تارکِ ترک و زیں
شدہ ہر زماں چاشنی گیرِ جاں	زمیں آسماں - آسماں شد زمیں
بلا زیں بناوک برانداختہ	فرو رفت و بر رفت راہِ نبرد
چو طفلاں زنے بارگی ساختہ	نمِ خوں بماہی و بر ماہ گرد
گرہ بر گرہ دستِ پیکاں زناں	ز سمِ ستوراں دراں پہن دشت
زرہ بر زرہ پشتِ روئیں تناں	زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت
ز رخشیدنِ خشتِ زہرہ آبگوں	جگر تاب شد نعرہائے بلند
شدہ زہرۂ مرد بد زہرہ خوں	گلوگیر شد حلقہائے کمند
ز ہر سو سنانہائے خارا گذار	ز تابِ ہوس در جہاں بستہ میغ
فرو بستہ راہِ سلامت بہ خار	جہاں سوخت از آتشِ برقِ تیغ
ز تیر و سپرہا کہ پرکار بود	زبس عطسۂ تیغ بر خون و خاک
بیاباں نیستان و گلزار بود	دماغِ ہوا پر شد از جانِ پاک

خسرو

بزیر سپر تیغ رخشاں بتاب
چناں کز تہِ برگِ نیلوفر آب
درخشندہ شمشیر ہائے بنفش
ز دیدہ بصر مے ربود از درفش
خروشیدنِ کوسِ روئینہ کاس
فلک را پر از رخنہ ہا کردہ طاس
سپاہ از علمہا شدہ سایہ دار
دلیراں بر آشفتہ دیوانہ وار
بہر سینہ نو شدہ کینہ ہا
گریزاں شدہ رحمت از سینہ ہا
جدا گشتہ دلہا ز پیوندِ خویش
پدر تشنہ خونِ فرزندِ خویش
دو لشکر نگویم کہ دو کوہِ قاف
رسیدند در جلوہ گاہِ مصاف

یہ داستان قریباً ایک ہی موقع کی ہے اور دونوں میں سکندر خود لڑتا ہے۔ آئینہ سکندری میں خاقانِ چین سے اور سکندر نامہ میں دارا سے۔ دونوں شہسواران سخن نے یوم

جنگ کی صبح کا سماں بیان فرمایا ہی اور یہاں پوری پوری داستان اس لئے لکھدی گئی ہی کہ ناظرین کے سامنے رطب و یابس ہر قسم کے شعر ہر اُستاد کے موجود ہوں جس سے موازنہ کرنے میں آسانی ہو۔

سکندر نامہ کے مندرجہ ذیل اشعار میں عمدہ تمہید قایم کی گئی ہے:

رسیدند لشکر بجائے مصاف — دو پرکار بستند چوں کوہ قاف
خسک بر گذر گاہ کیں ریختند — نقیباں خروشیدن انگیختند
یزک بر یزک سو بسو در شتاب — نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب
زبسیاری لشکر از ہر دو جائے — فرو بستہ کوشندہ را دست و پائے
دو رویہ ستادند در جائے جنگ — نمودند در پیش دستی درنگ
مگر در میاں صلح آید پدید — کہ شمشیر شاں بر نیاید کشید
چو بود از جوانے و گردن کشے — ہماں جانب آبے ہماں آتشے
پدید آمد از بردباری ستیز — دل کینہ ور گشت بر کینہ تیز
ازاں پس کہ بر کینہ رہ یافتند — سر از جستن مہر بر تافتند

لشکروں کا دونوں طرف سے حلقہ باندھنا، دشمن کی آمد روکنے کے لئے گوکھرو بچھانا، پہرہ داروں کا مقرر کرنا، کثرت لشکر سے آمد و رفت کا سلسلہ بند ہو جانا، ہر ایک کا پیش قدمی میں پس و پیش کرنا، صلح کا خواہشمند ہونا عمدہ پیرایہ میں بیان کیا گیا ہی۔ اُس کے بعد فوجوں کے اِدھر اُدھر پھرنے، جنگ کے خوف و ہراس اور اپنی اپنی شیخیاں بیان کرنے سے جو حالت پیدا ہوتی

ہے وہ دونوں میں مشترک ہے۔ جن بعض بعض اشعار کا مضمون متحد یا قریب قریب ہے اُن کے متعلق ذیل میں کچھ عرض کیا جاتا ہے:

خسرو کا پہلا و دوسرا شعر اور نظامی کا بارھواں اور پندرھواں شعر درج ذیل ہیں:

نظامی	خسرو
چناں آمد از نائے ترکی خروش	بگردوں شد از نائے ترکی خروش
کہ از نائے ترکاں برآورد جوش	بدریائے لشکر در اُفتاد جوش
روا رو برآمد ز راہِ نبرد	ہزاہز درآمد بہر دو سپاہ
ہزاہز درآمد بمردان مرد	روا رو برآمد بخورشید و ماہ

یہ دونوں شعر ہم معنی اور قریباً مساوی درجہ کے ہیں۔ خسرو نے کرنائے کی آواز کو آسمان تک پہنچنے، لشکر میں جوش پیدا ہونے، دونوں فوجوں میں حرکت اور بڑھو چلو کی آوازیں بلند ہونے کو صفائی اور روانی سے بیان کیا ہے۔ نظامی نے اسی مضمون کو دوسرے طرز پر بیان کیا اور نائے ترکی و نائے ترکاں کی مناسبت لفظی سے اپنا خاص رنگ پیدا کر دیا ہے۔ دوسرے شعر میں بھی مردان مرد کی حرکت ملاحظہ طلب ہے۔ خسرو کا تیسرا شعر بھی اعلیٰ درجہ کا ہے اس کے مقابلہ پر نظامی کا مندرجہ ذیل شعر آسکتا ہے۔ گو مضامین دونوں کے مختلف ہیں مگر اپنے اپنے رنگ میں بینظیر ہیں۔

نظامی	خسرو
زمیں گفتی از یکدگر بردرید	علم سر ز عیوق برتر کشید
سرافیل صورِ قیامت دمید	سناں چشمِ سیّارہ را بر کشید

خسرو کا چوتھا اور نظامی کا بیسواں شعر یعنی:

خسرو	نظامی
بہ لرز زمیں زیر قلب گراں	ز سمِ ستوراں دراں پہن دشت
دراندامِ گاو آرد گشت اُستخواں	زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت

مقابل ہو سکتے ہیں۔ ایک میں مبالغہ کی حد تحت الثریٰ تک دوسرے میں فلک الافلاک تک پہنچائی گئی ہے۔ دونوں کے مضامین میں مخالف سمتیں اختیار کی گئی ہیں۔ نظامی علیہ الرحمۃ کے شعر میں کثرت شین نے کسی قدر ثقالت پیدا کر دی ہے تاہم مبالغہ غلو کی عمدہ مثال ہے۔ امیر رحمہ اللہ کے شعر میں سالم جسم میں لشکر کی دہل سے اُستخوان کا پس کر آرد ہو جانا بہ نسبت آسمان کے آٹھ ہو جانے کے (جس میں گرد کے اجتماع سے کسی قدر دھوکا ہو جانا بھی ممکن ہے) زیادہ مبالغہ ہے گو اُس کا وجود بھی خیالی ہی ہے۔

خسرو	نظامی
غبارِ زمیں کلہ بر ماہ بست	غبارِ زمیں بر ہوا راہ بست
نفس را درونِ گلو راہ بست	عنانِ سلامت بروں شد ز دست

امیر کے دونوں مصرعے ایک دوسرے سے متناسب ہیں چاند کے گرد گرد کا خیمہ قائم ہو گیا اور گرمی کی وجہ سے سانس لینا دشوار ہو گیا تھا۔ حضرت نظامی کے شعر کے دونوں مصرعوں میں باہم ربط معلوم نہیں ہوتا۔ پہلے میں غبارِ زمیں کا ہوا کی راہ میں حائل ہو جانا اور دوسری میں عنانِ سلامت ہاتھ سے نکل جانا دو جُدا مضمون ہیں جو تمام داستان کے تو مناسب ہیں لیکن باہم کچھ ربط نہیں رکھتے۔ امیر کا چھٹا شعر بھی اسی مضمون کا ہے کہ کثرت غبار کی وجہ سے ستارے بھی نظر آنے بند ہو گئے۔ اسی طرح حضرت امیر کا ساتواں اور گیارھواں شعر مولانا کے اٹھارھویں شعر سے مقابلہ ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا کے شعر:

زبس گرد بر تارکِ ترک و زیں	زمیں آسماں آسماں شد زمیں

میں زمین کا آسمان اور آسمان کا زمین ہو جانا ذرا دیر میں ذہن نشین ہوتا ہی۔ اور امیر کے ساتویں شعر

زموجِ سلاح و زگردِ زمیں ‏ گلیں آسماں شد زمیں آہنیں

اسلحہ کی کثرت سے زمین کا آہنی اور گرد کی وجہ سے آسمان کا گلی ہو جانا اور دوسرا شعر

بدریائے آہن جہاں گشت غرق ‏ ہوا پر ز میغ و زمیں پر ز برق

میں جہان کا دریائے آہن میں غرق اور گرد کی وجہ سے ہوا کا ابر آلود اور زمین کا برق آمود ہونا صاف طور پر عیاں ہوتا ہی۔

اس کے علاوہ مندرجۂ ذیل اشعار خاص توجہ کے قابل ہیں:۔

رسیدہ ز تیغ آبِ شاں تا کمر
ہماں آب بدخواہ را تا بہ سر

آب تیغ کا سپاہی کے تا بکمر اور دشمن کے تا بسر پہنچنا خاص لطف رکھتا ہی۔

شرارہ کہ زد نعل ہنگامِ رو
ستارہ بروں رفت از ماہ نو

نعل کی رگڑ سے جو شرارہ پیدا ہوا اس کو ماہ نو سے ستارہ چھوٹنے سے تشبیہ دینا بھی نیا مضمون ہی۔

بلا زیں بناوک بر انداختہ
چو طفلاں زنے بارگی ساختہ

یہ مضمون بھی جدید ہی کہ بلا اُس کے ناوک پر سوار ہے جیسے طفل اسپ نے پر سوار ہوتا ہے اور جہاں یہ تیر لگتا ہی وہاں بلا نازل ہو جاتی ہی۔ ان کے علاوہ اور شعروں کا بھی مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

صُبح

رزمیہ داستانوں میں نظامی علیہ الرحمۃ نے ہر صبح و شام کو ہر روز نئی صورت میں عجیب دلکش پیرایہ میں ظاہر کیا ہی جس سے اُن کی اُستادانہ قادر الکلامی اور قوت بیان کا اندازہ ہو سکتا ہی۔ امیر خسروؒ نے بھی ہر صبح اور شام کو نئے رنگ میں بیان کیا ہی۔ دونوں کا کلام ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہی:

خسرو		نظامی
چو زنگیِ شب دیدروئے سیاہ	(۱)	کہ چوں شاہ چیں زیں برابرش نہاد
در آئینۂ عالم آرائے ماہ		فلک نعلِ زنگی بر آتش نہاد
زد آئینۂ ماہ را بر زمیں		سپہر از کمیں مہرہ بیروں جہاند
بخندید ناگاہ صبح از کمیں		ستارہ ز کف مہرہ بیروں فشاند
چو در گنبد آمد براقِ سپہر	(۲)	چو گیتی درِ روشنی باز کرد
بہ آلے زرّیں بیار است چہر		جہاں بازیِ دیگر آغاز کرد
چناں خورد شید بر ظلمات دم		باتش بدل گشت مشتِ شرار
کہ نعلش بیفتاد و مسمار ہم		کُلیچہ شدآں سیم گاو سوار

صبح اوّل میں خسرو علیہ الرحمۃ نے اس مشہور حکایت کو کہ کسی حبشی نے آئینہ راستہ میں پڑا ہوا دیکھکر اُٹھایا اُس میں اپنے روئے سیاہ کا عکس دیکھکر آئینہ کو پھینک دیا اور کہا کہ اسی لئے تجھکو پھینک دیا گیا ہی کس خوبی سے یہاں چسپاں کیا ہی۔

صبح دوم میں امیر نے سورج کو بُراق فرض کرکے ظلمت کے رفع ہونے کو بھاگتے ہوئے گھوڑے سے تشبیہ دی ع

کہ نعلش بیفتاد و مسمارہم

سے اُس سراسیمگی اور گھبراہٹ کی جو عموماً خوف زدہ بھاگنے والے کو پیش آتی ہے تصویر کھچ جاتی ہی۔

نظامی علیہ الرحمۃ نے پراگندہ ستاروں کو مشتِ شرار و سیم گاورس وار سے تشبیہ دے کر سورج کی شکل میں تبدیل ہو جانا عمدہ پیرایہ میں ظاہر فرمایا ہی۔

شام

جس طرح ہر روز اپنی خصوصیات کے اعتبار سے گزشتہ اور آیندہ دن سے ممتاز ہوتا ہی اسی طرح ان دونوں اُستادوں نے نیرنگیِ فلک کی مناسبت سے ہر صبح اور ہر شام کو نئی صورت میں جلوہ افروز کرکے دادِ سخن دی ہی۔ صبح کا سماں پیش ہو چکا اب شام کی باری ہی اُسے بھی ملاحظہ فرمایئے اور دونوں بزرگوں کی قادر الکلامی کی داد دیجئے۔

خسرو		نظامی
چو بکرِ فلک در عماری نشست	(۱)	چو گلنار گوں کسوتِ آفتاب
شبِ تیرہ در پردہ داری نشست		کبودی گرفت از خمِ نیل ناب
عروسانِ شب زیور آراستند		نگہبانِ ایں مارِ پیکر درفش
فلک را بگوہر بر آراستند		زر اندود بر پرنیانی بنفش
چو قلّابِ سیم از کمیں زد ہلال	(۲)	چو گوہر بر آمود زنگی بتاج
بخوں غرق شد ترکِ چینی جمال		شہِ چیں فرود آمد از تختِ عاج
شہاب از سرِ نیزۂ دیو سوز		مہِ روشن از تیرہ شب تافتہ
شد آتش فگن در سلیمانِ روز		چو آئینۂ روشنی یافتہ
چو خورشید برقع برخسارہ کرد	(۳)	چو یاقوتِ خورشید را دزد بُرد
فلک سُرمہ در چشمِ سیّارہ کرد		بیاقوت جستن جہاں پے فشرد
کشید آسماں پیرہانِ کبود		بزردی گرفتند مہتاب را
حریرِ معنبر بپوشید زود		کہ ایں بردِ آں جوہرِ ناب را

شام اوّل میں حضرت امیر نے آفتاب کے غروب ہونے کو معشوق کے عماری میں بیٹھنے سے تشبیہ دی ہی۔ پردہ ڈالنے اور مکان آراستہ کرنے کو (جو لوازم شادی سے ہے) کیسے صاف اور شستہ و رفتہ پیرایہ میں ظاہر کیا ہی۔ نظامی علیہ الرحمۃ نے گلنار گوں، نیلناب، مار پیکر، پرنیانی بنفش جیسی چست ترکیبوں سے میناکاری کا کام لیا ہی۔

شام دوم میں جناب خسرو نے چاند کے طلوع اور آفتاب کے غروب کو دو سپاہیوں کی فتح و شکست کے پیرایہ میں نہایت خوبی و روانی سے فصاحت کے ساتھ ادا کیا ہے۔ اور حضرت نظامی نے روشنی چاند کی آفتاب سے مستعار ہونے کی آئینۂ روشنی یافتہ سے پاکیزہ تشبیہ دی ہی۔ لطف کلام ناظرین خود ملاحظہ فرماسکتے ہیں

واقعات نگاری

شاعر کا کمال واقعہ نگاری میں دیکھا جاتا ہی۔ واقعات دو قسم کے ہوتے ہیں اوّل موجودہ واقعات جو شاعر کی نظر کے سامنے گذریں اُن کے بیان کی خوبی یہ ہی کہ سُننے والے کی نظر کے سامنے واقعہ کا نقشہ کھچ جائے۔ اور اُس واقعہ کو دیکھکر جو اثر شاعر کے دل پر ہوا ہو وہی اثر شاعر کے کلام سے سامعین پر طاری ہو جائے دوّم وہ واقعات جو شاعر کے سامنے نہیں گذرے مگر لکھنے پڑتے ہیں اس میں شاعر کا یہ کام ہی کہ ایسے واقعات تلاش کرکے لکھے جو اس قسم کے موقعہ پر عموماً پیش آتے ہیں یا پیش آسکتے ہیں اور پڑھنے والوں کو یقین ہو جائے کہ حقیقت میں بھی یہ واقعہ اسی طرح گذرا ہوگا۔ گویا شاعر خیالات کا مصوّر ہوتا ہے۔ مصوّر کو جو خصوصیات تصویر میں دکھانی پڑتی ہیں شاعر کو وہی خصوصیات کلام میں نمایاں کرنی ہوتی ہیں۔ اِس کتاب میں اسی قسم کے واقعات بیان ہوئے ہیں دونوں حضرات کا کلام درج کیا جاتا ہی۔

خسرو

نمودند بسیار جولاں گری
کسے را نہ بُد از ہنر برتری
ز نیزہ بشمشیر بُردند دست
ہم از ہر دو تن تارِ موئے نخست
بہ دشمن فریبی یلِ روم زاد
گریزاں شد از پیشِ چینی چو باد
بدنبالِ او چینیِ گرم کیں
ز گرمی بہ ابرو برآوردہ چیں
چو نزدیک شد تا زند تیغ چو برق
گریزندہ را زخم ریزد بہ فرق
دراند اخت رومی کیانی کمند
کمرگاہِ چینی درآمد بہ بند
چناں کندش از بازوئے زورناک
کہ بربود از باد و دادش بخاک
ہم رفت پویان یلِ شیر گیر
بخاک اندروں شیرِ جنگی اسیر

نظامی

کمندے و تیغ گرانمایہ خواست
عناں کرد سوئے بد اندیش راست
درآمد براں دیوِ دریا شکوہ
چو ابرِ سیہ کو برآید ز کوہ
بجنبید از جائے خویش آں نہنگ
کہ اقبالِ شاہش فرو بردہ چنگ
کمندِ عدو بند را شہریار
دراند اخت چوں چنبرِ روزگار
چو در گردنِ دشمن آمد کمند
شتابندہ شد خسروِ دیو بند
بخم کمندش سر اندر کشید
کشاں ہمچناں سوئے لشکر کشید
بغلطید آں شیرِ نخچیر سوز
چو آہو برہ زیر چنگالِ یوز

دونوں شہسوارانِ سخن اس وقت ایک ہی میدان میں سرگرم جولاں ہیں۔ دونوں کا انداز جداہی۔ خسرو کا کلام شستہ، رواں اور تصنع سے پاک ہی۔ دو مبارز سوارانِ جنگ آزما ہیں جب دونوں اپنے اپنے داؤ پیچ آزما چکے تو ایک سوار دھوکہ دینے کی غرض سے بھاگتا ہی دوسرے کو اُس کی شکست کا یقین اور قتل یا اسیر کرنے کی حرص غالب ہوتی ہی۔ جنگی احتیاطوں کو نظر انداز کرکے قتل کے لیے ہاتھ اُٹھاتا ہی۔ دوسرا موقعہ تاک کر کمند پھینکتا ہی اور اُس کو اسیر کر لیتا ہے۔ یہ واقعہ صاف طور پر کلام سے واضح ہوتا ہی اور عموماً ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اس جنگ عظیم میں بھی متعدد واقعات سننے میں آئے ہیں کہ اپنے حریف کو اُس کے نظم حربی کے پراگندہ کرنے کے لئے میدان دیا گیا اور پھر محصور کر لیا گیا۔ آخری شعر سے فغفور کا خوشی سے دوڑنا اور اسیر کا گھسٹنا خوب واضح ہو جاتا ہی۔ مولانا کے کلام میں یہ ہے کہ سکندر اپنی جگہ سے کمند اور تلوار وغیرہ اُٹھا کر چلتا ہی اور فوراً جا کر ایسے شجاع پہلوان کو جس کے مقابلہ سے رومی عاجز ہو گئے تھے اسیر کر لیتا ہی اور وہ ہاتھ تک نہیں ہلاتا۔ جب تواریخ سے پتہ چلتا ہی کہ بہادر رومیوں نے شہنشاہوں کے نہ صرف مقابلے کئے بلکہ بعض مرتبہ گرفتار و قتل بھی کیا ہی تو واقعہ کی صحت قابل غور ہو جاتی ہی۔ خصوصاً جب یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ اس نے سکندر کو پہچان لیا تھا یا نہیں لیکن الفاظ تیغ گراں مایہ، دیو دریا شکوہ، کمندِ عدو بند، چنبر روزگار خسرو دیو بند کی چست ترکیبوں اور مناسبات مقامی نے خاص رنگ پیدا کر دیا جو مولانا کا خاص حصہ ہی۔ قریب قریب اسی مضمون کو فردوسی طوسی نے اس طرح نظم کیا ہی ؎

چو از دستِ رستم رہا شد کمند | سرِ شہریار اندر آمد بہ بند
تہِ پیل اندر آورد و زد بر زمیں | ببستند بازوئے خاقانِ چین

واقعۂ دوم

نظامی	خسرو
بر آشفت قطّال ازاں شیرِ تند	سوارے بروں آمد از رومیاں
کہ پائے سپہ دید زاں کار کند	سپر بستہ پس چست کردہ میاں
بپوشید جوشن بر افراخت ترگ	بگرمی بر آہیخت چوں برق تیغ
چو سروے کہ تیغش بود بار و برگ	کہ برق از نفس آب گشتے چو میغ
در آمد بزیں چوں یکے اژدہا	نگا ور سیاہے بزیرش چو دود
سرِ بارگی کرد بر وے رہا	بر آوردہ سر بر سپہرِ کبود
زریوند چوں دید کامد ہژبر	بگردن زنے تاخت برہم ستیز
بغرید مانندِ غرّندہ ابر	بینداخت بر گردنش تیغِ تیز
کشیدند بر یکدگر تیغِ تیز	کنیفوی تا زندہ خم خورد و جست
ز گرمی شدہ چوں فلک گرم خیز	بزد نیزہ و پہلوش را شکست
دو پرّہ دو پرکارِ مرکز نورد	گذارا شد از پشتِ رومی سناں
یکے دیر جنبش یکے تیز گرد	ز دستش بروں رفت یکسر عناں
بسے گرد بر گرد بر تاختند	
بسے زخم چوں آتش انداختند	

نظامی

نمے شد یکے بر یکے کامگار
ز پیشیں در آمد بہ شب کارزار
ہم آخر یکے تیغ زد شاہِ روس
بر آں شخص آراستہ چوں عروس
بیفگندش از زیں و بر روے خاک
بر آورد ہ زاں شیرِ شرزہ ہلاک

خسرو نے واقعہ کو مختصر اور سادہ الفاظ میں ادا کیا، اور نظامی علیہ الرحمۃ نے تشبیہات و ترکیبات سے واقعہ کو پرُشان بنا دیا۔ دونوں نے عمدہ طور پر ٹھیک تصویر کھینچ دی۔

بزم

رزم اور بزم دو مختلف قسمیں ہیں۔ مگر دونوں ماہرانِ سخن نے ان رزمیہ مثنویوں میں ایسے مواقع پیدا کر لیے ہیں جہاں اس صنفِ سخن کے اظہار کا موقع ملتا ہے۔ سکندر نامہ میں نوشابہ و کنیز چینی کا بیان اس کا بہترین نمونہ ہے۔ اُسی نمونہ پر کنیفوی چینی کی داستان جو مردانہ بھیس میں لڑنے آئی تھی سکندر نے خود گرفتار کر کے منظورِ نظر ٹھیرایا امیر خسرو نے نظم کی ہے۔ دونوں کے بعض بعض مواقع مثالاً پیش کیے جاتے ہیں۔

خسرو

(آمدن کنیفوی چینی در بزم)

جهان سوزے از مه شب افروزتر
ز خورشیدِ روشن جهان سوزتر
بیک طرّہ صد شهر بر هم زده
بیک غمزه بر ملکِ عالم زده
در آمد خرامنده با همرهان
چو مه در صفِ مشتری پیکران

نظامی

(آمدن نوشابه نزد سکندر)

پری چهره نوشابهٔ نوش بهر
بفالِ همایون برون شد ز شهر
چو رخشنده ماهے که در وقتِ شام
بر آید ز مشرق چو گردد تمام
کنیزان چو پروین به پیرامنش
ز تارک دُر آمود تا دامنش

فخریه

خسرو

(بزبانِ کنیفوی چینی)

سکندر که کرد آبِ حیوان هوس
نظیرِ منش بود مقصود و بس
مگر شاه زلفِ مراد در نیافت
که در عینِ ظلمات خندان شتافت
چو در خلوتِ من تنهائی رسید
بسر چشمهٔ زندگانی رسید

نظامی

(بزبان کنیز چینی)

که از شادی امشب جهان را نویست
همه شادی از دولتِ خسرویست
بهنگامِ گل نوش بود روزگار
بخندد جهان چون بخندد بهار
چو خورشید روشن در آید به اوج
ز روشن جهان بر زند نور موج

خسرو	نظامی
گر از چشمه راجع شد او را برات	صبا چوں در آید بجولاں گری
من اندر دهاں دارم آب حیات	زمیں رومی آرد صبا ششتری
گر اندازد او شیر و آهو به تیر	گلِ سُرخ چوں کلّه بندد بباغ
من آں آهوم کو بود شیر گیر	فروزد ز هر غنچه خونِ چراغ
گر او هست کیخسروِ جام جوئے	سکندر چو پیروزی آرد بجنگ
مرا جامِ گیتی نمائے ست روئے	نه زیبا بود آئینه زیر زنگ
گر از مجلسِ او همی مے دمد	چو کیخسرو از می شود جام گیر
مرا لاله و گل ز تن مے دمد	چرا جام خالی بود در سریر
گر او پیل بندد بخمّ کمند	ملک گرز جمشید بالاتر ست
من از تارِ موئے کنم پیل بند	رُخِ من ز خورشید زیباتر ست
گر او حربه بر هم نبرداں زند	شه ار شد فریدوں زرینه کفش
رُخِ من رهِ شیر مرداں زند	بفتحش منم کاویانی درفش
گر او اژدهائے ست و زریں دلیر	شه ار چوں سُلیماں شود دیو بند
من آرم ز زریں اژدها را بزیر	مرا در جهاں هست دیوانه چند
گر او گیتی از لشکر آرد بدام	شه ار کیقبادِ بلند افسر ست
خیالم به تنها بگیرد تمام	مرا افسر از مشک و از عنبر ست

خسرو	نظامی
گر او ہست بر تختِ زر پایہ بست	شہ ار ملکِ عالم گرفت ای شگفت
مرا در دلِ اوست جائے نشست	من آں را گرفتم کہ عالم گرفت
گر او را کلاہ است بر آسماں	کمندے من از زلف پیسازمش
مرا صد کلاہ است بر آستاں	نہ ترسم بگردن در اندازمش
گر او باز خواہد ز شاہاں خراج	گر او را کمندے بود ماہ گیر
من از سروراں سر ستانم نہ تاج	مرا ہم کمندے بود شاہ گیر
گر او گنج زر ریختہ دارد تمام	گر او ناوک اندازد از دور دست
مرا نیز گنجی ست از سیم خام	مرا غمزۂ ناوک انداز ہست
گر اقبال و دولت ورا یاورند	گر او حربہ دارد بہ خوں ریختن
مرا ہر دو چوں کمتریں چاکراند	من از غمزہ خوں دانم انگیختن
گر او تخت گیرد ز کیں چوں شہاں	گر او قصدِ شمشیر بازی کند
من از بازوئے مہر گیرم جہاں	زبانم بہ شمشیر بازی کند
گر او دشمناں را بخوں خوردن ست	گر او لخت از زر بدارد بدوش
مرا خونِ صد دوست بر گردن ست	دو لخت ست نعلینِ من گردِ گوش
گر او را یک آئینہ بر کف نشست	گر او حقہ ہا دارد از لعل پُر
دو آئینہ دارم من از پشتِ دست	مرا حقہ ہست از لعل و دُر

خسرو	نظامی
علمہائے او گرچہ بالا رس ست	گر او را علم ہست بالائے سر
مرا یک علم ہم زبالا بس ست	مرا صد علم ہست بیرونِ در
کمانِ وے ار صد شکار افگند	گر او شاہِ عالم شد از سروری
یک ابروئے من صد ہزار افگند	منم شاہِ خوباں بجاں پروری
کمندِ وے ار صید بند دمدام	
من آنم کہ صیّاد گیرم بدام	
نگینِ وے ار لعلِ رُمّانی ست	
نگینِ لبِ من سلیمانی ست	

ان دونوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کینفوی چینی اور کنیز چینی دونوں نے سکندر کی فرمایش پر گانا شروع کیا۔ کینفو کا نغمہ بہت طویل تھا۔ اوّل کا حصہ طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔ اُس کا آغاز اس طرح ہے کہ ؎

بہ آئینِ خوباں بہ شوخی و ناز
سرودے بر آورد عاشق نواز

ایک دو شعر لکھ کر نظامی کے مندرجہ صدر دوسرے شعر کی طرح ایک عام تمہید سے اپنا فخریہ شروع کرتی ہے کہ ؎

چو بشگفت گل خوش بود بوستاں — ولیکن بہ ہمراہیِ دوستاں

چو بے صحبتِ ارجمنداں بود	چمن دور ازیں جائے زنداں بود

چند شعر کے بعد کہتی ہے ؎

کسے را کہ من باشم اندر کمند	چہ حاجت بہ بالائے سرو بلند

اس کے بعد اپنا فخریہ نغمہ گاتی ہے جس میں ۳۵ شعر کے بعد مندرجہ بالا شعر یعنی ع

سکندر کہ کرد آبِ حیواں ہوس

آتا ہے۔ ان سب میں اس نے اپنے معشوقانہ کارنامے جتائے ہیں۔ مثلاً ؎

بیک حملہ بر پارسایاں زنم	بدیگر رہِ آشنایاں زنم
ہمہ خونِ خوباں بہ کِش مے خورم	ولے نوش بادم کہ خوش مے خورم
بہ تیرے کہ زیں چشمِ مست افگنم	صفِ توبہ بارا شکست افگنم
چو یکسو کنم مقنع از طرفِ گوش	کلاہ از سر اندازم و سر ز دوش
منم قبلۂ روم و ابخازیم	کرشمہ مرا زیبد و ناز ہم
بہشتی ست ایں قامتِ چوں نگار	پر از سیب و بادام و نارنج و نار

وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام اوصاف جتا کر اور اپنے کو تمام خوبرویانِ جہاں سے فائق ثابت کر کے سکندر کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ سکندر آبِ حیواں کی طرف مجھ سے انسان کی تلاش میں گیا تھا۔ میری زلفِ معنبر کی خوشبو نہیں ملی تو ظلمات کی طرف رُخ کیا۔ مگر جب میرے خلوت خانہ میں پہنچ گیا تو چشمۂ زندگانی مل گیا۔ اب اس خیال سے کہ سکندر یہ نہ سمجھے کہ میں نے اُس کی اس درجہ قدر کی کہ اپنی محفل میں جگہ دی، وہ

اپنا تفوق اُس پر ثابت کرتی ہی اور رفتہ رفتہ کہتی ہے کہ اُس کی جگہ تخت زریں پر ہی اور میری جگہ اُس کے دل میں ہی۔ تمہید اور پھر اپنا تفوق دیگر خوب رویوں پر پھر خود سکندر پر کس عمدگی سے ثابت کرتی ہی۔ اور قلبِ شاہی میں اپنی جگہ حاصل کر لیتی ہی جو نہایت لطیف اور پاکیزہ پیرایہ ہے۔ کنیز چینی کا نغمہ اسی قدر ہی جو درج کیا گیا۔ اول کے پانچ شعر عام ہیں یعنی ؎

کہ از شادی امشب جہاں را زیست	ہمہ شادی از دولتِ خسروی ست
بہنگامِ گل خوش بود روزگار	بخندد جہاں چوں بخندد بہار
چو خورشیدِ روشن درآمد بہ اوج	ز روشن جہاں بر زند نورِ موج
جہاں چوں درآید بجولاں گری	زمیں رومی آرد صبا ششتری
گلِ سُرخ چوں کلہ بندد بہ باغ	فروزد ز ہر غنچہ چوں چراغ

چھٹے شعر میں کچھ اشارہ نغمہ زن کی طرف معلوم ہوتا ہی ؎

سکندر چو پیروزی آرد بچنگ
نہ زیبا بود آئینہ زیرِ زنگ

دفعتاً ساتویں شعر سے اپنا تفوق سکندر پر جتانا شروع کر دیتی ہی ؎

چو کیخسر وارزے شود جام گیر
چرا جام خالی بود در سریر

جیسا کہ مندرجۂ ذیل اشعار سے ثابت ہی، بادشاہ کو پکڑ لینا، اپنی زلف کی کمند بنا کر

بے خوف سکندر کی گردن میں ڈال دینا (جس طرح جلّاد مجرم کے گلے میں پھانسی ڈال دیتا ہے) اور اپنی کمند کو شاہ گیر ظاہر کرنا (جس سے سوائے سکندر کے اور کوئی مُراد نہیں لیا جا سکتا) بیان کیا گیا ہے ؎

شہ از ملک عالم گرفت اشگفت | من آں را گرفتم کہ عالم گرفت
کمندے من از زلف برسازمش | نہ ترسم بہ گردن دراندازمش
گر او را کمندے بود ماہ گیر | مرا ہم کمندے بود شاہ گیر

اور ظاہر ہے کہ ایسے مطلق العنان اور فاتح سلاطین کے سامنے اس قسم کا طرز بیان اور پھر ایسی مجلس نشاط کے لئے زیادہ موزوں معلوم نہیں ہوتا بلکہ ادب اور رعبِ شاہی کے بھی مناسب نہیں ہے۔ بمقابلہ اس کے ع

مرا در دلِ اوست جائے نشست

سے ایک خاص دل ربایانہ انداز امیر خسرو نے نکالا ہے جو اس محفل طرب کے عین مناسب ہے۔ اُمید ہے کہ ناظرین کرام ان دونوں بیانوں کو مطالعہ فرمائیں گے۔ اور بھی اس پر لکھا جا سکتا ہے مگر بخوف طوالت نظر انداز کرتا ہوں۔

مختصر نویسی

مختصر نویسی بھی رزمیہ داستان کی خاص خوبی ہے یعنی بہت سے مضمون کو ایک شعر یا ایک مصرعہ میں ظاہر کر دینا اس مثال میں امیر کا مندرجہ ذیل شعر پیش کیا جا سکتا ہے جس سے جنگ کا پورا خاکہ پیش نظر ہو جاتا ہے ؎

دراں وحش و صحرا در آویختند   گرفتند و کشتند و خوں ریختند

یہ مضمون طویل ہو گیا اور دونوں اُستادانِ سخن کے کمالات علمی کا اندازہ کرنے کے لئے اس قدر مقابلہ بھی کافی ہے اس لئے آیندہ جو کچھ لکھا جائے گا وہ صرف خسرو کے کلام کا انتخاب ہوگا۔

اخلاق و نصایح

اخلاق و نصایح میں عموماً شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا طرز اختیار کرتے مگر چونکہ یہ مثنوی خصوصاً نظامی کے طرز پر لکھی گئی ہے اس لئے دونوں بزرگوں کے طرز کی جھلک نظر آتی ہے جس کا نمونہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں خسرو نے اپنے فرزند کو نصیحت کی ہے اور پرانے طرز کی نصیحت نہیں جو محض بے ثباتی دنیا ہی پر محصور رہتی ہے بلکہ روزی کمانے، ہنر و پیشہ سیکھنے اور مذہب کی پابندی، سچائی و راست بازی اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے جو مفید اور کار آمد ہونے کے ساتھ اس وقت تک نئی روشنی کی عینک سے بھی عمدہ نصیحت شمار ہو سکتی ہے۔ چند اشعار ذیل میں درج ہیں ؎

انتخاب از مواعظ برائے پسر خورد سال

مرو گرد ہر در کہ نانت دہند   در کعبہ زن تا امانت دہند

بجہد صفا صیقلِ سینہ کن   دلِ آہنینِ خود آئینہ کن

ورنہ دل سیہ ماند ورونق صفا   چو آئینہ از خود نمائی ملاف

بروزِ جوانی چو پیراں گرائے — بہ پیریت خود تن نہ جنبد ز جائے
بہے رو کہ در نیک نامی کشد — خیالے ہنرکاں نجامی کشد
بہر کاری از راستی کن شعار — کہ ہم رستہ گردی و ہم رستگار
دگر کاسے از دیں فراتر بود — مکن گرچہ شمشیر بر سر بود
جوے بہرہ کردن ز کسبِ حلال — بہ از گنج بُردن بہ غصب و وبال
حلال آں کسے را دہد بر کروے — بہ کشتِ ہنر آب ریزد ز جوے
ہنر گو مثل ہست در نار دود — ہنرمند را سر نیارد فرود
گدائے کہ ہست از ہنر بہرہ ور — بہ از بادشازادۂ بے ہنر
چو مستے دہد سفلہ را دور باش — کند ہمنشینانِ خود را خراش
ہر آں شعلہ کز آتشِ تیز رست — بہ پیراہنِ خویش گیرد نخست

نصیحت بہ سکندر

جو نصیحتیں سکندر کو افلاطوں کی زبانی کی گئی ہیں وہ حقیقت میں ایسی نصیحتیں ہیں جو سکندر جیسے جلیل القدر بادشاہ کے قابل بھی ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند اشعار اس جگہ نقل کئے جاتی ہیں۔

تو بیدار باش آشکار و نہاں — کہ از پاست آبادِ خسپد جہاں
مکن ہرچہ عالم خورد غم ز تو — تو در خواب و بیدار عالم ز تو
چو شہ را ز دشمن یکے صد بود — کند خوابِ خوش دشمنِ خود بود

چنان خسپ روزے کہ خسپی بسے | کہ خواب پریشان نہ بیند کسے

حکیم آن سخن را نہ بر ہرزہ گفت | کہ شد فتنہ بیدار چون شاہ خفت

اگر شحنۂ شہر خفتد خراب | بیک گوشمالش برآور ز خواب

وگر سگ نکو پاسبانی کند | شکم پر کنش تا شبانی کند

بہ بزم آنکہ مست ست ہشیار کن | طرب با حریفانِ بیدار کن

بہ پرتاب داری رسد زخمِ تیر | بود تیر اندیشہ آفاق گیر

بدان سان شو از کینہ درکینہ خواہ | کہ بے تیغ رنجہ شود سے نے سپاہ

مدہ تیغ را بر سیاست زبان | کہ آہستہ باشد بخون مرزبان

بہ حال این مثل زندگانی دہ است | کہ جان بخشی از جان ستانی بہ است

چو فیروزیت باید اندر مصاف | بکن گرد خرگاہِ دلہا طواف

بہ تیمار خدمت گران کن بسیچ | ز بد خدمتان نیز دامن مپیچ

اگر مرد بیدار پروردنی ست | گران خواب را نیز غم خوردنی ست

مشو سخت گیر از خدا دادہ | کہ گردد غلامِ تو آزادہ

ترا بارگاہِ بریشم طناب | خبر نہ ازان سوزشِ آفتاب

ترا باد پایان ز اندیشہ بیش | میندیش ازان لاشۂ پشتِ ریش

ترا توشہ دان پر ز حلوائے تر | نظر کن بہ بے توشۂ راہ بر

مناظر

شاعری کا کمال اس میں دیکھا جاتا ہے کہ جس میدان یا موقع کا ذکر ہو وہاں کے حالات اس انداز پر بیان کئے جاویں کہ دیکھنے والے کو یہ گمان ہو کہ میں اس موقع پر ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں۔ امیر خسرو نے اس مضمون کو جس طریقہ پر ادا فرمایا ہے اس کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے جشن کے لئے جو باغ آراستہ کیا گیا تھا اُس کی کیفیت دکھائی گئی ہے۔ استعارہ و تشبیہات و صنائع لفظی سے بھی (جو ایشیائی شاعری کا زیور خیال کی جاتی ہیں) کچھ کچھ کام لیا گیا ہے۔

ہم از اول بامداد آفتاب — بفرخندہ طالع در آمد ز خواب
شدہ جلوہ گر نازنینانِ باغ — رخ آراستہ ہر یکے چوں چراغ
بہ لالہ ز فردوس جام آمدہ — ز رضواں بہ گلبن سلام آمدہ
بنفشہ سرِ زلف را خم زدہ — گرہ در دلِ غنچہ محکم زدہ
ز بس تری اندامِ زیبائے گل — شدہ پارہ پارہ سراپائے گل
ہوا بر سر سبزہ میریخت سیم — مراغہ ہمی کرد بر گل نسیم
بہر شاخ مرغ ارغنوں ساختہ — بہر نغمہ گلبن سر انداختہ
غزل خوانیِ بلبلِ صبح خیز — تمنائے مے خوارگاں کرد تیز
زنالیدنِ قمریٔ خوش نوا — کبوتر[1] معلّق زناں در ہوا

[1] قمری کی آواز پر کبوتر کی بازی کرنے کو عاشقانہ وجد ظاہر کرنے کے نئی ترکیب ہے جس سے ہندی کبوتر باز [illegible] عمدہ حظ اٹھا سکتے ہیں یہ رقص مدہوشی کی عمدہ اور نئی مثال ہے ۱۲

زباد بہاری ہوا مشکبو — عروس جہان زآب گل شستہ رو
بساط گل از سبزہ گلشن شدہ — چراغ گل از باد روشن شدہ
شدہ مشک بو غنچہ در زیر پوست — چو تعویذ مشکیں ببازوے دوست
کشادہ گل لعل جلباب نور — نظارہ کناں چشم نرگس ز دور
بروں کردہ سوسن زبان خموش — ہمی کرد ہر دم تقاضائے نوش
بہر چشمہ منقار بط آب گیر — چو مقراض زریں بقطع حریر
ازاں نغمہ کو غارت ہوش کرد — مغنی ترنم فراموش کرد
ز آواز دراج ورقص تدرو — سبک گشت رقاصئ پاے سرو

علماے دنیا پرست

نہ آن ست درویش مرد خدائے — کہ بہر درم پیش شہ شد بہ پائے
ببینیش پشمینہ برکش ز دوش — کہ پوشیدہ دزدیست پشمینہ پوش
مبیں کاں گلیم ست تن پوش او — کہ آں دام مال ست بر دوش او
چو دامے کہ برداشت ماہی فروش — ز بہر درم ہاے ماہی بدوش
ہم از دام ماہی دل ایں نکتہ بیخت — چو ماہی کہ برداشت آبش بریخت
فقیرے کہ ناں از در شاہ جست — بباید ز آب خودش دست شست
بہشتی بود شاہ درویش خواہ — کنشتی ست درویش در کوے شاہ

آخر کا شعر ایک عربی قول سے ماخوذ ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ

نِعمَ الاَمِیرُ علی بَابِ الفَقِیر   وَبِئسَ الفَقِیرُ علی بَابِ الاَمِیر

بے ثباتی دُنیا

دو دردار د این تنگنائے دراز   کہ در رفتن و آمدن ہر دو باز

ازیں ہر زماں نوبتے مے رود   یکے آید و دیگرے مے رود

ہندوستانی رسم و رواج و تشبیہات

امیر خسرو نے بعض بعض جگہ خاص ہندوستانی رسم و رواج بھی نظم کئے ہیں اور بعض تشبیہیں ایسی ہیں جن سے ہندوستانیت ظاہر ہوتی ہے۔ چند امور ذیل میں نمونے کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔

زبس ابلہی ہندوانِ کلال   بدست آب نوشند با صد سفال

یعنی ہندو باوجود صد ہا برتن موجود ہونے کے ہاتھ یعنی اوکھ سے پانی پیتے ہیں۔

شد از رنگِ سرخی سرِ کوہسار   چو پیشانیِ پیل شنگرف دار

یعنی صبح کو کوہستان میں شفق کی سرخی اس طرح ظاہر ہوتی ہے جیسے سیاہ ہاتھی کی پیشانی پر سندور لگاتے ہیں۔

زنالیدنِ قمریِ خوش نوا   کبوتر معلّق زناں در ہوا

چو کیسو کنم مقنع از طرفِ گوش   کلاہ از سر اندازم و سر زدوش

نہفتہ معجمرِ گلِ خویش را   نظر بستہ چشمِ بد اندیش را

فارسی میں برقع وغیرہ استعمال ہوتا ہے۔ اور ہندوستان میں عورتیں آنچل یعنی اوڑھنی کا سرا منہ پر ڈال لیتی اور جب کسی سے مُنہ کھول کر بات کرنا ہوتی ہے تو ایک طرف سے آنچل سرکا لیتی ہیں اس کو خسرو نے بیان کیا ہے جب میں ایک طرف سے (ایک کان کی طرف سے) آنچل سرکا لیتی ہوں تو سر سے ٹوپی اور دوش سے سر الگ ہو جاتا ہے

چو مارے بدست آور د مار گیر

نواز د چنیں خونی را بہ شیر

ہندوستانی سپیرے سانپوں کو پکڑ کر دُودھ پلاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایران میں بھی یہ رواج ہو۔

خاتمہ

آئینۂ سکندری کی نسبت جو کچھ لکھنا تھا وہ لکھ دیا گیا اس مختصر ریویو میں اس سے زیادہ نہیں لکھا جا سکتا ہم کو اصل کتاب کے طرز بیان کی نسبت کچھ عرض کرنا ضروری ہے۔

غور کرنے سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہی کہ امیر خسرو نے عموماً مثنوی میں نظامی کا اتباع کیا ہی۔ اُن کے طرز کو نمونہ بنا کر اپنی مثنوی تیار کی ہی اکثر اشعار کے مقابلہ سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ مقابلہ پر لکھے گئے ہیں۔ مثلاً نظامی کے مبالغہ غلو کی یہ مثال زبان زد عوام ہی

زسُمّ ستوراں دراں پہن دشت　　　زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت

گو اس میں تکرار شین نے کسی قدر ثقالت پیدا کر دی ہی تاہم مبالغہ کی عمدہ مثال ہے۔ اس کے مقابلہ میں امیر لکھتے ہیں ؎

زلرزِ زمیں زیرِ قلبِ گراں　　　در اندامِ گاو آرد گشت اُستخواں

اسی طرح جا بجا اشعار سے پایا جاتا ہے کہ وہ مقابلہ پر لکھے ہوئے ہیں۔

آئینۂ سکندری کی عبارت صاف اور رواں ہی۔ یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک فوّارہ ہے جس میں سے مضامین اُبلتے چلے آتے ہیں۔

زیادہ خود ستائی سے بھی کام نہیں لیا۔ جو امر بیان کرتے ہیں اکثر جگہ اُس کی علّت بھی بیان کر دیتے ہیں جس سے بے ساختہ پن زیادہ مترشح ہوتا ہی۔ سکندر نامۂ نظامی کی تحریر مُرصّع اور بلیغ ہی۔ خصوصاً میدان رزم کا سماں اس خوبی سے باندھتے ہیں

کہ جنگ کا منظر آنکھوں میں پھر جاتا ہے اور طرز کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نہایت ماہر فن کاری گر نے نہایت قرینہ سے میناکاری کا کام کیا ہے بعض جگہ اتنے بلند ہو جاتے ہیں کہ نہ صرف یہ کہ مجھ جیسے کم فہم اشخاص کی سمجھ سے بلند ہو جاتے ہیں بلکہ شارحین کو بھی تاویلات ہی کرنی پڑتی ہیں۔ میں نے مکرر اور متعدد جگہ سے دونوں کے کلام کو پڑھا۔ سکندر نامہ پڑھتا ہوں تو بے اختیار دل چاہتا ہے کہ اس کو ترجیح دی جائے۔ اور جب آئینۂ سکندری پڑھتا ہوں تو اُس کی خصوصیات اپنی طرف مائل کرتی ہیں۔ اس لئے ان میں سے کسی کے حق میں فیصلہ دینا ناظرین کلام کی نکتہ رس طبائع پر چھوڑتا ہوں اور دونوں بزرگوں کے حق میں (جو یکتائے روزگار ہیں) دعائے مغفرت کرکے ناظرین سے آمین کہنے کی درخواست کرتا ہوں۔ والسلام

خاکسار

سعید احمد فاروقی

علیگڈھ:

رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

این مرآتِ صفا کہ نمودارِ آئینہ سکندری ست بصیقلہ
نامِ خالقِ صُوَر مصقّل گردانیدہ شد تا چون بمواجہۂ صادق
و عکس نما رسد صورتِ حالِ او موجہ روی نماید انشاء اللہ المصور

جہاں پادشاہا خدائی تراست	ازل تا ابد پادشائی تراست
کشایندۂ چشمِ بینش توئی	نگارندۂ آفرینش توئی
توئی اول و آخرِ جملہ چیز	نہ آغاز داری نہ انجام نیز
ز تو بے خبر عقل و دانش تباہ	تصور بکارِ تو گم کردہ راہ
۵ نہ چوں من بمقدارِ بیش و کمی	کہ گنجی در اندیشۂ آدمی
کمالت سخن را ورق شستہ	کم و بیش را دیدہ بر دوختہ

۶- ق - زباں

ادب نیست الا ثنای تو — پژوهیدن از نهان تو

دری کاروانی تو کردی پدید — خرد را بران در تو دادی کلید

توئی پیکر آرای مردم زخاک — عمل دان گیتی بتقدیر پاک

تو دادی بدل گنج آماده را — تو کردی بلند آدمی زاده را

۵ فلک را تو بستی گره در جهات — تو راندی قلم بر خط کائنات

زخورد و بزرگ آنچه دارد سرشت — نبشتی بر آنسان که باید نبشت

زصنع تو کارے بهر کارگاه — غلط را نه در کارگاه تو راه

هر آنچه آفریدی درین حجی زرف — نهفتی درو کیمیائے شگرف

زملک تو یک ذره بیکار نیست — خرد را درین بارگه بار نیست

۱۰ جهان را تو کردی پدید از نهان — زمین نیز در شے جهان در جهان

چنان این کهن نقطه را خواستی — به پرکار حکمت بیاراستی

مسلسل چنان کردی اجرام را — که پی گسلد پیک اوهام را

بصد زیور آراستی روزگار — که محتاج آلت نگشتی بکار

دروغ ست کین وهم کوتاه بین — فلک را نهد کارساز زمین

۱۵ زمین و فلک چون منت بنده اند — به تسلیم خدمت سر افگنده اند

---

۲ — س — بدان در — ۳ — ق و س — عمل دار گیتی — ۴ — س — هر دو مصراع مقدم و مؤخر ۱۲

۱۱ — س — نقطه ۱۳ — س — گے فصل وے ماه گا ہے بہار

اگر صنعت از یاری چرخ زاد | چو چرخ آفریدی که یاریت داد
کنی جملهٔ هستی آیین و ساز | که ناید به نیروی غیرت نیاز
کمال تو کی ضبط گردون شود | بدولاب دریا تهی چون شود
اگر چرخ کوشد بصد گونه زور | برون ناید از نقش یک پای مور
۵ کسی کو شد از پای موری زبون | توانائیش چون توان گفت چون
ستاره که یک حرف تست از قلم | چه داند که در وی چه کردی رقم
نگینی که بر خاتم جای ساخت | کجا نقش خود را تواند شناخت
همه رهنوردان این نه بساط | ق | که گاهی غم آرند گاهی نشاط
نه از خویش ازین گونه برگشته اند | که یک یک ز حکم تو سرگشته اند
۱۰ ز غیب آنچه پیدا شود هر نفس | قضای خداوندی تست و بس
توئی راز دار ضمیر همه | بدر ماندگی دستگیر همه
سری کز تو افتد که آرد ستاد | دری کش تو بندی که داند گشاد
تو ریزی بهر خاطر اندیشه | بهر دل تو تلقین کنی پیشه
۱۵ تن روشن و جان پنهان ز تو | همه کس ز جان زنده و جان ز تو
همه زود میرد و تو جاوید پای | که هرگز نمرد و نمیرد خدای

---

۳ — س - بود - ۱۱ - س - توئی راز دان

مناجات در حضرتِ ملک بارکہ حاجاتِ محتاجاں را نزدیکِ عینِ عنایتِ او حاجتِ عرض نیست

شکستہ پناہا چو ز احسانِ پاک | سرشتی بدستِ خود این مشتِ خاک

۵ کشیدی ز توفیقِ جودم طراز | کہ رہ سوئے ایماں کشادیم باز

گرم کردہ کافرِ بتِ پرپرست | چہ کردی معاذ اللہ این خاکِ پست

زبانِ من ار موے گردد بکام | نگوید ز شکرِ تو موئے تمام

چو دادی بگنجِ خودم دستگاہ | مدہ دزد را سوئے آں گنج راہ

مپرس آنچہ بد کردہ ام یا صواب | کہ در خوردِ پرسش ندارم جواب

۱۰ جفا پیشہ را رستگاری ز تست | بہ آمرزشش امیدواری ز تست

بہ بخشائی ار بر ہمہ عاصیاں | خداوندیت را ندارد زیاں

وگر زاہداں را بسوزی بنار | ہم از عدل بیروں نباشد شمار

ہمہ کارِ تو نیست اِلّا کہ داد | ترا تہمتِ ظلم نتواں نہاد

بہ ہستی چو راہم تو دادی نخست | زمن ہر چہ خیزد بتقدیرِ تست

۱۵ چو خود بستی ایں زعبہ بردامنم | عتاب از چہ گردد بہ پیرامنم

زگیتی چنانم بر انجامِ کار | کہ فردا نمانم ز توشہ مسار

---

۱۴ — س: زمن ہر چہ آید۔

چنان دار بیدارم اندر جهان ‏‏‏— که خفته نخوانند کارآگهان

چنان بر سوئے خوابگاہم فراز — که بیدار خسپم بخوابِ دراز

چنان زندگی ده بجانِ عزیز — که زنده بمانم پس از مرگ نیز

شناسا چنان کن دلِ ریش را — که بشناسد اندازهٔ خویش را

۵ به نقصانِ خود چون تواند شناخت — کمالِ ترا نیز داند شناخت

گرم نعمتے داد خواہی نخست — بشکرِ خودم ده زبانی درست

وراز من کنی رختِ این خانه دور — شکیبائیم ده که مانم صبور

چو دل در سر آرد پریشانیم — درے باز کن در پشیمانیم

گرفت ارچه جرمم سیاه و سپید — بعفوِ توام بیش ازان ست امید

۱۰ چو فردا خجل گردم از کارِ خویش — مکن بسته بر من درِ بارِ خویش

چه باشد یکے ذرّهٔ خاکسار — که روزِ شمار آید اندر شمار

چو آوازِ صورم در آرد ز خواب — ز بارانِ رحمت برویم زن آب

مرا چشمِ تنگ و ہوس شاخ شاخ — عطائے ترا برگ و نعمت فراخ

چه دانم که در خفتن و خاستن — چه می باید از چون توئے خواستن

۱۵ توام آن خرد بخش از بخشِ خاص — که آن خواہم از تو که یابم خلاص

من از حدِّ خود دم زنم چون چنان — تو اندازهٔ بخششِ خود رسان

---

۵ – س: به نقصانِ خود چون شناسنده ساخت + کمالِ ترا نیز تواں شناخت۔

زیادِ خودم سینہ پرنور کن — فراموشیِ خود زمن دور کن
وجودِ مرا ہستی دہ بلند — کزیں دخمہ بیروں جہانم سمند
روم بے خود از خانہ در کوی تو — بہ پرواز ہمت پرم سوی تو
نگوں ہمتاں راز تو دور نیست — وگرنہ زمارہ بتو دور نیست
۵ ولی گرز عونِ تو بود شمار — چہ خیزد ز صد ہمت و صد ہزار
کہ در گنجد از تو نگوئی بیا — درونِ سرا پردۂ کبریا
بسوئے خودم خوان و فریاد رس — کہ غوغاے شیطاں در آمد ز پس
دریں بادہ غول رہزن بسی ست — بمنزل شدن نے حدِ ہر کسی ست
بسا رہرواں کاندریں گم شدند — کہ ہم دیو وہم دیو مردم شدند
۱۰ تو دانی کہ ایں رہزنانِ ہلاک — ز لاحولِ خسرو ندارند باک
چناں بر کہ چوں من گرایم بہ تو — بدنبالِ پیغمبر آیم بہ تو

نعتِ آفتابے کہ صبحِ صادقِ والشمس وضحٰہا از جبہۂ میمونِ او وجمالِ نمود ماہی کہ نورِ ساطعِ والقمر اذا تلٰہا

۱۵ از غرّۂ روز افزونِ او و کمال یافت

رسولِ قوی حجّتِ آشکار — بحکمت درست و بحکم استوار

---

۲ بس: جیفہ - ۳ س: ددم - ایضاً س: سزا از ہمت، س: نیاید زپس

محمد شہِ لاجوردی سریر | کزو گشت ہستی عمارت پذیر

ز دروانۂ شرع رائت فراز | زگنجِ فلک گوہر آمائے راز

بہ مہمانیِ پیشگاہِ الست | طفیلیِ خورِ خوانِ او ہر کہ ہست

خدائے کہ ہستی پدیدار کرد | ز بہرِ وے ایں سکّہ پرکار کرد

۵ سپہرے کہ بینی چو رخشندہ باغ | ز نورِ وے افروخت چندیں چراغ

ز باغِ رخش ہشت بستاں گلے | دراں باغ روح الامیں بلبلے

سلاطینِ زنِ مسندش ہر زماں | یزک بر یزک لشکرِ آسماں

کرم بیں کز احسانِ امّت پناہ | گنہ ما کنیم او بود عذرخواہ

زبردست را گوہر افگن بہ تیغ | نوازش گرِ زیردستاں چو میغ

۱۰ زمیں را کفش کیسہ دارِ جود | جہاں را تنش کیمیائے وجود

بحضرت کمر بستہ بر عزمِ کار | میانجی بہ آمرزشِ کردگار

وجودش ز دریائے رحمت نشاں | کہ رحمت بر اں ابرِ رحمت فشاں

زبانش یکے تیغِ عالم پناہ | کزو حک شدہ نامہ ہائے سیاہ

فلک خاکی از پاشش برداشتہ | ہزاراں چہ دو تخم انباشتہ

۱۵ ہمہ لوحِ محفوظ در شانِ او | سیاہ و سپیدِ جہاں زانِ او

فروہشتہ منشوری از مشکناب | برآوردہ نہ خیمہ زیں یک طناب

---

۹ - س و ق: گردن افگن بہ تیغ - ایضاً: نوازش کن - ۱۵ - س - فلک خاکی

ز گیسوی او نافه بو یافته   گل از روی او آبرو یافته

فرو خواند دیباچهٔ غیب را   رقم کرد توقیعِ لاریب را

حمایت نشین چرخ در مشتِ او   مه از داغ دارانِ انگشتِ او

درِ چرخ را ماه قفلِ زرست   کلیدی ز انگشتِ پیغمبرست

۵ هم از نور آن پنجهٔ مه شگاف   صفِ بدر بشکست روزِ مصاف

زمین و فلک یک غبارِ رهش   ازل تا ابد یک تماشا گهش

دم از راهِ درویش پرسی زده   قدم بر سرِ عرش و کرسی زده

بجائی که توسن برانگیخته   جناحِ ملائک فرو ریخته

صفتِ معراجِ مقتدائی که جماعت اسلام از محرابِ قاب قوسینِ او ادنی بشارت الصلوٰت معراج المومنین آورد تا هر موحدی را علاحده صاحب معراج گردانیده علیه الصلوٰت و التحیات و السلام

فلک ماه را چون شب افروز کرد   شبِ تیره پیرایهٔ روز کرد

رسید از فلک پیکِ فرخنده پی   فلک وار زو چرخ در گردِ وی

براقی ز رفتن سبک گام تر   ز خورشید و مه روشن اندام تر

سوے دولتِ بی حسابش کشید	رکابی شد و در رکابش کشید
سوارِ سبک رو بعزمِ درست	شتابندگی را کمر کرد چست
براں رخشِ رخشندہ بر شد چناں	کہ در لامکاں درکشیدش عناں
نخستیں شرف بیتِ اقصاش بود	ز اقصیٰ ولایت دراوناش بود
علی القطع ببرید در یک زماں	بمقراضِ لا پردهٔ لامکاں
چو مہ سجدہ کردش در افگندگی	ہلالِ خودش خواند در بندگی
عطارد کہ مغزش ز خورشید تافت	ز دیدارِ او شربتِ تازہ یافت
ہماں زہرہ کز شرعش آگاہ بود	کمانچہ بکش کردہ بگریخت زود
خور از مسند آورد رو بر زمیں	رہا کرد مسند بہ مسند نشیں
برہ گشت مریخ سرہنگِ او	کلہ سودہ بر نعلِ شبرنگِ او
شتابندہ برجیس از پیش خاست	متاعِ سعادت بدریوزہ خواست
زحل روی مالیدہ چنداں براہ	کہ شد روے او روشن و رہ سیاہ
چو پا بر ثوابت نہاد استوار	شکوہش بود از ثوابت قرار
پس از انجمِ ہشتمیں انجمن	بعزمِ نہم گشت ہنگامہ زن
علم بر نہم فرشِ اطلس کشید	قلم بر جہاتِ مسدس کشید
سوے عالمی شد کہ عالم نماند	دوئیم درمیاں سایۂ ہم نماند
ہماے شد ز اوجِ عزت پرید	ہمائے کہ کس سایۂ او ندید

چناں کرد بر شاخِ قرب آشیاں   کہ خود ہم نگنجید اندر میاں

چو از ہستیِ خویش نا مید گشت   دراں نیستی ہستِ جاوید گشت

بزد بر غرض ناوکِ سخت کوش   زہ از قابِ قوسین آمد بگوش

حجابِ خیال از میاں برگرفت   نظارہ بنورِ نہاں در گرفت

۵ بروں آمد از پردۂ بودِ خویش   نگہ کرد بے پردہ مقصودِ خویش

بمنزل خراماں شد از بارگاہ   بپایش دُرم ریز خورشید و ماہ

فروزاں چو شمعے ز نورِ حضور   ملائک چو پروانہ در گردِ نور

عروسانِ فردوس در انتظار   کہ روبند از پاے نازک غبار

گلے را کہ برچید ازاں بوستاں   رہ آوردی آورد بر دوستاں

۱۰ جمالی بخوباں ازاں باغ داد   برخسارِ شاں خالِ مازاغ داد

خوشا وقتِ آں میہمانانِ باغ   کہ گشتند ازاں گل معطّر دماغ

یکی راست گوئی کہ در کنجِ غار   نہاد از پئے گنج پا پیشِ مار

دویم داورے آں کہ از دستِ زور   بہ انگشتِ خود دلو را کرد کور

سیوم آں کہ قرآنش منشور داد   دو شمع از شبستانِ او نور زاد

۱۵ چہارم دلاور سوارے کہ دید   درِ خیبر از ذوالفقارش کلید

شدہ خانۂ شرع را از نخست   بداں چار ارکاں عمارت درست

۵- س: بمیوہ خویش۔ ۱۰- س: داغ مازاغ داد۔ ۱۳- م ق: دویم داور عدل۔

ریاحینِ دیگر گزین گلشنند — چو در گردِ ماہ انجم روشنند

زہے بُرجِ آں ماہِ ناکاستہ — کہ باشد بریں انجم آراستہ

دلم جاے آں انجم و ماہ باد — مرا نورِ شاں مشعلِ راہ باد

زہے راہِ خسرو کہ در برتری — کند نورِ آں انجمش رہبری

۵ مدحِ شیخِ عالمِ اجل محی السنن نظام الملت فضیلی کہ قدمِ بشر حافی را از نعلینِ طریقت فرو پوشید و او ہمی کہ سرّی سقطے را از سرّ صفا روشن کرد

دلم چوں بگوہر کشی خاص گشت — بدریای اندیشہ غوّاص گشت

۱۰ بہر غوطہ چنداں بروں ریخت دُر — کہ دریا تہی گشت و آفاق پُر

نثاری گزاں دُر بر انگیختیم — بدرگاہِ پیغمبرش ریختیم

من افتادم و آسماں برگرفت — عطارد ببوسید و بر سر گرفت

مرا گاہِ افشاندنِ آں نثار — بسے دخل شد لولوے شاہوار

دریغ آیدم کایں چنیں گوہرے — برم تحفہ در خدمتِ دیگرے

۱۵ ادب بایدم پیش ازیں در ضمیر — گزاں سازم آرایشِ مدحِ پیر

۱۲- س ل: بسے خرچ شد

پناهِ جهان دینِ حق را نظام | رهِ قدس را پیشوای تمام
بحجّت مسیحِ درِ آخر زمان | بر اهلِ زمین حجّتِ آسمان
جهان زنده از جانِ بیدارِ او | زمین روشن از روز بازارِ او
همه شب ز شبخیزیِ بی ریا | کمند افگنِ کنگرِ کبریا
۵ ز ظلماتِ شب کرده کحلِ بصر | بنظّارهٔ غیب صاحب نظر
ز بس سجده کردن بمحرابِ دین | شده حاجبِ خاصِ روح الامین
قدم گاهش از پایهٔ عرش بیش | کفِ پایش از بوسهٔ خلق ریش
نمازِ وی از معرج برتری | نمود از معراجِ پیغمبری
بدان تا خرامد به بالا ز پست | نهاده قدم بر سرِ هر چه هست
۱۰ نگفته ز دیباو اکسون سخن | شرف کرده از ژنده های کهن
زمین و فلک در ولایت حدش | ولی گوشهٔ بوریا مسندش
ز نعلینِ چوبی شده تخت گیر | یکی کرسیش گشته دیگر سریر
به بیماریِ دل طبیب ست فرد | کزو کرده درمان بیازارِ درد
بر اهلِ طلب در نمودارِ کار | بدستوریِ غیب فرمان گذار
۱۵ ضمیرش درِ قدس را پردگی | پناهنده را داده پروردگی
گرانسنگیِ او بهر دست برد | بسی بیضهٔ دیو را کرده خورد

---

۵ - م ق: صادق نظر ۔ ۸ - ق: نمازِ وی از پایهٔ برتری

گره مفلس و توشه دان پر زر و — شکم خالی و دل ز گنجینه پر

اگر پیشش آفاق پر زر بود — ز ابر کفش در زمان تر بود

ز دنیا محیطی به پیرامنش — مبرا ز آلودگی دامنش

ز سرچشمهٔ غیبش آبِ دهان — به آبِ وضو شسته دست از جهان

۵ دمِ خلقِ او چون صبا جان نواز — نوالش همه وقت مهمان نواز

زبانش ز لوحِ سما رانده حرف — دلش عشق را گنبدانی شگرف

چو از سوزشِ دل دمِ خویش زده — بصد خرمنِ هستی آتش زده

ز نظّارهٔ روی آن آفتاب — همه پاک چشمان و دیده پر آب

بر آلودگان چون زده موجِ پاک — فرو شسته ز آلایشِ آب و خاک

۱۰ برد بارِ خلق ارچه بسیار تر — کسی نیست از وی سبکبار تر

فلک گر بعهدش نگردد بخیر — فلک را عنان باز پیچد ز سیر

بجایی که ماند آن قدم تا بدیر — بلایی ز گردون نیاید بزیر

هر آن ناتوان کز درش زر یافت — اجل رحمتِ خویش ازو دریافت

براهی که آن پای دارد شتاب — بتعظیم بوسد زمین آفتاب

۱۵ صفا را ازو روشن آیینها — دمش روشنایی دهِ سینها

رسیده ز پروانهٔ آسمان — چراغی بظلماتِ آخر زمان

---

۶ - م: ز لوحِ سما خوانده حرف - ۱۱ - س: عنان فلک

جهان زو ہمہ وقت پر نور باد | زمین از درش بیت معمور باد

در علو درجت و منزلت شمس السلاطین علی العالمین

علاء الدنیا والدین ظلّ اللہ ظلالہ علی الدنیا الی الیوم الدین

بنبی الامیین صلی اللہ علیہ وسلم آمین آمین

خراماں شو اے خامۂ گنج ریز | بدر سفتن الماس را دار تیز

بہر حرف آرایشے ساز کن | بہر نکتہ گوش فلک باز کن

سخن را چناں پایہ برکش بہ ماہ | کہ بوسد بجرات کف پای شاہ

۱۰ شہے کاسماں بردرش گاہ بار | ز پیرو دین و جوز افشاند نثار

علاء دیں اسکندر تاج بخش | ز رفعت بگردوں وال کرد رخش

محمد جہانگیر حیدر مصاف | کہ از تیغ او دین خنجر کوہ قاف

چراغی بنور حق افروختہ | عدو را بہ پروانگی سوختہ

صفاتش درو اندیشہ بیش از کمال | نوالش باندازہ بیش از خیال

۱۵ بدہ گز قبا گرچہ گنجد تنش | نگنجد بہ عالم دل روشنش

جہانی ہست او در قبائے نہاں | دل روشنش خود جہاں در جہاں

۱۰ـ س ـ روز بار

زبس کش بعالم نگنجید ذات — فلک پس خزیده ز هر شش جهات

ز همت چنان ساخته نردبان — که بر رفته قدرش بهفت آسمان

شهان بر درش خدمت آموخته — نظر تیز بر پشتِ پا دوخته

نگه گر کند سوے خورشید تیز — چو ذراتِ خاکش نهد ریز ریز

۵ وگر ذره را بخشد از مهر تاب — دهد پایه بالاترش ز آفتاب

درم گر خطابش بر آراست چهر — سزد کآفتابی کند بر سپهر

سپهر از پئے نامش این کار کرد — که خورشید را شکلِ دینار کرد

خطے کان بتوقیعِ او محکم ست — صکے بهرِ ملکیتِ عالم ست

ورق هاے منشورِ او هر زمان — جهان راست از فتنه حرزِ امان

۱۰ ز نامش فلک معتقد زیرِ پوست — چو افسون که آرد کسی سوے دوست

چنان کند خارِ ستم را ز راه — که هموار شد فتنه را خوابگاه

بکین شیر دندان کنون کم زند — مگر کو ز تب لرزن بر شکم زند

سپاهش گرانی برین سو فگند — که شد هند پست و خراسان بلند

جنیبت چو در زیرِ ران آورند — تزلزل بهفت آسمان آورند

۱۵ سمندش چو بر ابر جولان زند — همه تیر بر پشتِ مرغان زند

ز بارانِ تیرش عدو در بلاست — که پیکانِ او ناودانِ قضاست

---

۱ - ق[۲]: صفاتش رسیده بهر شش جهات - ۸ - س[۲]: خطے بهر ملکیت ۱۴ - س، ان[۱]: - زیر ران آورد (و) آسمان آورد

گشاید چو تیرِ جگرگاه را | رسد دولت تیر بدخواه را

ز تیرش گزند شد عدد کاسته | شده کیشِ پیغمبر آراسته

قیامت که فرد است وزش عیاں | ز سهمش سر فرد افگند در میاں

بدہرار زند زورِ چنگال را | فراہم کند پار و امسال را

۵ کمانش چو ز ابرو اشارت کند | جہانی بیک تیر غارت کند

چو در روی ہیجا ز پیکانِ تیز | ق بہ نیروی بازو شود رخنہ ریز

در و شانهٔ پیلِ کیں جوی را | چه شانه که در وزن کند موی را

سپاہی چو طوفانِ آتش بتاب | کشد تیغ شاہیش بیک قطرہ آب

گرفتہ ری و روم تیغش بجنگ | ولی زنگ نہ گرفتہ ہرگز ز ننگ

۱۰ ز شمشیر آتش بدریا زده | ز نیزه ثری بر ثریا زده

بر زمش شگفته دلِ دشمناں | نه از باد سوری ز خارِ سناں

چو رمحش سناں بر سر افراختہ | خلہ در دلِ انجم انداختہ

سنانش بہ تیزی شدہ غمزہ زن | بہر چشم زد بردہ دلہا ز تن

بجائی کہ آں رمح والا بود | زمیں تا فلک نیزه بالا بود

۱۵ ز بہرِ شکم ہای روئیں تناں | ز مغزِ یلاں چرب کردہ سناں

ز زلفی کہ از پرچم انگیختہ | بہر تارِ موصد دل آویختہ

بہ تنہا دریدہ صفِ خسرواں | کہ ہم بادشاہ است و ہم پہلواں

چو خار آسگانی کند آهنش | چه پولادِ هندی چه روئین تنش
چه مردی کند چرخ در دار و گیر | که تیرش کهن دارد و ترک پیر
سلاحیش مرّیخ شمشیر بند | علمدار او آفتابِ بلند
ز چترِ سیاهش که شد زیبِ تخت | چو طفل از شبِ عید ناخفته بخت
همائے که بر چترِ او کرد جائے | شده فرّخ از سایهٔ او همائے
نه ترسد ز زور آوراں در گزند | مگر از ضعیفانِ نازورمند
زر از پادشاهانِ سخت انتقام | ستاند به شمشیر و ریزد بجام
به سختی کشد گنجِ شاهاں ز بار | به نرمی کند بر گدایاں نثار
بر آرد ز خاکِ سیه زرّ پاک | به بخشندگی باز ریزد بخاک
گه معدلت سوی درویش و شاه | بیک چشم بیند چو خورشید و ماه
بگاهِ عطا زاں کفِ بحر جوش | زرِ صامت از ریختن در خروش
عجب صامتے بیں که فریاد کرد | عجب تر که فریاد از داد کرد
چناں باد بر سیم و زر جورِ شاه | که فریادِ عدلی برآید ز ماه

در خطابِ زمین بوس آں پادشاه که در لوحِ محفوظ جهاندارِ بیدارش خوانده اند و از قلمِ تقدیر امیرِ سرمدش نوشته خلّد الله ملکه و خلّد علائه

جهاں خسروا تا بر سیمِ کیاں   ق   نشستی بر اورنگِ فرّخ بیاں

چنان عالم آرای گشتی زداد — که شد ملک را عهدِ شاهان زیاد
نماند از همه عرصهٔ خاک و آب — بعهدِ تو جز جانِ دشمن خراب
همه وقت پاسِ جهان کار تست — ترا پاسبان بختِ بیدار تست
برآن کس که گیتی دهد شاخ و برگ — گر امروز ریش ست فرداش مرگ
۵ وگر رحمت آری بمسکین و ریش — دهی روزیِ بارش امسال بیش
زمین آسمانت بخواندے زشرم — ولی آفتابت شد آواز گرم
چو نوبت زنت گشت نوبت نواز — زغُلغُل درِ آسمان کرد باز
جنابِ تو از بختِ فیروزمند — چو اندیشهٔ بختِ یاران بلند
سری کو بداندیشیت پیشه کرد — سرِ خویش در کارِ اندیشه کرد
۱۰ مخالف که از فتنه جنبد تنش — سرش دامِ شاهست بر گردنش
اگر فرصتے یافت خصمت ببین — وَ اُمْلِیْ لَهُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْن
زخاکِ درت رهرو و هم دروا — شهان کرده گلگونه همچون عروا
رسد خاکِ پات از چین و ختن — خرنده بجو سنجدش نے ثمن
دوال از دو دیده پسندیدگان — بخاکِ درت چون تهی دیدگان
۱۵ همه خسروان اند ایوانِ تو — خله در دل از چوبِ دربانِ تو
درت بار داده به برنا و پیر — ندای مکارم ز بانگِ صریر

---

۲ – س ل: نماند از همه عرصه – ۱۱ – س ل: اگر مهلتے یافت

چو بیند به مهر آسمان بلند | کند سنگ را گوهر ارجمند
تو کت ز آسمان همت افزون بود | نگه کن که تا مهر تو چون بود
چو گنجور تو گنج در جسم کند | بعید از در قفل را گم کند
ز جود تو گر زو گم شد امیدوار | هم امید معزول و هم انتظار
۵ بود زهره بر یاد بزم تو شاد | چو مطرب که مهمانی آرد بیاد
بجام جسم آراسته مشت تو | نگین سلیمان در انگشت تو
صدف گو بدریا درون در کند | ز باران دست تو شکم پر کند
بدور تو دور دو عالم تمام | همه باده کامرانی بجام
ازان باده کآفاق را کرد مست | سپاست شده فرض بر هر که هست
۱۰ چو از خسروان در پذیری سپاس | ز خسرو همین نکته را دار پاس
زهی کز نوازش کرمهای شاه | بدانش بود از عطارد کلاه
بسر بر کلاه چنین زاخترم | بکس چون فرو آید آخر سرم
زرم چو خورشید زان تافته است | که از بذل شه چاشنی یافته است
برانم کزین نقد کامل عیار | بگیتی زنم سکهٔ نامدار
۱۵ نمود ار گنجینهای کهن | کنم روشن از کیمیای سخن
چو اقبال تو می دهد یاریم | تماشا کن اکنون هنرکاریم

---

۸ - س ۲: به کامرانی بجام - ۱۳ - ق ۲: الهی یافته است

امید ست کز بخشش کردگار | نمانم درین داوری شرمسار
خیالی بردن آرم از نشانِ خویش | که نبود نظیرش بدورانِ خویش
چو کامل شود پیکرِ این حریر | ز پیکر نگار از کرم در پذیر
چو رونق نهی در متاعِ کسان | کساد مرا نیز رونق رسان
۵ همیشه به نیکی و نیک اختری | بمان بر سرِ تختِ اسکندری
ز بازوی تو شد ملک استوار | کمربندِ تو چون سکندر هزار
خضروار عمرِ فراوانت باد | می اندر قدح آبِ حیوانت باد
بیا ساقی آن چشمهٔ زندگی | که یابد از و عمر پایندگی
مرا ده که من خضر پیمانیم | ثنا گوی اسکندر ثانیم
۱۰ بیا مطرب آن نغمه زن در سرود | کز و آبِ حیوان در آید برود
بر آور بدان گونه بانگِ رباب | که اسکندرِ خفته خیزد ز خواب

گفتار در مرتبه که هیچ حیوان سرنگون سار جز مردم سرافراز بلند آثار یکنگ سین سخن نرسد و سبب گرد کردن گوهری
۱۵ چند که از سلک نظامی یتیم مانده بود و تحقی از گلهای طیب خویش که از حال تهی تا محل تهی هنیه مانده است

---

۴ - ق ۲ - متاع مرا -

بروی آب آوردن و گرد مجالات این قصه را که بیشتر ضبطِ عشق و تاریخ نست بعقلِ عقلی معقولِ لا امکان کردن

زهی سکهٔ کیمیای سخن — که یک جو درو نیست جای سخن

۵ گرامی کنِ گوهرِ آدمی — گرامی تر جوهرِ آدمی

بهر خانه زو صلح و جنگی دگر — بهر دل شتابِ دورنگی دگر

بهارِ بصد نیکوئی خاسته — عروسی بصد زیور آراسته

رقم سنجِ وحیِ فرستادگان — شرف نامهٔ آدمی زادگان

سخن گر نه جانست بنگر بهوش — چرا مردم مرده ماند خموش

۱۰ اگر عمرِ جاوید خوانی همو نیست — وگر چشمهٔ زندگانی همو نیست

بدو آشکارا نهانِ جهان — بگوش آشکارا ز دیده نهان

ز چندین دهان نکته بیرون فشاند — هنوزش چو دیدیم ناگفته ماند

ازین نقد کو صرفِ حالی نگشت — جهان پر شد و کیسه خالی نگشت

بچندین صدف در خورشید تاب — ز دریای او چیست یک قطره آب

۱۵ بکجا ره برد کس ببازارِ او — که روشن کند قیمتِ کارِ او

خزینه چو گنجور جان را سپرد — کلیدِ خزینه زبان را سپرد

نگنجی گر او در خزینه زبان — دهان بستگان را که دادی زبان

زباں گرچناں گنج دارد گہر — شب و روز با او وزو بے خبر

نگارے چنیں در وفا ہمہ — وزو بے خبر ماند را ہمہ

چہ بد عہدیِ مردمِ ناسپاس — کہ ملکِ چنیں را نہ حق شناس

اگر دانی اندازۂ کارِ خویش — نگوئی مگر شکرِ گفتارِ خویش

۵ عنایت نگر ز آستانِ الست — کہ گشت ایں ولایت مرا زیرِ دست

کرم بین و فضلِ الٰہی مرا — کہ داد اندریں ملکِ شاہی مرا

چو یابم بریں باغِ رضواں رسید — درش را بہ من داد رضواں کلید

کشادم درِ باغِ آراستہ — شدم باغ را سروِ نوخاستہ

بہر میوہ و گل کہ چیدم دراں — بخیلی نکردم چو تنہا خوراں

۱۰ کہ مستاں چو جامِ مصفا خورند — مروّت نباشد کہ تنہا خورند

ربودم ز گلگشتِ ایں بوستاں — بسے سیب و نار از پئے دوستاں

بساطی فگندم بصحرائے او — کہ پا کوفت عقل از تماشائے او

منہ تہمتِ نان خوانِ نیک و بدم — کہ اجرائے خود دست بختِ خودم

ابا کسم خوش نیاید بہ کام — کہ یا نیم پخت است یا جملہ خام

۱۵ وگر پختہ شد نافراہم تر است — کہ یا شور یا چاشنی کمتر است

بغربالِ فکر آنچہ من بیختم — بہ اندازِ دروے نمک ریختم

۶- ق؛ کہ داد اندریں ملکِ شاہی مرا - ایضاً س۲ پایہ .

کسی کین نمک خورد بر خوانِ من | فرامش نه گشتش نمکدانِ من
بخوانِ کسان سرکه گر کس بود | ترشروی میزبان بس بود
مرا زیر پایی بدین نیکوئی | چرا سرکه ریزم به تند ابروئی
بزرگان که در گردِ خوانِ من اند | به منزلِ ابد میهمانِ من اند
۵ خورش اندک و میهمان بیشمار | همه خورده او هیچسان برقرار
بر آن کس مباد این حلاوت حلال | که خاشاک پوشد بر آبِ زلال
کسی کو کند سوی انصاف پشت | بهشت آورد کامِ خود را درشت
سگی کو بمردار جان پرورد | هم از استخوان استخوان بر درد
نه هر کو ز ندلافِ گوهرکشی | کند پیشِ گوهرکشان سرکشی
۱۰ به نزدیکِ دانا ندارد فروغ | بهر کوی بر زن فغانِ دروغ
بچشم کسان کز بصر یافت نور | پدید است مقدورِ هر کس ز دور
شبی گرچه گربه بهفتاد بام | بعیّاریش بر نیارند نام
وگر موش نقب افگند صد حصار | هم از نام موشی نیابد شمار
دغا باز را پاکباز افسرست | که سر برد گر دست بر دیگرست
۱۵ مرا زین خزینه که دارم بدهر | دروغ آفرینی ست از خلق بهر
چو زاین نقد هر کیسهٔ فن تهی ست | حسد بردنِ دشمنان ز ابلهی ست
تو ای حاسد ایمن شو از سوختن | کزین ل فشاید کله دوختن

دلم گر دو صد گنج دارد شگفت | بخشک آفرینش نتوان فریفت

نه زیباست نزدیک کار آگهان | بتحسین شدن شاد چون ابلهان

دمی خوردن و در تکبّر شدن | ز بادی چو مشکِ تهی پُر شدن

چو بیش و کمی نیست در مغز و پوست | ق | ز نفرین بدخواه و تحسینِ دوست

۵ ندانم چرا مردم سنگ دل | ازین شاد گردد و زان تنگ دل

ولیک آتش آبگینه بود طبع تیز | کز آسیب سنگی شود ریز ریز

چو بر خوشهٔ پختهٔ بار و تگرگ | پراگنده گردد اندش بار و برگ

هر آن طعنه کز کم عیاران بود | به پیرامنِ مایه داران بود

توانگر ز رهزن بود سهمناک | تهی کیسه را از گره بر چه باک

۱۰ هُنرمند بر بی‌هُنر کم زند | هنرمند را زخم محکم زند

نگیرد کسی خورده بر نا تمام | که از آتش ایمن بود عودِ خام

مرا چند ازین هرزه پیراستن | بدر و یزهٔ مجلس آراستن

شدن گرد هر کوی هنگامه جوی | چو هنگامه گیرانِ بیهوده گوی

مشعبد که خود را اند عزیز | صد افسانه گوید به نیمی پشیز

۱۵ سخن گرچه شکّر فروشِ منست | امل چاشنی گیرِ نوشِ منست

دهن گرچه جان را گرامی نمود | چو خود را گرامی ندارم چه سود

---

۱۶ - س: دلم گرچه -

سخن را ابر گفتن از خوی تنگ | بود نرخ یاقوت کردن بسنگ

دہان را بخاکِ زر انباشتن | بہ از گفتن و بس طمع داشتن

متاعِ سخن گوہرِ بے بہاست | چو پیشِ خسانش برم کہرباست

چہ ریزم گہر در کنارِ کسے | کہ قیمت کند گوہرے را خسے

۵ خرِ ناتوان گر بود مُردنش | نہ بندند تعویذ در گردنش

چہ گویم کہ دانا بعالم نماند | کریم ارچہ ناداں بود ہم نماند

تہی مایگانِ کشادہ جبیں | بہ از تنگ چشمانِ باریک بیں

گر امیدِ بخشش ندارم زکس | مرا بخشش از طبعِ بخشندہ بس

ترا گر خزینہ زپیش و پس ست | خزینہ مرا سینۂ من بس ست

۱۰ ہنرمند باشد ترازوے مرد | چہ سنجد ترازوے دُر خاکِ زرد

چہ داند کسے تا نگوید درم | کہ تا چند دریاست در گوہرم

مخالف کہ ناید ببازارِ من | چہ روشن کند قیمتِ کارِ من

کنند ابلہان نسبتم را حبیب | بمشتِ دغل سنج ابلہ فریب

کسے کز حلاوت ندارد خبر | ہلیلہ نہد نامِ خرمائے تر

۱۵ برون حنظل از سیب رنگین ترست | درون ہیچ این زہر آن شکرست

نے و نیشکر ہر دو دارند بند | ولی ہیزم ست این و آن شاخِ قند

۳- ق ا: چو پیشِ خسانش بری کہرباست۔ ۱۰- م و ق و س ا: ہنر سنج باشد-۱۲-

مرا چون منی داند آیین و بهر — چو در بینی آن خود نباشد بدهر

دگر باشد از ملکِ عالم کسے — تهی کیسه تر باشد از من بسے

هنرمند کش برگ نه بود فراخ — چه میوه دهد دیگری را ز شاخ

بشهر این مثل شهرهٔ عالم است — که هر کس هنر بیش روزی کم است

۵ مرا صد فغان زین هنرهای خام — که نزدِ خرد هست عیبِ تمام

همه روز عمرم بخفتن گذشت — شبِ من در افسانه گفتن گذشت

نه دل گشت بیدار ازین خوابِ دیر — نه زین هرزه گوئی زبان گشت سیر

چو در عالمِ دل مرا بار نیست — که خفاش را با ضیا کار نیست

زبانی کزو در خوی خون زیم — نباشد گران نیز بس چون زیم

۱۰ چو زان می نیارم که جان خوش کنم — بدین سرکه باری دهان خوش کنم

اگر دولتِ آن جهانم نه بود — ز من این جهان را که آرد ربود

چو نو کرده ام سکهٔ پیش را — چرا کم زنم سکهٔ خویش را

من و کنجِ تنهائی و گنجِ راز — دل از حرص و عقل از طمع بی‌نیاز

برآراسته توشهٔ جان و تن — ز دریوزهٔ همتِ خویشتن

۱۵ ز خاشاک و خس رُفته صحنِ سرای — کشیده بدامانِ اندیشه پای

بدستوریِ طبعِ دریافشان — دُر افشانم از کلکِ دریافشان

ازان می که جان را نهانی دهم — بروحانیان دستگانی دهم

شرابی رسانم دلِ ریش را | که از مردن ایمن کنم خویش را
خضر زاں رحیقی که خود نوش کرد | حریفانِ خود را فراموش کرد
چو در چشمهٔ زندگی در کشاد | به اسکندرِ تشنه آبی نداد
کنوں بیں که از آبِ حیوانِ خویش | منش زنده کردم بدورانِ خویش
۵ چو در باز کردم نخست از قلم | ز مطلع به انوار دادم علم
وزاں انگبیں شربت انگیختم | بشیرین و خسرو فرو ریختم
وز انجا فرس بشتر تاختم | بمجنون و لیلیٰ سفر ساختم
کنوں بر سریرِ هنر پروری | کنم جلوهٔ ملک اسکندری
ز دانا ہر آں دُر که ناسفته ماند | فشانم بنوعی که دانم فشاند
۱۰ ہنر پرورِ گنجہ گویاے پیش | که گنجِ ہنر داشت ز اندازہ بیش
نظر چوں برین جامِ صہبا گماشت | سَندِ صافی و دُرد بر ما گذاشت
من ارچه بداں می گراں سر شوم | کجا با حریفاں برابر شوم
خیالی که در شرحِ ایں داستاں | رقم داشت از سکهٔ راستاں
چه گویا حنه منذ آفاق بود | نخواند آں ورق کز خرد طاق بود
۱۵ چو ایں مهره در عقدِ بازو نهاد | بسنجید و پس در ترازو نهاد
همه پیکرے جلوه کرد از سریر | که ہر جا که باشد بود دلپذیر

---

۵ - ق ا: چو در بار گشتم نخست از قلم ۱۲۰۰

زرازی برافگند سرپوش را | کہ تاگفتہ باور شود گوش را
سخن گر خرد بر نیارد علم | نگنش در قلم بلکہ درکش قلم
چو خواہی کہ گم گردد انگشت پیچ | باندیشہ گو دہ میندیش ہیچ
طرازِ ہنر قصۂ خام را | نبشتن بمشک ست دشنام را
۵ سیاہاں کہ گلگونہ بر رو کنند | بخندیدنِ مردماں خو کنند
مرا کیں ہوس در دل افگند جوش | دلم چوں گزارد کہ مانم خموش
چو کردم سنجیدنِ اندیشہ جست | چہ تا باور افسانہ و چہ درست
چو گوہر ہمہ سفت گوہر پذیر | مرا زمہرہ سفتن بد انم گریز
ترا ہرچہ در وے نماید محال | گنہ بر کسے نہ کہ بست این خیال
۱۰ درین نکتہ برمن شمارد حکیم | محالاتِ شعر ست رسمِ قدیم
در آئینِ تاریخہائے کہن | فراواں بود بیش و کم در سخن
سکندر کہ فرخ جہاں شاہ بود ق | بفرخندگی خاصِ درگاہ بود
گر وے زند از ولایت درش | گر وے نبستند پیغمبرش
تحقیق چوں کردہ شد باز جست | درستی شدش بر ولایت درست
۱۵ شگفتی کہ دانا برو باز بست | گر اعجاز نبود کرامات ہست
گر افتد بہ پیغمبراں داوری | زند سکۂ زاعجاز پیغمبری
دگر قصہ با اولیا سر زند | زکشف و کرامات سر بر زند

چو این سکه در دین درست است راست   عنان ز استواری کشیدن خطاست

رهی کایزدی گشت بازار او   شگفتی نه باشد نمودار او

کسی کآید از بهرِ کاری پدید   بر آن قفل ناچار باید کلید

جهان با دشه کایزدش یار گشت   بعالم گشائی پدیدار گشت

۵ همه زیر شش آن توسنی گشت رام   که آسان تواند رسیدن بکام

به خشکی رهش را خضر پاس داشت   به تری گرایش بالیاس داشت

وگر لشکرش ماند بی طعم و نوش   بیک خوشه شد کارسازش سروش

ورا حسرت ظلمت ز دلیش داد   یکی با دبانی رهائیش داد

ورش چاره مشکل افتاد پیش   حلش کرد ارسطوی فرزانه کیش

۱۰ وگر شد بدریا روان رهگرای   وکیلِ محیط آمدش رهنمای

وگر عقده ز اختران گشت سخت   گشاد از فلاطونِ فرخنده بخت

وگر حاجت آمد بدیو و پری   بلیناس نو کردش افسونگری

سرانِ زمین در ته دامنش   سروشانِ بالا به پیرامنش

حکیمانِ دانا و پیغمبران   خردمندیِ خود زیادت بران

۱۵ کسی را که چندین خدا داد دست   عجب چون بود گر کند هرچه هست

۱- س ۲: عنان تافتن ز استواری خطاست -- ۱۰- م و س ۱: بدریا درون ۱۲

۱۵- ق ۱: چندین سبب داد دست ۱۲

اگر ماند عمری چو ماهی در آب — بود یاور ره روان صواب
وگر یک زمان شد ز ماهی بماه — کرامت چو صدق ست حجت مخواه

حکایت مردی که نزدیک غوطهٔ دمشق بحوض فرو رفت و مدت ده سال گشت و حمل زاد و اولاد کرد و روزی در آبی غوطه زد و سر در غوطه گاه اول برآورد

۵

شنیدم که رندی گرانداندیشه — همی زد بپای خرد تیشه
ازانجا که در دل همی پیشه داشت — بمعراج پیغمبر اندیشه داشت
گزان ره که فکرت سر اندر گذشت — دمی چون توان رفت و باز گشت
۱۰ درین وهم ناپختگان صبح و شام — جگر پخته کردی بسودای خام
مگر چاشت گاهی زبهنای دشت — تماشا کنان سوی آبی گذشت
به تن شوئی جامه زتن دور کرد — شب تیره در چشمهٔ نور کرد
چو در آب زد غوطه آمد برون — زنی دید خود را بشهری درون
یکی آمد و کار پرداختش — بکدبانوی جفت خود ساختش
۱۵ بر آن گونه در عقد فرخ جمال — شدش هفت فرزند در هفت سال
یکی روز جسم قرار نخست — همی بر لب جوی اندام شست
چو باز از ته آب سر برگرفت — تماشا بهر جانبی در گرفت

چو بینید همان اوّلین غسل گاه — که آن راه گم کرده گم کرد راه
سلاح و سلب همچنان برکنار — زمان را همه چاشتگه برقرار
خجل گشت از اندیشهٔ خامِ خویش — ز سر ساخت برگِ سرانجامِ خویش
بشرع اندر آویخت زین پای لغز — برون کرد ماخولیا را ز مغز
۵ بمردی گرفت آخرش روشنی — ولیکن پس از چند عذریه زنی
خرد نیست آن بل جنون است و صرع — که اندیشه را باز دارد ز شرع
بملکی که کونین حیران بود — خرد را چه یارای طیران بود
خرد کز یکی جرعه گردد زبون — ز دریای معنی کی آید برون
بهم خاکِ مستانِ فرخنده پی — که شویند نقشِ خرد را بمی
۱۰ فروشم چو من مست باشم خراب — جهانِ خرد را بجامِ شراب
خرد را مکش تا بجای عنان — که گردد زبانت دلت را سنان
چه کار آید آن عقلِ چاره سگال — که این صد خلل یابد از یک خیال
اگر می گنه باشد از روی کار — گنه را بیامرزد آمرزگار
ولیکن مبین صنعتِ عقلِ شوم — کند زهرِ دوزخ کند نحلِ موم
۱۵ چو فتنه است فرهنگ و فرزانگی — خوشا وقتِ مستی و دیوانگی
هر آبی کز اندازه بیرون خوری — نیاری که یک شربه افزون خوری
وگر شربتِ زندگانی بود — هم از خوردنِ پُر گرانی بود

بجز می که بر بوے بیهوشیش | نه سیر چنداں که می نوشیش
ز مستی همه می پرستی بود | چه حاجت بود می چو مستی بود
کجا یابم آں بادهٔ عقل سوز | که بے باده شب اندازم ز روز
مگر بخشدم ساقیِ شوق جام | کزاں چاشنی بهره یابم بکام
۵ بیا ساقی اندر قدح پی به پی | به عاشق نوازی فرو ریز می
مئے کو به عشق آشنائی دهد | ز تشویشِ خویشم رهائی دهد
بیا مطرب آں پرده هائی حکیم | کزو گشت پوشیده عقلِ سلیم
نوازش چناں کن که جانِ نژند | شود رسته زیں عقلِ ناسودمند

هذا ما التمس من بنیان المواعظ لابنی رکن الدین
۱۰ الحاجی بلغه الله مناسک الحقیقة و اطال عمره

سخن بشنو اے گوهرِ کانِ من | مشو غافل از گوهر افشانِ من
متاعے که از رونقِ کارِ او | همه وقت تیز است بازارِ او
بچشمِ شناسندهٔ هر گوهرے | فزوں ارزد از عبرهٔ کشورے
۱۵ ترا رایگاں میدهد روزگار | چنیں ضایعش چوں گذاری بکار
نشاید که مانند سنگ و گیا | گدا مانی و خانه پر کیمیا
ز بس ابلهی هندوانِ کلال | بدست آب نوشنده با صد سفال

مگس بهرِ آن دست مالد بدرد | که نارد ز صد کاسه یک لقمه خورد

از آن مار بر خویش پیچد برنج | که روزیش خاک ست بالای گنج

ولیکن هنوزش نظر تیز نیست | چراغِ بصر بینش انگیز نیست

خطی کش بزرگان ندانند باز | چه دانند طفلانِ پوشیده راز

۵ دلی کش بلوزینه بتوان نواخت | نشاطِ مفرّح چه داند شناخت

تو نشناسی این چاشنی را بکام | کز انجیرِ پخته رمد مرغِ خام

ببازیگری کودکان را براه | نئی زرد بهتر ز عودِ سیاه

ترا گر پئی شیر باید گریست | کجا دانی این آبِ حیوان که چیست

چو بالا رسانی به بالای من | بود روشنت نرخِ کالای من

۱۰ ز میراثِ من هرچه ماند به پس | همین یادگارت همین ست و بس

بدین نو رجانت گوائی دهد | گرت شمعِ دل روشنائی دهد

ورت غافل افتد دل از کارِ او | جهانی پرست از خریدارِ او

گر از عشقِ گل زاغ را شور نیست | گل ست آخر این فاخته کور نیست

تمنای هرکس بچیزی درست | که هر مرغ را میوه درخورست

۱۵ همه آدمی نی بیک فن بود | که این باغبان و آن تبرزن بود

زیک نخل شد خار و خرما پدید | که هم قفل از آهن بود هم کلید

ورق کاهلِ معنی سیاهش کند | کله دوز توی کلاهش کند

من این ماجرا را که بستم طراز — ز بهرت برون دادم از پرده راز

گر از چشمِ بینش نگاهش کنی — بیرزد که حرزِ کلاهش کنی

وگر سنجیت را درو نور نیست — دکانِ کله دوز هم دور نیست

ولیکن یقین دانم از رای خویش — که هر زاده ماند بآبای خویش

۵ گر از خوانِ من نبودت توشهٔ — جوی باشد آخر ز هر خوشهٔ

چو یک جو به یک سال گردد منی — پس از روزگاری شود خرمنی

کنون دارم امّید کین تخمِ پاک — بسی خوشه تر بر آرد ز خاک

اگر خواهد ایزد ز نقدِ بهی — جهان پُر کنی و نه گردی تهی

منت کین رقم بر نگین میکنم — به پندار آن روز این میکنم

۱۰ که چون گردی از عقلِ داننده شاد — بدین یادگار از من آری بیاد

درین داستان رهنمونی نخست — همان شد که دین را کنی باز جست

کنون کز چهارت فزون نیست سال — چو سیّاره خود نداری وبال

چو در چارده بدر گردی تمام — ز نقصانِ کامل نگهدار گام

خدای که او مکّه و شام کرد — ق ترا حاجی از بهرِ آن نام کرد

۱۵ که هر صبح و شامی کنی بی گزاف — به پیرامنِ کعبهٔ دل طواف

حرم نشکنی در مقامِ وفا — گران سنگ باشی چو کوهِ صفا

چو تو پویه با نفسِ ابله زنی — نه حاجی که اعرابی رهزنی

مرو گردِ هر در که نانت دهند | درِ کعبه زن تا امانت دهند
رهی رو کت آنسو روائی دهند | وزان عالمت روشنائی دهند
نخواهی که افتی برنجِ دراز | مکن تکیه جز بر ستونِ نماز
قدم کوش تا در رهائی زنی | دم از سکهٔ پارسائی زنی
۵ بجهدِ صفا صیقلِ سینه کن | دلِ آهنینِ خود آئینه کن
ورت دل سیه ماند و روت صاف | چو آئینه از خودنمائی ملاف
برو مهره برچین ز تسبیح خام | گزین دانه باید فرشته بدام
نخواهی دل از فتنه در کشمکش | لگام از سرِ نفسِ سرکش بکش
بدین توسنِ مرکبِ هولناک | عنانش مده تا نیفتی بخاک
۱۰ هر آن دل که با نفس یاری کند | فرشته است کو سگ سواری کند
بروزِ جوانی چو پیران گراے | به پیریت خود تن نه جنبد ز جاے
رهی رو که در نیکنامی کشد | خیالی مبر کان بخامی کشد
مریز از خود آن قطرهٔ سیل بار | که شد غرق در وی چو تو صد هزار
مپندار کان چند قطره نم است | که هر قطره گردابِ رنج و غم است
۱۵ نخواهی که پیش آید اندیشه | باندیشه رو پیشِ هر پیشه

---

۶ - ق ا - ورت دل تبه ماند و رو گشت صاف - ۸ - نخواهی تن از فتنه - ۱۰ - م ا - هر آن کس - ۱۲
۱۱ - م ق س ا - بزور - ۱۲ ۱۴ - گرداب صد عالم است - ۱۲
۱۵ - س ۲ - شود عاقبت - ۱۲

بهر کاری از راستی کن شمار ‌‌ ‌ که هم رسته گردی و هم رستگار

بود گرچه مردم بسی کژ خرام ‌ ‌ ‌ هم آخر شود راستان را غلام

اگرچند باشد کمان سخت گیر ‌ ‌ ‌ تواضع کند عاقبت پیش تیر

هم از راستان باشد این داستان ‌ ‌ ‌ که کس کژ نرفتست با راستان

۵ چو پیچی بفتراک نیک اختری ‌ ‌ ‌ به نیک اختری کش چو پیکان سری

بهر فن که فرمایش آری بجای ‌ ‌ ‌ جهت را نگهدار سوی خدای

وگر کاری از دین فراتر بود ‌ ‌ ‌ مکن گرچه شمشیر بر سر بود

دران خانه کز دین جدائی ده است ‌ ‌ ‌ ز سرسبزیت سبز نائی به است

بهر چه آزمائی دم چند را ‌ ‌ ‌ خدا را نگر نی خداوند را

۱۰ چو پوئی بدنبال لشکرکشان ‌ ‌ ‌ مباش آشتلم گیر چون سرکشان

بجای مران توسن خانه را ‌ ‌ ‌ که ویران کند کشت بیگانه را

نبرد از پئی نام و غارت مکن ‌ ‌ ‌ وگر چیره گردی جسارت مکن

گرت بهره سهلست وگر بیقیاس ‌ ‌ ‌ فراموش کاری مکن در سپاس

زهر توشه گیرد ز روزی رسان ‌ ‌ ‌ مرادی به بی توشه مرسان

۱۵ گره ساز گردن ز دل باز کن ‌ ‌ ‌ ولی ز ابرو اوّل گره باز کن

مزن در کمانهای ابرو گره ‌ ‌ ‌ کز ینسان کمانی نیرزد بزه

---

۲ - نسخہ - شود عاقبت ۱۲ -

دهش کان ز ابروی پرچین دهد بود زهر اگر شهد شیرین بود
که دندان زند در ترش روی تند کزو باز گردد به دندان کند
برو تازگی گر ستانی نفس اگر هیچ ندهی همان روی بس
نه بخیلی که باشد خوش و تازه روی بسی به ز بخشندهٔ تلخ روی
۵ دگر با تلطف تمنا دهی دو نعمت بود کان دو یکجا دهی
به نعمت کسان را اسیر افگنده کن بدین خواجگی خلق را بنده کن
چو شیر از خورش کامرانی کند دد و دام را میهمانی کند
چو گربه نشاید شدن تنگخوی که چون لقمه یابد شود گوشه جوی
به بیگانه بخش آنچه داری بدست که بخشد بفرزند و زن هر که هست
۱۰ نشاید جوانمرد خواندن خروس که باشد جوانمردیش با عروس
بود لابد آن خواجه دربند خویش که مهرش بود سوی فرزند خویش
بخویشان دل مردم افزون کشد که خون عاقبت جانب خون کشد
چو گردد می در می ریخته جدا کی شود چون شد آمیخته
به ارزان روش با روانی کنی کزآدان شادمانی کنی
۱۵ دهل وار تا افغان بیهوده چند میان خالی و بانگ تا هم بلند
چو آب از لب دیگ جوشد برون بجا گستر اندر فتد سرنگون
نخواهی که زیر افتی از جای خویش از اندازه بیرون منه پای خویش

بیک کام چون نردبانی جهی — سلامت بود گر جهانی جهی

تنِ آدمی را به نیروی ذات — قدم باید آنگه قدم را ثبات

کسی کاستواری نه کارش بود — همه کار نا استوارش بود

درخت از پیِ آن شود دیرپای — که پای سکونش نه جنبد ز جای

۵ گران سنگ باید چو پولاد گشت — خس ست آنکه بازیچهٔ باد گشت

هران باد کو سخت تر در شکوه — به نرمی زند بوسه بر پای کوه

گهِ خشم در بردباری شتاب — چو آتش نه گیرد چه حاجت به آب

چو با لغز پا داشت دارد گلت — مرنجان دلی تا نرنجد دلت

بهر کاری انجام را بین نخست — پس آنگه کمر کن در آغاز چست

۱۰ نیندیشی اول چو در پیشها — سرانجام پیش آید اندیشها

بیاندیش و به کن که بهتر بوی — نیندیشی و بد کنی بد بوی

کند هر کسی پیشهٔ خویشتن — بمقدارِ اندیشهٔ خویشتن

بکوشش متاعی بچنگ آورد — که هر لحظه بیش آب و رنگ آورد

کسی را بنقدِ دغل رای نیست — سفالینه را در گره جای نیست

۱۵ دو دانگِ خود از پیشهٔ نه بجیب — که آن را هنر نام باشد نه عیب

جوی بهره کردن ز کسبِ حلال — به از گنج بردن به غصب و وبال

حلال آن کسی را دهد بر که وی — بکشتِ هنر آب ریزد ز خوی

هنر کوشش هست در نام دود — هنرمند را سر بنیار دف رود

گدائے کہ ہست از ہنر بہرہ ور — بہ از بادشا زادۂ بے ہنر

ترا آں ہنر جست باید بذات — کہ بخشی پس از مرگ آب حیات

بر آں دل نہ ای مشعل جان من — کہ شمعے در آری در ایوان من

۵ بر آں گو نہ شو گوهر تابناک — کہ روشن کنی منزل من بخاک

ولیک آنکہ آں نور بخشد فراغ — کزیں سلک گوہر فروزی چراغ

نظارہ کن ایں سلک گوہر ز دور — نہ سلک گہر بلکہ دریاے نور

چنیں دُر کہ از بالغان برد ہوش — بطفلی ترا در کشیدم بگوش

چو بالغ شوی در ہنرہاے من — شناسی بہای گہرہاے من

۱۰ بہ از پند من دُر شہوار نیست — ولی دُر درشت ست ہموار نیست

مکن رو ترش گرچہ تلخ ست پند — کہ تلخی بود طفل را سودمند

ز خواب جوانی چو گردی خراب — بدیں گوشمال اندر آئی ز خواب

چو طفلاں عنان از گوشمالی مدار — ز پند پدر گوشمالی مدار

مراں بر ورقہاے دیگر قلم — ہمیں بس کہ از من بر آری علم

۱۵ گیاہی کہ روید بصحراے کوہ — بفرزندی ابر دارد شکوہ

چو خواہی بشادی و تیمار ہا — ق — صلاح خود اندر ہمہ کار ہا

منہ زیں وصیت برون ہیچ گام — وصیت ہمیں ست و بس والسلام

بیا ساقیا در دہ آں خونِ خام
که شد قرة العین مستانش نام

چناں گوشِ من پرکن از بانگِ نوش
که بیروں رود پندِ دانا ز گوش

بیا مطرب آں حسرۂ طفل وش
چو طفلاں بہ بر گیر و بنواز خوش

نوائے کہ تعلیم کرد از نخست
بزن چوب تا باز گوید درست

گفتار در وصفِ آفتابِ دولت کہ چوں پرتو گرم کند سنگِ سیاہ را یاقوتِ سبز و لعلِ آتشیں گرداند و اگر روی بتابد دود از گوہرِ شب چراغ بر آرد صبحہ اللہ لمقتبسین من نورہ الی صبح الساعة

کلیدی دہ اے دولتِ کارساز
که سوی تو بتواں درے کرد باز

بباغِ تو منزل گہے ساختن
می آوردن و مجلس آراستن

گلے چیدن از روی ہر شیوۂ
چشیدن ز ہر شاخِ تر میوۂ

خوش آں میوہ کز شاخسارت بود
گرامی گلے کز بہارت بود

چو در خانۂ برفروزی چراغ
کنی یکدمش گرچہ زندانست باغ

دراز کوی کس باز تابی لگام
رسانی دمِ صبح گاہش بشام

بہ پیشانیِ مردم از تست نور
که از نورِ تو چشمِ بد باد دور

۱۳- نسخ ۱- شاخسارے ۱۲ ۱۳- نسخ ۲- بہارے بود ۱۲

مرا گر نیاری ز یک جرعه یاد
کسی را که ساغر دهی نوش باد

بیاموز در من رهِ روے تو
که تا چون توان آمدن سوے تو

مرا زین هوس بر لب آمد نفس
که سوی تو پیچم عنانِ هوس

ولی چون تو نگشائی از قفل بند
چه سود از هوس هاے ناسودمند

۵ به بخشش توان با تو کردن نشست
بکوشش کسی ره بجائی نبست

چو کوشش کند مدبر از بهرِ گنج
زیاده کند بر تنِ خویش رنج

خری کو سوی آسیا راه جست
همانجا ز جان بایدش دست شست

ولی جهدِ ما نیز هست از شمار
که بیکار کاهل نیاید بکار

چو کوشنده را بخت باشد فزون
بهنجارِ آن گردوش رهنمون

۱۰ کسی کو ز دولت کشاید قناع
بدلّالیِ بخت باشد متاع

ستم کش نه شد مقبل و شادکام
که نتوان شد بختِ دولت بوام

نه هر پای در خورد گاهی بود
نه هر سر سزاے کلاهی بود

سزاے بزرگی نه شد هر یکے
بجز مردم - امّا نه هر مردکے

همه جانور سرنگون شد بساز
بجز آدمی کو بود سرفراز

۱۵ سر از گوهرِ خود شود تاج ور
که طاؤس را تاج روید ز سر

اگر مار را مهره تاجِ سر ست
ولی مهرهٔ آدمی گوهر ست

---

۱۳ - س ۱ - نشد هر کسے - ایضاً - س ۲ - نه هر مردے

اگر گوهرت نیست سر گو مباش — چو گوهر بود تاجِ زر گو مباش

چو آزاده را خویش بود روزگار — به آزادیش گردد آموزگار

ز آزاده کس زخمِ دشمن نخورد — که کس خارے از سرو و سوسن نخورد

چو مکرم سر اندر کلاه آورد — فرومایه را در پناه آورد

۵ چو مستی دهد طفل را دور باش — کند همنشینانِ خود را خراش

هر آں شعله کز آتشِ تیز رست — به پیرامنِ خویش گیرد نخست

کسی کو بجنت کژ اندیش تر — بدولت کژ اندیشیش بیشتر

شتر ارچه مست ست دلکش تر ست — سرودِ خوش و رقص ازاں خوشتر ست

ولی کش بخوں رهنمونے بود — تو خوں کن بقهرش که خونے بود

۱۰ چو با بادشا جور لازم شود — گرش تختِ عود ست هیزم شود

حلال ست فرمان و انزاخراج — چو در غصب کوشد حرام ست باج

شباں به که از شیر شوید زباں — چو خوں خورد قصاب شد نی شباں

چو در سیم و زر رنجِ دلها بسی ست — کسی کیں ندارد چه خوشدل کسی ست

دلا کارِ دولت نه امکانِ تست — بجنت در آویز کیں زانِ تست

۱۵ به زاغ و زغن شو فریب آزمای — که در دامِ کس در نیاید همای

بنزدِ همه دولت آن ست و بس — که بر مالِ هستی بود دسترس

---

۵ - ق و نسس دم: سفله - ۱۲ - ق۲: چه فارغ کسے ست - ۱۲

کسی کش بدین مایه آسوده دل | غمین باشد امروز فردا خجل
بود گرچه غم بیش چون زر کمست | اگر زر بود بیشتر زان غمست
کمان گرچه به شد چو بی آب گشت | و گر یافت آبی خود از تاب گشت
مرا دولت نیستی شد پسند | که این جا و آن جا بوم بی گزند
۵ چه کار آید آن هستی بی صفا | که بیش از دو روزی ندارد وفا
چرا نیستی را نگیرم بزر | که همراه من خواست بودن بگور
سگان را بمردار باشد قرار | کند آدمی قوت خود را شکار
نترسد چنان منعم از فوت مال | که از فوت درویش اهل کمال

حکایت درویشی که خرقه را سوی آسمان انداخت و آسمان بهوا گرفت و او خرقه را در هوا نه گذاشت

۱۰

یکی روز محمود غازی پگاه | جنیبت برون راند در صیدگاه
خروش نقیبان جهان در گرفت | جهان در جهان موج لشکر گرفت
خشن پوشی از خاصگان حضور | همی کرد نظاره او از دور
۱۵ ز غیرت چو صفراش در تاب کرد | بسوی هوا خرقه پرتاب کرد
چو کرد آن سلب پارسا را درو | معلق چنان شد که نامد فرود

---

۱۲ — س ا چنان در گرفت ـ ایضاً س ۲ که زان موج لشکر جهان در گرفت ۱۲ ـ

نمودندش از غیب کای ناسپاس — بحجت مکن عاقبت را قیاس
درین بود کاسبابِ شاهی تمام — ز دنبالِ شکر دو سویش خرام
ملک پیشش آورد تاج و سریر — ز درویشِ مسکین برآمد نفیر
حمایت ز درو انۂ راز جست — نزاری همان خرقه را بازجست
۵ بدیده بسی رُفت خاکِ نیاز — که تا زنۂ رفته را یافت باز
چه پنداری ای کت بصر زیر دست — که درویشی از خسروی کمتر است
نظاره بدل کن درین هر دو دست — که تا فرق در هر دو دانی که چیست

داستانِ اوّل در آغاز روشنیِ آئینهای اسکندری و فرستادن سکندر لشکر چون ابر بهاران و سنانها چون قطرهای آب بر پولادپوشانِ خاقان زدن و جملگی آئینهای چین را تیره و تاریک گردانیدن

قلم رانِ این نامهٔ چون بهشت — چنین کرد دیباچه را سرنوشت
۱۵ که چون شد بخاک اخترِ فیلقوس — بپای سکندر جهان داد بوس
شد آراسته تختِ شاهی بدو — شرف یافت مه تا بماهی بدو
زمانه ز بیدادی آزاد گشت — ز داد و دهش عالم آباد گشت

در عدل را کرد زانگونه باز — که هیخوابهٔ کبک شد چره باز
چو پرداخت از دشمنان مرز و بوم — به کشورکشائی روان شد ز روم
نخست از سر تیغِ آئینه رنگ — ز آئینهٔ زنگ بزدود زنگ
وز آن پس بیاز وی آفاق گیر — ز دارای آفاق بستد سریر
۵ وز آنجا بزرتشتیان دست سود — بر آورد ز آتش پرستنده دود
وز آنجا در اسطرخ رایت فراخت — به بخشش فرومایه را بر گساخت
چو زان ناحیت مرکبش گشت دور — بنوشابهٔ بردع افکند نور
چو چندی بران خاک شد جرعه ریز — سوی تازیان بارگی کرد تیز
بر آمد ز اوجِ یمن چون سهیل — ز دریای مغرب تهی کرد سیل
۱۰ علم بر در مکه برپاے کرد — سرانِ عرب را زمین سای کرد
زمین بوسه زد کعبهٔ پاک را — به نوکِ مژه رُفت آن خاک را
از آن جا بسه در سو احل کشید — عنان در طرفهاے مشکل کشید
مساحت کنان کوه و دریا و دشت — ز خاکِ عدن سوی کرمان گزشت
وزان عرصه در کامهٔ دوستان — در آمد به اقصاے هندوستان
۱۵ به تندی شتابنده شد سوی کید — بسی پیلِ هندوستان کرد صید
ز کیدِ گرانمایه چون گشت دور — ربود افسرِ دولت از فرقِ فور

۱۳- س ا سوی دریا و دشت

چو برشد ز طاؤس هندوسرای — ز آهوی چین گشت نافه کشای

شدش رهبرِ دولتِ تیزبین — ز پایانِ هندوستان سوی چین

دوالِ کمر چست کرد و کمند — نه چین بلکه خاقانِ چین را به بند

چو خاقان بفرمان بری سر نهاد — قدم بر سرِ ملکِ دیگر نهاد

۵ ز اقصای چین در ختن سر کشید — بسر حدِّ اتراک لشکر کشید

برید از حدِ ترک پیوند را — بنا کرد شهر سمرقند را

ازان پس کشش سوی خوارزم کرد — شکیبا نشد بیشتر عزم کرد

بخاکِ خزر گشت منزل شناس — در و کرد شهری چو بلغار اساس

نواحی شناسانِ آن کارگاه — نهادند گردن بفرمانِ شاه

۱۰ چو فرمان گزاری بر ایشان گماشت — عنان سوی قفچاقِ وحشی گذاشت

بران سرکشان نیز شد چیره دست — بتدبیرشان کرد خسرو پرست

ازان جا برآمد به آلان و روس — بشاهی زبون کرد شاهان چو خروس

چو آن ناحیت را مراعات کرد — ازان جا سفر سوی ظلمات کرد

ازان آب لب تشنه چون بازگشت — بخونریزِ یاجوج دمساز گشت

۱۵ چو زان رخنه سدِ سکندر کشید — برجعت سوی روم لشکر کشید

بدین گونه یکره ز شمشیر و جام — جهان قاف تا قاف بستد تمام

۱- س: هندی سرای ۷- ق: ازانجا ۸- م: بخاک خضر ۹- ق: نواحی نشینانِ آن بارگاه ۱۰- س۲: ایزد پرست

دگر باره گز رزم رایت فراخت　　بنوعی دگر گردِ قفچاق تاخت

به خشکی چو ننمود جولان گری　　روان شد چو آبِ روان در تری

عجب ہاے دریا چو لقّان کرد　　برآمدنِ مرگ را چاره کرد

جہاں گرگنی در ته پاے خویش　　بخسپی برانجام بر جای خویش

۵ دروغ ست کاں پادشه را بدات　　نویسنده سی[3] سال گوید حیات

زعمری کزیں گونه اندک بود　　در وسعِ[3] آفاق در شک بود

چناں خوانده ام از قصّهٔ شانِ او　　که پانصد فزوں بود جولانِ او

بشرح آنچه زو کرد گوینده یاد　　نه کرد از کیومرث و از کیقباد

ہر آنچه از وی آمد بدورانِ خویش　　نوشتست دانا بدیوانِ خویش

۱۰ دلم چونکه دربندِ ایں کار بود　　بایجاز گفت آنچه ناچار بود

مثالی که بود از خطِ راستاں　　نهفتم به یک بیت یک داستاں

دگر ہر چه ناگفته ماند از نخست　　کنوں یک بیک گفتنم در خورست

نخست آرم از رزمِ خاقاں سخن　　که دیدم بتاریخ ہاے کہن

نظامی که کرد آں جریده نگاه　　درِ آشتی زد میانِ دو شاه

۱۵ دگرگونه خواندم من ایں راز را　　دگرگوں زدم لابد ایں ساز را

وگرنه لطافت ندارد بسے　　که ہر گفته را باز گوید کسے

بس[3] سوئے آفاق - ۴ - بس دق[4] بخسپی سرانجام - ۱۲

بتاریخِ شاهانِ پیشین و حال | چنان خوانده‌ام این حرفِ دیرینه سال
که دولت چو در سکندر رسید | سران اندر درگاهِ او سر نهاد
در آفاق نامِ ظفر زنده کرد | بزرگانِ آفاق را بنده کرد
چو بر بستر خسروان چیره گشت | بشاهی و لشکرکشی خیره گشت
۵ رها کرد بر دیگران راه را | بخاقانِ چین راند بنگاه را
بر آهنگ چین خوشدل و شاد کام | همی کرد منزل بمنزل خرام
چو قلبش دران کشور افگند جوش | بر آمد ز کشور نشیناں خروش
گروهی بهر در حصاری شدند | گروهی پی زینهاری شدند
خبر شد بخاقانِ دریا شکوه | که سیلاب دریا در آمد بکوه
۱۰ بترسید و در دل شد اندیشناک | طلب کرد عصمت ز یزدانِ پاک
بملک ار چه خاقان جهان شاه بود | ز اقبالِ اسکندر آگاه بود
چو لشکر در آمد بصحرای چین | پر از چین شد از نعل اسپان زمین
بسر حدِّ آن عرصهٔ جانفزای | سراپرده زد شاهِ کشورکشای
سکونت گهی فرخ آرام دید | طربخانهٔ درخورِ کام دید
۱۵ همه کوه پر آهوی نافه دار | همه دشت او گلشنِ لاله زار
زمین بسکه پر نافهٔ مشک بود | گل از بوی خوش صندلِ خشک بود

---

۸ - س ۲ گروهی دگر

ملکرا خوش آمد هوای چنان — کمر بست بر ضبطِ جای چنان
طلب کرد مردی خردمند و چست — به اندیشه دانا بگفتن درست
بخاقانِ چین داد زاو زنگ روم — پیامی که پولاد را کرد موم
که بر ما چو کرد ایزدِ کارساز — درِ کارسازی و اقبال باز
۵ بهر سو که توسن برانگیختیم — ز بدخواه خون بر زمین ریختیم
چو بر خسروِ زنگ بستیم تنگ — بخونِ وی از تیغ شستیم زنگ
دگر سوی ایران فرس تاختیم — ز دارای دولت سر انداختیم
دگر در عرب مشعل افروختیم — دلِ منکرانِ عرب سوختیم
ور افتاد رغبت بهندوستان — گلِ فتح چیدیم ازین بوستان
۱۰ درین دم که بندِ قبا را بکین — ق — به بستیم بر جبینِ خاقانِ چین
اگر سر در آری بفرمان بری — به آزادی از تیغِ ما جان بری
وگرنه بدین هندیِ آبدار — برآرم ز ترکانِ چینی دمار
تو زان تیرِ نه مشتِ ترکان مپر — بدین تیغِ یکمشتِ هندی نگر
به تیر ار ترا موشگافی ست خوی — من از تیغ سر می شگافم نه موی
۱۵ فراوانت تنها جهان خورده — میِ صاف بی میهمان خورده
کنون کت حریفیست شیر افگنی — حریفانه پیش آی با چون منی
نیوشنده بشنید و برداشت راه — بخاقان رسانید پیغامِ شاه

جهاندارِ خاقانِ فرخنده بخت | دل آزرده شد زان نمودارِ سخت
همه روز با سینهٔ پُر هراس | رهِ ایمنی را همی داشت پاس
چو آهوی چین شد ز گشتن ستوه | شکم بر زد و بنهاد بر تیغ کوه
شکم ناگهان گشتش از تیغ چاک | پُر از نافهٔ مشک شد نافِ خاک
۵ طلب کرد فرزانه را در نهفت | که تدبیرِ او با خرد بود جفت
گشاد از گره قفلِ گنجینه را | برون ریخت اندیشهٔ سینه را
که تا این زمان آسمانِ بلند | نیامد به سیّارهٔ ما گزند
کنون کآمد ابری ز دریای روم | که دریا شد از سیلش این مرز و بوم
درین عرصه ترسم چنان ریزد آب | که خورشیدِ ما ماند اندر نقاب
۱۰ دلت کز خرد یافت نام آوری | چه بیند صواب اندرین داوری
که دشمن چو با ما شود کینه جوی | بکوشیم یا باز تابیم روی
جهاندیده کارآزمای کهن | زمین بوسه زد و آمد اندر سخن
دعا کرد اوّل که بادت ز غیب | همه آرزوهای عالم بجیب
جهان زیرِ فرمانِ رای تو باد | فلک چون زمین خاکپای تو باد
۱۵ زمن باز پُرسی که فرمود شاه | جوابی که دانم ندارم نگاه
بشرطیکه ز اندیشهٔ حرف سنج | سخن هرچه گویم نیابی برنج
زبان بند کردن بصد قفل و بند | بسی به ز گفتار ناسودمند

حدیثی که آن سودمندست و راست — ترش گشتن از تلخ باشد خطاست

همان طفل کش تلخی افزود — به پیری شود ور نشیش کان چه بود

طبیبی چه خوش گفت در خاک بلخ — که آب حیات ست داروی تلخ

شنیدم که این شاه نوخاسته — سری دارد از دولت آراسته

۵ به هر سو که لشکر به تاراج برد — هم اورنگ بربود و هم تاج برد

کسی کش ترازو برابر نهاد — زهم سنگیش بر زمین سر نهاد

همین ست ما را نمودار بخت — که با بختیاران نکوشیم سخت

حریفی به است ارچه در کارزار — ولیکن حریف آزمائی ست کار

ستیزه نه زیباست با زورمند — که بر پیل نتوان فگندن کمند

۱۰ نشاید شدن با توانا بزور — که پولاد سنگین ترست از بلور

فرستاده باید فرستاده — درون نقش بندی برون ساده

که دریابد این درد ما را علاج — دل خصم را بازجوید مزاج

دل آهن آسای دارای روم — بروغن زبانی کند همچو موم

گرش باشد اندیشهٔ آشتی — نیائیم ما هم ز هم داشتی

۱۵ در لطف را چاره سازی کنیم — همه برگ مهمان نوازی کنیم

---

۲ - ق ا: همان - ایضاً س ا: چو طفلی کش از تلخی

۶ - س ۲: بر زمین او فتاد - ۱۲ - ق ۲: دل خسته - ۱۲ ۱۴ - م ۲: نتابیم

درشش دل شود ناوک انداختن | ز دینار باید سپر ساختن
همه حال از بختیاری چنین | رضا بهتر از کین بکاری چنین
برآشفت خاقان ز گفتار پیر | شد از غصه گلگون رخش چون زریر
بدو گفت کای پیر شوریده مغز | خلایی نه دیده مکن پای لغز
۵ چه کم دیدی از ما بفرزانگی | در آئین مردی و مردانگی
که با خصم ناکرده دست آزمای | بسوی زبونی شوی رهنمای
اگر جنگ ناکرده طاعت کنیم | ز ملکی بکنجی قناعت کنیم
چو ترسان بود شه زکین خواستن | چرا بایدش لشکر آراستن
عروسی بود نی شهی آنکه شاه | کشد گرد تخت از عروسان سپاه
۱۰ سنان بهر پیکار کردیم تیز | نه بهر نگون کردن اندر گریز
زبردست را ملک عالم عطاست | بشاهی زبونی نمودن خطاست
کسی کو کلاه کیان می نهد | سر خویش را درمیان می نهد
بشاهی زده پای بر تخت عاج | پس آنگه دهم چون زبونان خراج
چرا سر نیارم به تیغ هلاک | که نام بزرگان در آرم بخاک
۱۵ چه باشد یکی رومی خام و سست | که با پخته کاران شود هم نشست

---

۶ - ق۱: زورآمای - ۶ - ق۲: بشدی
۱۵ - س۲: که با بختیاران

سکندر که می نازد از تخت و سر — شد از سخت رایان چنان سخت تر

چو کارش نیفتاد با چون منی — ز آهن دلی گشت روئین تنی

چنان رامش در صفت کار زار — که زین سوی عالم نگیرد قرار

سر خار چندان نزد دور باش — که آتش شود بر سرش نور پاش

۵ خروسی که مردی کند با خروس — بچنگال شهباز گردد عروس

چو زینگونه لختی بدستور گفت — دل پیر با ایمنی گشت جفت

نیوشنده چون گوش ننهد به پند — خورد گوشمال از سپهر بلند

پس آنگه به آینده داد از ستیز — یکی مشت خاک و یکی تیغ تیز

بدو گفت کانجا بر این هر دو چیز — که هست اندرین هر دو رمزی عزیز

۱۰ بگو آنچه گوئی خطا و صواب — منت زین تبر باز گویم جواب

گر آهن هوس داری اینک بدست — وگر گنج و زر بایدت خاک هست

چو زین راز پنهانش آگاه کرد — رسول خودش نیز همراه کرد

شتابان ز خاقان و حمال راز — رسیدند پیش سکندر فراز

نمودار آورده بردند پیش — نمودند راز آورد خویش

۱۵ سکندر بخندید ازان داوری — دران نکته دید از فلک یاوری

به آینده شاه چنین باز گفت — که تدبیر ما گشت با کام جفت

---

۱ - شد از سست رایان چنین خیره سر + - ق شد از سست پایان جهان سخت تر

ز خاقان بما کین دو کالا رسید   نمو داری از فتحِ والا رسید

چو دشمن بما تیغ خود خود سپرد   کنون کی تواند سر از تیغ برد

دگر آن که بر ما فرستاد خاک   نشانِ خود از خاکِ چین کرد پاک

گرفتم بفال این که بی خشم و کین   زمین را بمن داد خاقانِ چین

۵ قوی شد دلِ دولت اندیش ازین   چه باشد نشانِ ظفر بیش ازین

فرستاده زان پاسخِ نغز وار   سر و پای گم کرده بی مغز وار

هراسان بدرگاهِ خاقان شتافت   فرو ریخت پیشش جوابی که یافت

بجوشید خاقان و شد خشمناک   خیالِ محابا ز دل کرد پاک

فرستاد فرمان که بر عزمِ کار   فراهم شود لشکر از هر دیار

۱۰ در اقلیمِ ترکان در افتاد جوش   بر آمد ز بازارِ عالم خروش

ز آبِ الق تا بدریای چین   چو دریای چین شد ز لشکر زمین

چو گشت انجمن گردِ خاقان سپاه   ق   بدانگونه کانجم بود گردِ ماه

برافراخت رایت بر آهنگِ رزم   بکینِ سکندر قوی کرد عزم

بجنبید با قلبِ رزم آزمای   چو سیلابِ طوفان که جنبد ز جای

۱۵ سکندر خبر یافت زان اژدها   عنان کرد یکبار بروی رها

بیاراست قلبِ جهان سوز را   که از دین میخواست آن روز را

۲- ق ۱: خود را سپرد - ۱۲ - ۱۰ - ق ۱: ز اطراف - ق و س ۱: از در آزمای

بخصم آزمای علم برکشید | همه دشت در زیر لشکر کشید
بشیر افگنی قصد بدخواه کرد | چو شیری که آهنگ روباه کرد
شتابان دو شه از دو سو بی درنگ | دل هر دو جوشان ز صفرای جنگ
چنین تا زمین در میان تنگ ماند | میان دو لشکر دو فرسنگ ماند
۵ اجل فتنه را کارسازی نمود | یزک بر یزک دست بازی نمود
فرود آمدند از دو جانب دو شاه | کشیدند تا آسمان بارگاه
چو مه لشکر آرای شد بر سپهر | زمین در میان کرد شمشیر مهر
برآورده شب چتر عباسیان | نگون کرد رایات شمّاسیان
طلایه برون آمد از هر دو سوی | بجاسوسی یکدگر گرم پوی
۱۰ فرو ماند غوغای لشکر ز جوش | بگردون شد از پاسبانان خروش
سکندر جهاندار لشکر شکن | همه شب چو مه بود در انجمن
همی کرد ز احسان اسکندری | بمقدار هر کس نوازش گری
بهر لشکر آرای و هر مرزبان | گهی تیغ میداد گاهی زبان
فرو رفت هر کس ز سودای خویش | در اندیشهٔ کار فردای خویش
۱۵ ز یاد سنان سینه می‌شد خراش | همیزد مژه خواب را دورباش
یکی رخت می بست بهر گریز | یکی تیغ و پیکان همی کرد تیز

---

۱۴ - تیغ فرمائے

یکی دامن از عالم افشانده بود　　یکی در غمِ جانِ خود مانده بود

بسی مرد نامرد یابی بجنگ　　که همسایهٔ موش باشد پلنگ

همه کس بیازار جوید نبرد　　ولی گاهِ مردی شناسند مرد

نه در کوی جنگِ سواران بود　　که هنگامهٔ مشت خواران بود

۵ شهِ چین دگرسوی با اهلِ راز　　به تدبیرِ فرد اشده کارساز

خزینه ز گنجینه پرداخته　　در بارگه را براند اخته

ز زر تودها بر فلک برده سر　　بیک سوی آهن بیک سوی زر

همی جست مردانِ پولاد سنج　　باندازهٔ مرد میریخت گنج

چو از زرگران شد ترازوی سنگ　　به آهن قوی کرد بازوی سنگ

۱۰ بدینگونه از شام تا صبحگاه　　بزر آهنین کرد پشتِ سپاه

حشم را از زر ساخت باید زره　　که اول بود فالِ فتح از گره

چو تو قفلِ خود را ندانی کشاد　　درِ دیگری کی توانی کشاد

بیا ساقی آن جامِ شادی فزای　　که بنیادِ غم را در آرد ز پای

بمن ده که راحت بجانم دهد　　ز خون نایهٔ دهر امانم دهد

۱۵ بیا مطرب آن بربطِ خوشنوا　　که بی مغز پیش مغز را شد دوا

بزن تا که بربایدا ز مغز هوش　　بدل جانِ نو ریزد از راهِ گوش

---

۲ - س ، ا : بینی - ۳ - ق : یابی ۱۲ ، ۱۳ - ا : چون توانی

گفتار در دوادوِ توسنِ فتح که عنانش در قبضهٔ
قدرتِ فتّاحِ مطلق مقیدست تا در طرفی که جولانش دهد
مجالِ سر پیچیدن نه باشد و جهدِ مجاهدان تا در جهادِ شمشیرِ
۵ هندی را مجرائی کنند و ذوالفقارِ هندی را تیغِ
حطب سازند

چو فیروزیِ مرد گردد پدید — درِ چاره را زود یابد کلید
فرس را بهر سو که پیچد عنان — گلِ فتح چیند ز خارِ سنان
۱۰ بهر جا که شمشیر بیرون کشد — سرِ خصم زان آب در خون کشد
بچشمِ بداندیش در کارزار — یکی صد نماید نه بل صد هزار
ولی مرد باید بجولانِ خویش — که برگیرد اوّل دل از جانِ خویش
چو مردم ز سر تا هراسان بود — سر افگندنِ دشمن آسان بود
کسی کز سرِ خویش ترسد بجنگ — سرِ دیگری کے در آرد بچنگ
۱۵ کسی را که دل شیر بردی دلیل — اگر پشّه باشد خورد خونِ پیل
نه بینی از کلنگ سست شاهین بزور — که سیلی زنانش رساند بگور

---

۸ ــ ق۲: در جاه ۱۰ ا ــ س: ا بهر سو

ولی گر عدو گشت در خوف غرق ‏— نکس را اندر سیمرغ فرق

غلیوا ازان گشت مردار خوار ‏— که مشکل بود زنده کردن شکار

چو از خون نه شد دست رنگین بچنگ ‏— به آبِ حنا بایدش کرد رنگ

تو گر بر عدو دست و پائے نهی ‏— نه هستا و هم از دست و پائی تهی

۵ سر آنکه توان زآبِ بیگانه شست ‏— که از خونِ خود دست شوئی نخست

چو در خیلِ بدخواه یغما بری ‏— گر از جان هراسی چه کالا بری

نه زیباست بر مردِ با ترس و بیم ‏— زن گو ز زر باش و خفتان بسیم

خرِ مانده کز ریش نالان بود ‏— چو سودا رز دیباش پالان بود

چو کاهل بود ناقه در خاستن ‏— نشاید بخلخالش آراستن

۱۰ بسا خود نمایانِ بیهوده گوی ‏— که باشند در بزم گه رزم جوی

کسی را که مردی بود اندکے ‏— اگر صد کند زان نگوید یکے

ز نیروی می لافِ گردن زنی ‏— زنی دان به نزدیکِ دان نی

چو در کرده گفتن خجالت بود ‏— بنا کرده گفتن چه حالت بود

چو تیغت ندارد زبان در مصاف ‏— مکن زخنجرِ تیغِ زبان ابلاف

۱۵ بشمشیرِ پولاد به دست بُرد ‏— که از خنجرِ گوسپین کس نه مرد

نگر گر پئے خود نمائی و نام ‏— نگردی بخونریز خود تیز گام

گہِ جنگ پرهیز باید فزول ‏— ولیکن بخندان که مانی زبول

دلیری به هنجار کردن نکوست — چو کار او فتد کار کردن نکوست

به هنجار کن ساز هر بیشه — که ناید فن سوزن از تیشه

بجای که هنجار باید نه زور — شود شیر بیچاره در دست مور

نه آسان توان رفت پیش دلیر — که دشوار دیدن توان روی شیر

۵ شتابنده کش نه باشد درنگ — ز بی سنگیش پا در آید بسنگ

درنگی که آن نیز بر جای نیست — عدو را قوی کردن از رای نیست

شتابنده درنگی بهنگام خویش — سلامت دهد مرد را انجام خویش

دلاور که نه بود سلاح آزمای — ز بی دستی خود در آید ز پای

چو کوشنده در کین بود خشم ریز — بود تازیانه بکف تیغ تیز

۱۰ چرا باید آن ترکش و تیغ بست — که دشمن به سیلی ستاند ز دست

بزرگی چه بینی بشاخ گوزن — که شیرش بناخن کند پست وزن

چو لشکر بود نصرت افزون بود — به تنهایی پیش صد چون بود

چو دستت سبک نیست در داوری — کند تیغ تو خصم را یاوری

سپه را بود تیغ و جوشن پناه — بود جوشن و تیغ شاهان سپاه

۱۵ فروزان شود گرچه آتش ز باد — چو یک شعله باشد نیارد ستاد

یکی تیر کآسانش دانی شکست — چو باده شود چون توانی شکست

---

۱۶ - ق ا کے

ولیکن ہمہ کوشش اندر قتال | زپیرایۂ فتح یابد جمال
مشو شیر گیر از کمند و کماں | کہ ہست ایں می از شیشۂ آسماں
برزم ار ز فیروزی آید شمار | کلوخی ز کوہے برآرد غبار
وگر یار نہ بود ظفر یافتنے | سناں کار ندہد سر سوزنے
۵ دلیری کہ نصرت بود یارِ او | نیارد کسے تابِ دیدارِ او
ازاں روی شیر ست ہیبت فزای | کہ فیروز مند آفرینش خدای
نہ ترسد ز نخچیر آہو کسے | فراہم شوند ار چہ یکجا بسے
زہے دولتِ مردِ فرخندہ عزم | کہ نصرت بود یارِ او روزِ رزم
نیاید ز جہد ایں سعادت بجیب | کہ ناگہ پدیدار گردد ز غیب

۱۰ حکایت بادشاہی کہ بنام سنجر کوس میزد و نوبتش بہ نوبت گاہِ سنجر رسانید

شنیدم کہ سنجر ز بختِ بلند | چو شد بر نبی ملک فیروز مند
از انجا کہ رایت بر اختر کشید | سوی خسروِ روم لشکر کشید
۱۵ رسید ادہم ازپیش بر عزمِ جنگ | مگر آبے اندر میاں بود تنگ
برود اندر از گرمیِ آفتاب | بداں آتشِ تیز میداد آب

۲- ق۲ پیرایہ تیغ

رسید از صفِ سنجرِ سخت کوش | خروشیدنِ ما دیانش بگوش
شهِ رومیان داشت فحلی بزیر | دونده چو آهو جهنده چو شیر
به تندی درون اندکیسر جناں | که کوشنده را بستد از کف عناں
بیک چشم زد تا کنارش ببرد | به بنگاه خصم آشکارش ببرد
چو سنجر ز بختِ برومندِ خویش | بد اندیش را دید در بندِ خویش
ازاں فتح از بس که دل شاد کرد | بشکرانهٔ فتحش آزاد کرد
تو مردانه کن رخشِ همت رواں | گرت فتح باشد خود آید دواں
گرت هست بازوی همت دراز | در آغوشِ تست آنچه داری نیاز
وگر همتت بر شکستن نشست | خود افگندی اندر صفِ خود شکست

کمند افگندنِ سکندر در خرگاه کرّه شموس یعنی کنیزک

چینی در ان طویلهٔ طویلش بسته در بارگاهِ حشمتِ خویش آوردن و کشادنِ سلاحِ نارکیش را معلوم گردانیدن و نوازش کردن و میدان یافتنِ آن ماهِ لطافت و جولانِ خویش را دست و پا نهادن و حیران شدنِ اسکندر در نژادِ کیـ

۶- ق ا: ازاں پس کزاں فتح دل شاد کرد

او و او را از برای خویش خوش کردن

گهرسنجِ تاریخِ اسکندری — چنین ریخت از خامه دُرِّ دری

که چون گشت عزمِ دو خسرو درست — که باید بکوشش کمر کرده چُست

۵ همه شب در اندیشهٔ کارزار — نمودند تا روز ترتیبِ کار

چو صبح از افق تیغ بیرون کشید — همه دامنِ چرخ در خون کشید

در افگند شبدیزِ ظُلمات نعل — بپوشید خورشید خفتانِ لعل

سکندر جهانگیر و کشورگشای — به آرایشِ لشکر آورد رای

صطرلاب سنجانِ موزون قیاس — باندیشه گشتند ساعت شناس

۱۰ بوقتی که با فرّخی یار بود — ق — نظرها بطالع سزاوار بود

برآمد برآهوی توسن دلیر — چو خورشیدِ رخشنده بر پشتِ شیر

بگردون شد از نای زرّین خروش — بدریای لشکر درافتاد جوش

دگر سوی خاقانِ لشکرشکن — چو کوهی سرافراخت شد تیغ زن

هزاهز درآمد بهر دو سپاه — روا رو برآمد بخورشید و ماه

۱۵ علم سر ز عیّوق برتر کشید — سنان چشمِ سیّاره را برکشید

بیابان همه بیشهٔ شیر گشت — جهانی پر از تیر و شمشیر گشت

ز لرزِ زمین زیرِ قلبِ روان — در اندام گاو آرد گشت استخوان

---

۶ - س۱: - خور - ۱۳ - س۲: - آن پیلتن - ۱۷ - س۱: - قلبِ گراں

غبارِ زمین کلّه بر ماه بست — نفس را درونِ گلو راه بست

چنان گشت روے هوا گردناک — که سیّاره گم کرد خود را بخاک

ز موجِ سلاح و ز گردِ زمین — گلین آسمان شد زمین آهنین

یلان بند بر بست برآبِ تیغ — که بے بند عالم نگیرد چو میغ

۵ رسیده ز تیغ آبِ شان تا کمر — همان آب بدخواه را تا بسر

سپاه از زرهِ موج میزد باوج — چو دریا که بادش درآرد بموج

بدریاے آهن جهان گشت غرق — هوا پُر ز میغ و زمین پُر ز برق

ز ژوپین و پیکانِ سبز و سپید — جهان گشت پر سوسن و برگ بید

ز بانگِ هیونانِ گیتی نورد — شده پُر صدا گنبدِ لاجورد

۱۰ خرامیدنِ بادپایان بگشت — تزلزل درافگنده در کوه و دشت

عرق کردنِ توسنان در شتاب — ز طوفانِ آتش روان کرد آب

شراره که زد نعلِ هنگام رو — ستاره برون ریخت از ماهِ نو

نمانده امان زیرِ پیروزه کاخ — اجل را شده دستگاهے فراخ

نفیرِ زه از چاشنیِ کمان — شده چاشنی گیرِ جانِ هژبان

۱۵ بلا زین بناوک بر انداخته — چو طفلان ز نے بارگی ساخته

گره بر گره دستِ پیکان زنان — زره بر زره پشتِ روئین تنان

ز رخشیدنِ خشتِ زهر آبگون — شده زهرهٔ هر دلیر زهره خون

ز هر سو سنانهاے خارا گذار — فرو بسته راهِ سلامت بخار

ز تیر و سپرها که بر کار بود — بیابان نیستان و گلزار بود

---

۴ - ق: بدان

بزیرِ سپر تیغِ رخشاں بتاب — چناں کز تہِ برگِ نیلوفر آب

درخشندہ شمشیرہائے بنفش — ز دیدہ بصر می ربود از درفش

خروشیدنِ کوسِ روئینہ کاس — فلک را پر از خنجها کردہ طاس

سپہ از علمہا شدہ سایہ دار — دلیراں برآشفتہ دیوانہ وار

بہر سینہ نو شدہ کینہا — گریزاں شدہ رحمت از سینہا

جدا گشتہ دلہا ز پیوندِ خویش — پدر تشنۂ خونِ فرزندِ خویش

دو لشکر نگویم کہ دو کوہِ قاف — رسیدند در جلوگاہِ مصاف

سوئے میمنہ در صفِ رومیاں — زریوند گسلی کمر بر میاں

قباد از سوئے میسرہ گرم پوے — برآوردہ یک رویہ تیغِ دو روے

دوالِ ملک در یزک پیش رو — دوالِ عناں کردہ در خوں گرو

بپرواز خیلِ فرنگ از جناح — بساقہ شدہ خونِ مصری مباح

بقلب اندر اسکندرِ نامدار — شدہ گردش از خشتِ آہن حصار

گروہے ز پیوند و از خویشِ او — بجاں ایستادہ پس و پیشِ او

صفِ چینیاں نیز بر عزمِ کیں — بجوش آمدہ ہمچو دریائے چین

یزک دار در پیشِ تاتاریاں — بخوں تشنہ چوں چشمِ فرخاریاں

سوئے راستاں کرد فغفور خاست — امیرِ ختن سوئے چپ گشت راست

قراخاں بساقہ شدہ سخت ساق — تبت را بسوئے جناح اتفاق

بقلب اندروں شاہِ توراں گروہ — بگردش صفے بستہ ترکاں چو کوہ

چو گشت از دو جانب صف آراستہ — سلامت شد از راہ برخاستہ

سواری بگرمی چو سوزان درخش   ز صفِ سکندر برون راند رخش

فرنکین نامی که در دار و گیر   سپاهی شکستی بیک چوبه تیر

کشان در زمین نیزهٔ هژده بند   بکوهه زده هژده پیچ کمند

پلنگینه پوشی که در روزِ جنگ   نه شیر تن بچشم آمدی نی پلنگ

۵ بر آئینِ مردان بصحنِ نبرد   همی کرد جولان و میخواست مرد

نخست آفرین کرد بر کردگار   که فیروزی از وست در حمله کار

پس آنگه دعای جهاندار گفت   که شمشیرِ او باد با فتح جفت

وزان پس زبان تیغ فولاد کرد   ز پولادِ هندی سخن یاد کرد

که از موکب لشکر آرای روم   سواری غریبم درین مرز و بوم

۱۰ گرامی کشد دل بمهمانِ خویش   که نزلِ غریبی کند جانِ خویش

کسانیکه هستند ازین فن بلاف   در آیند بسم الله اینک مصاف

چو رومی بدینسان دمید آتشی   برون آمد از چینیان سرکشی

بتنگوی نامی چو غرنده شیر   نهنگی بدست اژدهای بزیر

بحمله سوی رومی آورد روی   تبر سید از و رومیِ کینه جوی

۱۵ عنان در عنان هر دو در تاختند   سنانها بیکدیگر انداختند

چو بودند هر دو هنرمند چست   خراشی نیامد کسی را درست

---

۱ - ق : درخشان - ۱۲ - ۱۳ - س ل : پلنگوی

نمودند بسیار جولان گری — کسی را نبود از هنر برتری
ز نیزه به شمشیر بردند دست — هم از هر دو تن تارِ موی نخست
بد شمن فریبی یلِ روم زاد — گریزان شد از پیشِ چینی چو باد
بدنبالِ او چینی گرم کین — ز گرمی بابرو در آورده چین
۵ چو نزدیک شد تا ز تیغ چو برق — گریزنده را از حسد پیزد بفرق
در انداخت رومی کیانی کمند — کمرگاهِ چینی در آمد به بند
چنان کندش از بازوی زورناک — که بربود از باد و دادش بخاک
همی رفت پویان یلِ شیرگیر — به خاک اندرون شیرِ جنگی اسیر
به اسکندر آمد سوارِ دلیر — شکارِ خود افکند در پیشِ شیر
۱۰ ملک را خود آن فالِ فرّخ نمود — که فتح اوّل از سوی او رخ نمود
بسی گنج دادش بفرخندگی — غنی کردش از گنج بخشندگی
چو لشکر بدید آن نوازش گری — بکین لشکری گشت هر لشکری
برون آمد از میمنه پُر دلی — پُر از آتش و باد شش آب و گلی
به بر جوشنی سبز چون نو بهار — بزیر ابلقی تند چون روزگار
۱۵ حمائل در افگنده تیغی بدوش — حریری کشیش بر سر چو پرّ سروش
کمان بسته و ترکش آراسته — جوان شیری از نیستان خاسته

---

۷ - س ش : بربود دستش

چو آشفته دیوی بدیوانگی در آمد بمیدانِ فرزانگی

خدا را چو در دل نیایش نمود خداوندِ خود را ستایش نمود

پس از پیش دستی سخن پیش کرد حدیثِ تنومندیِ خویش کرد

که لشکر شکن طردِ رومی منم که در حمله لشکری بشکنم

۵ بهم دوزم از شستِ پیکان گشای بسی چینیان را چو چینی قبای

که دارد سرِ من بکین گستری که تا بی سری بیند از همسری

چو زین گفتنِ پر تهی گشت مرد سر اندازی از چینیان گشت فرد

فرس راند بر طرد چون اژدها دلاور نگردش رسیدن رها

بیک ضربتش در عدم راه کرد اجل را ابد وراه کوتاه کرد

۱۰ دگر چینی تاخت مردی بجنگ بدانسان که بر صیدِ ماهی نهنگ

بتندی بر آورد بالای دوش یکی گرز شش پهلو و هفت جوش

چو بر طرد شد تا شود مرد کوب گهِ کوبش آهن برون شد ز چوب

بشمشیر تا دست یارد شتاب ز شمشیرِ طردش گذشت از سر آب

برون تاخت دیگر سواری دلیر برو نیز شد طردِ با زنده چیر

۱۵ قلم کردش از تیغ سر تا زین نبشتش ز خون هذه لم یکن

بدینگونه تا هفده ترکِ دلیر ز پولادِ هندی در آمد بزیر

---

۲ ـ س: خدا را بصد دل ـ ۱۰، ۱۳ ـ ق: دست و بازو

دگر چینیی تا گه نیم روز — نیامد برون تا شود کینه توز
فرستاد خاقان به نیروی خویش — دلاور سواری ز پهلوی خویش
نبرد آزمایی کنیفوی نام — کز آسیب او کوه کردی خرام
برون آمد آزاده سروی چو بید — چو بر پشت طاوس باز سفید
۵ ز هر هنر بسته نه از بهر لاف — سلاحی که کار آید اندر مصاف
بچشمش نیاورد طرد دلیر — کشیده کمان سوی او شد چو شیر
بیفگند تیر و نه بر جا رسید — ز پولاد جست و بجا نارسید
یل چینی از جوشش صفرای خویش — برون راند رخش سبک پای خویش
چنان زد سنان در تهی گاه طرد — که از باد پا اوفگندش بگرد
۱۰ روان شد یکی دیگر از قلب روم — چو سروی ز پولاد نخلی ز موم
بیک ضربت نیزه سینه دوز — برو نیز شب گشت رخشنده روز
دلیر افگنی دیگرش گشت جفت — بیک جنبش او نیز در خاک خفت
چنین تا چهل مرد سخت کوش — ز یک مرد چینی تهی شد ز هوش
دگر هیچ کس را نیامد هوس — که در معرکه پیش راند فرس
۱۵ سکندر که دید آن چنان دستبرد — چو آتش برافروخت چون یخ فسرد
چو شمشیر خورشید شد در نیام — برون تاخت او هم سپهدار شام

---

۶ - س۲: آن تند شیر - ۱۳ - س۲: ز یک سر چینی روان شد ز هوش - ۱۶ - ق: لشکر

ز شب سایه بر چرخ والا رسید   علم زیر شد سایه بالا رسید

دو لشکر ز کوشش عنان تافتند   سوی بنگهٔ خویش بشتافتند

طلایه برون شد ز هر دو سپاه   شبیخونِ بدخواه را بست راه

سکندر که زانگونه فیروز بود   همه شب در اندیشهٔ روز بود

۵ که فردا اگر پیش آید بجنگ   که پهلو زند با دلاور نهنگ

حریفان در آن بازی اندیشه‌مند   که بر پیل بایست بیذق فگند

وزان سوی خاقان ز بس چیرگی   شتابنده در خون بصد خیرگی

همی کرد بخشش سر انداز را   همی داد دل مردِ جانباز را

اگر خفته و گرچه بیدار بود   همه شب در اندیشهٔ کار بود

۱۰ چو در گنبد آمد براقِ سپهر   بهرّا ز زرین بیاراست چهر

چنان خورشید از ظلمات دم   که نعلش بیفتاد و مسمار هم

دگر بار شیران بجوش آمدند   بشیرافگنی در خروش آمدند

کشیدند از قاف تا قاف صف   بکوشش نهادند جانها بکف

۱۵ دو خسرو میانِ دو قلبِ سپاه   چپ و راست گردانِ لشکر پناه

همان پُر دلِ و سینه بر عزمِ کار   برانگیخت از صحنِ میدان غبار

۷- س۱: خیرگی - ۷- ق۲: شتابنده درکین

۷- س۲: بصد تیرگی

سنانش ز خونریز بیشینه لعل — به پولاد غرق از کله تا به نعل
چو خود را و خاقان چین در استود — بمردی مبارز طلب کرد زود
سواری برون آمد از رومیان — سپر بسته پس چپت کرده میان
بگرمی بر آهیخت چون برق تیغ — که برق از نفس آب گشتی چو میغ
۵ نگاور سیاهی بزیرش چو دود — بر آورد سر بر سپهر کبود
بگردن زنی تاخت بر جسم ستیز — بینداخت بر گردنش تیغ تیز
کنیفوی تا زنده خم خورد و جست — بر دنیزهٔ وپهلوش را شکست
گذارا شد از پشت ِ رومی سنان — ز دستش برون رفت یکسر عنان
دگر خونفشانی بخون جوش کرد — همان شربت اولیش نوش کرد
۱۰ نبرد آزمای دگر حمله برد — هم از مردیِ مرد مردانه مرد
چنین تا درید آن هنر پروران — بنه حمله پهلوی نه پهلوان
دگر در سر کین نیفتاد پیش — که با همسر خود نهد پای خویش
سکندر بر آشفت زان داوری — که گم گشتش از یاوران یاوری
ز لشکر دلی بشکند خون بود — دل لشکری بشکند چون بود
۱۵ حریفان رهٔ شطرنج شد چیره دست — ببازندهٔ چابک آرد شکست
بساطِ دلیری که بی رنج نیست — ببازی کم از نطعِ شطرنج نیست

۳ - س ۲ : به بر بسته چین - ۱۲ - س ل : در سر کس

گر از نیکه با شیر دندان کشد | دل از سینهٔ شیر خندان کشد

چو بازوی گو تشنگان گشت سست | مهین سواران عنان کرد چست

به تندی برون جست کار از شتاب | بر آن موج آتش چو دریاے آب

سر آن سپه پور شش انگیختند | همه در عنانش در انگیختند

۵ بصد عذر گفتند کای تاج بخش | تو خورشید ملکی مجنبان رخش

بسے دشمن و دوست اند در سپاه | بدین دوست روے ز دشمن مکاه

تو دریا دشاهم چو کوه از شکوه | قیامت شود چون بجنبید کوه

اگر صد سر از پا بیفتد ز جاے | تو داری جهان را بیکسر بپاے

وگر موے از فرق تو کم شود | خرابی به بنیاد عالم شود

۱۰ یک امروز بنمای در کین درنگ | که فردا شود بر عدو کار تنگ

بدین داوری شاه را داشتند | عنان وی از دست نگذاشتند

چو در پردهٔ خواب رفت آفتاب | روان کرد شب پرده از رخ حجاب

مکلل شد این نطع نیلوفری | چو دیبا بر اورنگ اسکندری

ز لشکر سوے خانه گشتند باز | بساط وفا را نوشتند باز

۱۵ طلایه روان شد بگرد سپاه | بتاقی به پیرامن بارگاه

۹- سں: اگر صد سر از پا بیفتد ز جاے + تو داری سراسر جهان را بپاے

۱۵- سں۲: پادشاه

همه برشد از پاسبانان نفیر | شد از گوشه گیری فلک گوشه گیر

همه شب سکندر بجوش اندرون | ز خشم بد اندیش میخورد خون

همی گشت زان دشمن خیره چنگ | بسودا و صفرا از رنگے برنگ

ز گرمی برانگونه کز برق میغ | همی کرد آشام زوبین و تیغ

۵ ز خجلت دلیران درگاه نیز | طمع برگرفته ز جان عزیز

بر آن دل که فردا چه ساز آورند | که بدخواه را سر بگاز آورند

چو اسکندر صبح برشد بلند | درانداخت بر کنگر مه کمند

شد از رنگ سرخی سر کوهسار | چو پیشانی پیل شنگرف وار

یکه تر سپهدار چین از غرور | زمین کرد چون عرصه گاه تنور

۱۰ بعزمی که بر فتح گشتش دلیل | شد از خانهٔ زین بصندوق پیل

سوی رزمگاه آمد آراسته | نهیب حریفان از دلش خاسته

دگر جانب اسکندر شیر زور | به تندی چو شیران بنخچیر گور

نه بیم از خدنگ و نه باک از سنان | قضا را بتسلیم داده عنان

بجنبید و آمد بسوے مصاف | بسختی پے افشرده چون کوه قاف

۱۵ چو شد هر دو لشکر بترتیب راست | حریفان ز دو سو یکی مرد خواست

برون زد یکے چینی سخت کوش | سپر در پس و درع چینی بدوش

خرد پیر بود و مبارز جوان | فرس پخته و خام برگستوان

ز پولاد چینی ناچخچه ده منی — بگردن بر از بهر گردن زنی
در آمد بمیدان و جولان نمود — نمودار دعوی فراوان نمود
برون آمد از قلب رومی یلی — برآورده تا آسمان هیکلی
بزور و توانائی آهرمنی — ببازوی پولاد روئین تنی
۵ یکی حربه در دست خاراشگاف — که بگشادی از نیفهٔ کوه ناف
رسید و زد آن حربهٔ نامدار — بسر ناچخی نیز خورد استوار
هم او را سر از ناچخ آمد بگرد — هم این خفت برجای کان حربه خورد
فتاده بیک جا دو رزم آزمای — بجا بوده دو هر دو رفته ز جای
ز رومی دگر حیله‌ای ساز کرد — بصحرای کین رفت و پرواز کرد
۱۰ عمودی بگردون برافراشته — گه بی ستون برستون داشته
بر او تاخت چینی سواری چو پیل — زده جامه در ماتم خود به نیل
فراگندی از زرق کشیده بتن — که هم جوشنش بودی و هم کفن
یکی نیزهٔ بید برگ سپید — سنان بر سرش رسته چون برگ بید
چو بر یکدگر در نبرد آمدند — ز لرزه زمین زیر گرد آمدند
۱۵ به سختی که زد رومی سخت زور — سرش را در آهنگ کشش کرد گور
بر اینگونه ده چینی تیز کین — زجان پاک گشتند چون نقش چین

۵- س ل: نیمه کوه قاف - ۱۳- ق ا: برکف

دگر تا شب از چینیان زبول	بمردی سواری نیامد برون
سپهر چون بر آب او فگند آفتاب	بر آورد مه تاج خود ز آب
شب تیره در صحن زنگار گون	چو هندوی تاج زر آمد برون
دو لشکر به لشکرگه آمد فراز	یکی سرنگون دیگری سرفراز
۵ سکندر از آن خیرگیهای بیش	شکیبا شد و لختی آمد به خویش
چو شب پرچم خویش در خون کشید	زمین طاس خورشید بیرون کشید
شعاعی که رفت از افق تا بدور	بزد نیزه بالا سنانهای نور
دو دریا دگرباره جوشنده گشت	بهر سوی سیلی خروشنده گشت
از آن سیل کآفاق را در گرفت	کران تا کران فوج و لشکر گرفت
۱۰ ز جولانگه رومیان بید رنگ	کتابون رومی برون شد بجنگ
ملوکانه ترتیبی آراسته	پلنگی ز کوه روان خاسته
بکف کرده قلابی الماس گون	گزان پیل را در کشیدی نگون
بمیدان شد و چالش آغاز کرد	به تحسین خسرو زبان باز کرد
چو لشکر سکندر به آواز گفت	بنام آوری نام خود باز گفت
۱۵ قرانام چینی سیلی پرستیز	اجل را زبان داده از تیغ تیز
همی خورد بر جان رومی دریغ	بگردش در آمد چو بارنده میغ

۱۱ـ س و ق۲: گراں۔ ۱۵ـ س: قراخاں۔

به تیغی که بر دی زد از زور دست — فرا گند بدرید و اندام خست

چنان دمی انداخت قلاب را — که چون بز در آویخت قصاب را

بزخمی گریبان گهش چاک زد — ببالا بر آورد و بر خاک زد

قرارا چو در خود و ستاری نماند — دگر بیقراری فرس پیش راند

۵ ازان دست زخم گرا انگیخته — شد او نیز بر سنگ آویخته

دگر رهزنی کرد زان سو شتاب — شد او نیز زان زخمه گز بجواب

برینگونه تا سیزده پیل مست — بزخم گزک راست در خون نشست

دگر راست بازی نکرد ایستاد — که گز بازرا گز تواند نهاد

چو قلاب سیم از کمین زد هلال — بخون غرق شد ترک چینی جمال

۱۰ شهاب از سر سینهٔ دیو سوز — شد آتش فگن در سلیمان روز

دو لشکر بمنزل شدند از مصاف — گروهی بخجلت گروهی بلاف

همه شب غنودند تا صبح دم — ازین سو بشادی ازان سو بغم

جهان را چنین فتنه با هر سریست — که رنج یکی راحت دیگریست

بط از بیم چون ساز د آوازرا — نوای چکاوک بود بازرا

۱۵ به تشویش جان رد بها بقرار — ملک را تماشا سگان را شکار

دگر روز کاشقر برون تاخت مهر — یک اسپه روان شد بروی سپهر

۲- ق ا: قلاب دار۔ ۲- ق۲: که بز را بر آویخت قصاب ار۔

کمانِ مهِ نو که شد جفتِ تیر | کشیدن نیارست گردونِ پیر
دو خسرو دگرباره گشتند تیز | سلامت شد از چارسو در گریز
کشیدند صفها به مردافگنی | ز رویین تنان شد زمین آهنی
همان پیلِ جنگی کتابونِ گُرد | عنانِ نبرد اژدها را سپرد
۵ بدستش همان رمحِ قلّاب‌دار | بخونریز هم تشنه هم آبدار
همان سر فگن تاخت از چینیان | که سر پیش از آن در پیشینیان
به تندی فرس بر کتابون فگند | ز حمله تزلزل به هامون فگند
کتابون در افگند قلّاب را | که بر سیلِ آتش زند آب را
چنان تیغ زد چینیِ تیزگرد | که خطّ قلم گشت در دستِ مرد
۱۰ چو قلّاب را قلب بر زد چنان | که هم نیزه بیکار شد هم سنان
بزد بر کتابون چنان برقِ تیغ | کزو خون روان شد چو باران ز میغ
رگِ گردنش موج زد بر تنش | همه خونِ او کرد در گردنش
کتابون گلوی ز شمشیر چاک | ز توسن بغلطید در خون و خاک
خروشش از صفِ چین بر آمد بلند | دلِ رومیان خسته گشت از گزند
۱۵ مهِ رومیان چون چنان دید حال | که لشکر هراسنده شد زان خیال
بدل دادنِ لشکرِ ناشکیب | گران کرد بر خنگِ ختلی رکیب

---

۱۴ سس۲: شدزان ۱۵ م وس۱: شه - ۱۵ س۳: قتال

بخواهش گری نامدارانِ عهد   عنانش گرفتند و کردند جهد
که شاها تو شمعی مجه چون شرار   به پروانگی کار بر ما گذار
چو باشد بسی باشه پرواز را   چرا رنجه باید شدن باز را
گر از ما برآرد جهان رستخیز   ازان پس تو دانی و شمشیرِ تیز
۵ وگر جامهٔ دشمن افتد به نیل   به فیروزیِ شاه باشد دلیل
بسی زین نمط گردنانِ سپاه   سخنها کردند ز اخلاصِ شاه
چو بود آتشِ لفظ را شعله تیز   فروزنده تر گشت ازان آب ریز
عنان بستد و داد پوینده را   قدم پیش زد راه جوینده را
چو شیران برآهیخت سلبت دلیر   دلِ خصم را داده زان موی شیر
۱۰ تبارک ز پولادِ سبزش کلاه   فرس خنگ و برگستوانش سیاه
قبامت یکی جوشنِ بی بها   کمندی بکف کرده چون اژدها
جوانمرد چینی که مغرور بود   شکستِ خود از خاطرش دور بود
نه کرد التفاتی بران شیرِ تند   که جوشِ دلش را اقتضا کرد کند
بگردش درآمد سکندر بکار   بگردندگی گشت چون روزگار
۱۵ کمند آن چنان کرد بر تاب سخت   که کند از بنِ آن خسروانی درخت
کشانش سوی لشکرِ خویش برد   هزیمت بقلبِ بداندیش برد

---

۶ — سل: پردلاں

برآمد یکی غلغل از رومیان	بخون چست کردند هر سو میان
چو خاقان چنان دید رفت از شکوه	بجنبید با لشکر همچو کوه
به تندی سوی رومیان حمله برد	بخونریزی و کین کشی پی فشرد
سکندر چو بدخواه را گرم دید	بکوشش نه هنگام آزرم دید
۵ سلیمان شد و باد را راند زود	چه با دیگر هم بود هم باد بود
سلیمانیش بین چو خنجر کشید	فرو رفت خورشید را بر کشید
صف روم را تیز آواز داد	فرس را بجولان عنان باز داد
دو دریای جوشان بهم باز خورد	قیامت در فتنه را باز کرد
سواران عنان در عنان تافتند	یلان و بر و تیز نشتافتند
۱۰ ز بس یکدگر چالش انگیختند	زمین و فلک باهم آمیختند
غو کوس کآرامش از دل ربود	در افگند غلغل بچرخ کبود
دهل زان تهی مغز کاندر وست	سخن گفت با فتنه در زیر پوست
ز جوشش درون مرد را پے بپی	ز هر موی خون جست بر جای خوی
هزاران تیر باران که آمد فرود	یلا رگ همی گشت و جان می رود
۱۵ ز باران تیر و ز تیزاب تیغ	بناهای گل زخنه شد بی دریغ
دو روزن که پیکان ز هر تن کشاد	دو دروازه مرگ در تن کشاد

۱۔ س ۲: تو گفتی نهادند جان در میان۔ ۱۰۔ ق: ز بس گرد کز خاکش انگیختند۔

بیک مرگ مهمان شد از یک درش   برون رفت جان از در دیگرش

ز شمشیر چاک آهن تابناک   برآمد ز هر جانبی چاک چاک

طراق سر از گرز فولاد بند   همی خواند اجل را به بانگ بلند

مشبک شده سینها از سنان   بلا زان مشبک تماشا کنان

۵ ز غلطیدن کشتگان در مصاف   شده پشته بر پشته چون کوه قاف

سراسر شده روی صحرای چین   ز بس نقش بیجان چو دیبای چین

بهر سو ز آواز زاغ کمان   شتابان شده کرگسان ز آسمان

ز تنهای صد پاره و شاخ شاخ   شده طعمهٔ گرگ و روبه فراخ

هراسندگان اندران رستخیز   شد از سیل خون بسته راه گریز

۱۰ بکوشش دلیران شمشیرگیر   برغبت دوان پیش شمشیر و تیر

سکندر خود آشفت چون اژدها   عنان کرد بر صید شیران رها

بهر حمله کز خشم بر زد سری   شگافی در افگند در لشکری

بران تن که زد خنجر کینه کوش   روان شد سرش پای کوبان ز دوش

بهر سو که شمشیر او کار کرد   یکی را دو کرد و دو را چار کرد

۱۵ چو دشمن دلی در سر خویش داشت   زمانه سرش را همان پیش داشت

چو خاقان نگه کرد کان سیل زور   بسی شیر را کرد مهمان گور

۱۲ـ ق۱: زد بر ۱۳ـ ق۱: سخت ـ

به تندی بران پیل تن راند پیل چو ابری که آید بدریای نیل
دراند اخت خرطوم را پیل مست که در شیر جنگی برآرد شکست
دو دیدند فوج دلیران روم چو طوفان آتش بتاراج موم
گشادند ازاں گونه باران تیر که از پیلباناں برآمد نفیر
۵ دوالی ملک نیزه زد چناں که شد غرق در کوه آهن سناں
شد آزرده پیل شکن یافته به آزردگی راند رو تافته
در افتاد در لشکر خویشتن شکست آن شه قلب خاراشکن
چو دیدند رومی سران حال شاں در افتاد لشکر بدنبال شاں
تعاقب نمودن نه از راه بود که مرد اندک و روز بیگاه بود
۱۰ سکندر دران مطرح بی خلاص بفیروزی بخت رست از قصاص
زیاراں گرش نامدی یاوری کجا رسته گشتی دراں داوری
چه کار آید آں یار ناسازگار که هنگام سختی نیاید به کار
بدشواریت یار شایاں بود به آسانیت خود فراواں بود
بهر کار بی یار مگذار گام که بی یار کاری نگردد تمام
۱۵ نه بینی که در کارگاه خراس بیک سنگ نتواں علف کرد آس

۴- سس۱: قوم ۵- ق۱: دالی
۷- سس: آں همه ۱۲- سس۲: مردی.
۱۵- ق۲: نتوانی جو کرد آس.

چو کار افتدت حاجت آید بیار — مرا با تو چون کار افتد چه کار

همه روز تا شب دران رستخیز — دو رویه همی رفت شمشیر تیز

چو خورشید برقع برخساره کرد — فلک سرمه در چشمِ سیاره کرد

کشید آسمان هیسرمانِ کبود — حریرِ معنبر بپوشید زود

۵ دو لشکر ز خون ریز باز آمدند — به تدبیرِ در حیله ساز آمدند

یکی خسته را مرهمِ ریش کرد — یکی نوحه بر مردهٔ خویش کرد

یکی شب ز اندیشه غایت گذاشت — یکی در رهِ غائبان چشم داشت

یکی پرسشِ خسته را پی فشرد — یکی زنده باز آمد اما به مرد

سکندر چو باز آمد از رزمگاه — بخلوت گهِ خسروی کرد راه

۱۰ هنرپرسے که خود دستش اندر شکار — درون خواند تا پرسدش سرِ کار

جوانمرد را بسته بردند پیش — سلاح و سلب هم بر آئینِ خویش

سلاحش به فرمود تا بر کشند — زره از تن و خودش از سر کشند

گشادند چون پوششِ ابر فام — بزیرش چه بینند ماهی تمام

بهشتی وشی رشکِ غلمان و حور — که در روی نظر خیره گشتی ز نور

۱۵ فریبنده بازی گرے چون پری — پری را دو چشمش داده دلبری

ز زنجیرِ زلفِ سمن سای خویش — خود افگند زنجیر در پای خویش

۱۱- ق ا: دیدند

بناگوشش از برگِ گل تازه تر | رُخ از مشتری عالی آوازه تر
چو باغِ شگفته بفصلِ بهار | پُر از لاله و سوسن و سیب و نار
غزالے زہر غمزہ شیرافگنے | ازیں شوخ چشمے و چشمک زنے
سر انداز چشمے چو تُرکانِ مست | زہر غمزہ دو ربائشے بدست
۵ کرشمہ باغزائے خوں کردنش | بسے بارِ خوں دادہ در گردنش
زہر خندہ شورے انگیختہ | زہر موئے جانے در آویختہ
دہن تنگ و لبہائے یاقوت رنگ | جہانِ نمک و نمکدانِ تنگ
سکندر نگہ کرد چوں سوے او | فرو شد بہ نظّارۂ روے او
تماشای او دید و بیخویش گشت | کش از بیش دیدن ہوس بیش گشت
۱۰ گہ از بیخودی لعلِ خنداں گزید | گہ انگشتِ حیرت بدنداں گزید
عجب ماند از ان دلاوری تا بدیر | کہ آہو چگونہ شد آں شرزہ شیر
نہ آہو غزالی چو خورشید بود | کہ روشن تر از جامِ جمشید بود
چو دریافت سررشتۂ عقل و ہوش | طلب کرد گوہر ز گوہر فروش
بدو گفت کاے شمعِ خوبانِ چین | غلط گفتہ ام کآفتابِ زمین
۱۵ بگو تا کئی و نژادِ تو چیست | بدیں نیکوئی کارسازِ تو کیست
اگر ہر دی این حسن و زیب از کجاست | بشاخِ گلت نار و سیب از کجاست

۹۔ سںا: او کرد ہم ۱۰۔ قا۲: غلط می کنم ۱۵۔ سںا: اوستاد

دگر زن شدی زن چنین گر بود   که از تابِ او شیر در خوے بود

هزار آفرین بر چنان مادرے   که زو زاده شد چون تو نیک اخترے

ببوسیدنِ مسندِ خسروان   بنفشه شد آزاد سروِ جوان

پس از پسته بختے شکر خند کرد   بساطِ دعا را پر از قند کرد

۵ که شاها سرت زیورِ تاج باد   فلک را ز تختِ تو معراج باد

به فیروزی اقبالت آراسته   ز سهمِ تو جانِ عدو کاسته

ز من ماجرائے که در خواستی   جوابے ندانم به از راستی

من آن نازنین سروِ نوخاستم   که در خاکِ چین قامت آراستم

پدر داشتم چون دلاور نهنگ   یگانه بچندین هنرهاے جنگ

۱۰ به پیکانِ چون موے خارا شگاف   ندیده کسے پشتِ او در مصاف

بر آن دست بُردی که گاهِ نبرد   یکے صد کند زورِ بازوے مرد

نرینه نه بودش چو فرزند هیچ   به تعلیم کوششِ مرا داد پیچ

چنانم در آموخت آئینِ کار   که چون من نه شد دیگرے کامگار

برزمے که شد پیشِ همتاے خویش   مرا بُرد بهرِ تماشاے خویش

۱۵ چنان کردم اوّل تماشاے اُو   که آخر نگه داشتم جاے اُو

طریقے که زو در نظر داشتم   یکے را ز صد بهره بر داشتم

---

۱۳ - ق و س۲: برمن -

زبس چیره گرد از دلیر افگنی | چو من آهوی را بشیر افگنی
به اندرز فرمود کای نیک بخت | ترا جلوه گه رخش زیبد نه تخت
تو مردی نه زن تا ز وسواس دیو | بجوی زنان بر نیاری غریو
بجایی که باشند مردان دلیر | دلاور ترا از نبودمان شیر
۵ گرت خواستگار آید از همسری | ق اگر شاه باشد اگر چاکری
نخواهم که ناکرده دست آزمای | کنی گوهر خویش را دستسای
کسی کت بمردی زبون آورد | به نیروی خویشت درون آورد
من از پندِ آن کاردانِ کهن | جز از شیرمردی نگفتم سخن
چو او رفت دورانِ روشن گذشت | هنرهای میراث بر من گذاشت
۱۰ بسا نامور کز تمنای من | بجالش گری گشت همتای من
غرورش چنان کرد با خاک جفت | کز آسیب همخوابه در خاک خفت
کسی بر من از کینه زخمی نه ریخت | وگر ریخت یا کشته شد یا گریخت
ملک نیز دیدست در رزمگاه | که از چند تارک ربودم کلاه
تو خود چون به پیکارِ من تاختی | کمندم بگردن در انداختی
۱۵ چنان بانگ زد بر من اقبالِ خاص | که جز جان سپردن ندیدم خلاص
مرا این چه فرخنده بختی ست نیز | که گشتم چو تو خسروی را کنیز

---

۴ - ق و شا : شیران

چو پیوند پدر بود با گوهرم | ق | که بندندهٔ من بود شوهرم

کنون کایزد آن دُر بسلکِ تو بست | بسلکِ دگر چون تواند نشست

اگر در خورم خاص کن در نظر | وگرنه به تیغم ببیند از سر

وگر کرد رائے تو زین تن گریز | دگر کس نه بیند مگر تیغ تیز

۵ درین چاره خاقان بسے پی فشرد | میسّر نشد با منش دست برد

چو روزی ترا بود حلوائے من | که یارد که گردد شکرخائے من

هر آن لقمہ کش دور داری ز گاز | ز روزی خوران کی توان داشت باز

چه خوش گفت دانا که دیرینه بود | که کس روزیِ کس نیارد ربود

اگر چند کوشد نگهبانِ باغ | خورد عاقبت میوه گنجشک و زاغ

۱۰ بسا جوزه کز باز بودش خلاص | بمهمانیِ گربه شب گشت خاص

سکندر که هم در نخستین نگاه | تمنّائے دل برده بودش ز راه

برون داد با ماهِ ناکاسته | جوابے بصد پوزش آراسته

که اے نازنین میهمانِ عزیز | ز رُخ میزبانِ دلم گشته تیز

برینگونه کاراست یزدان ترا | چرا دل نه خواهد بصد جان ترا

۱۵ نکوئی و چندین هنر در برت | که یارد خریدن بجز اسکندرت

به کدبانوی در شبستان گرائے | که رائے ترا بنده شد کدخدائے

---

۱ - س۲: گیرنده - ۷ - ق۲: که روزی کسی چون توان داشت باز
۹ - س۱: باشد - ۱۰ - س۱: باشد.

بگفت این و فرمود تا میهمان | شد از بارگه سوی خرگه روان
صراحی طلب کرد و در می نشست | صنم ساقی و شاه ساقی پرست
کسے را که ساقی چنان مه بود | گران مے عنان تا بد ابله بود
چو گردنده شد چند دور شراب | خرد خفت و رغبت در آمد بخواب
۵ صنم غمزه ها را در افسون فگند | طلسم خود از پرده بیرون فگند
بر آهنگ رامش طلب کرد چنگ | بجادوگری در بر آورد تنگ
زهی زد که چون جاے ساز دنگوا | شود زنده بیهوش و مرده بهوش
چو زان نغمه شد شاه را گوش تر | دران بیهشی گشت بیهوش تر
هزار آفریں کرد بر کردگار | که داند بدیں گونه بستن نگار
۱۰ چنان گشت دلدادهٔ آن پری | که می داشت خود را بافسونگری
همه شب بافسونِ آن خوش نوا | همی کرد اندوهِ دل را دوا
چنان دل سوی عیش رامش نمود | که رغبت سوی خوابگاهش نمود
چنان ماند بر روے گل ناشکیب | که یادش نیامد ز خرما و سیب
نصیبش ز چندان بساطِ هوس | نشاطے و نظّارهٔ بود و بس
۱۵ بیا ساقی آن بادهٔ تلخ دام | که شیرینیِ عیش ریزد بجام
بده تا بشیرینی آرم به کار | که تلخی بسے دیدم از روزگار

---

۱۵ - س ا: فام

بیا مطربا برکش آوازِ تر | دماغِ مرا ترکن از سازِ تر

روان کن که خشک ست رودِ رباب | ازان دست چون ابرِ بارانِ آب

در فضیلتِ فرو خوردنِ خارِ خشم که لذتِ کاظمین الغیظ
۵ به کام رساند و ستایشِ حمولات که زبونِ نفس گشته مهار
نشوند و چون ناقهٔ صالح از سنگ نجنبند

زد دولابِ چرخ آن کسان است آب | که آسان بنا زند در خون شتاب

چو دشمن زبون گردد احسان کنند | بقدرت جوانمردیِ جان کنند

۱۰ چو مجرم بخواری شود عذرخواه | برحمت کشند آستین بر گناه

توانا چو پیشِ تو شد ناتوان | مزن گرچه دشمن بود ناتوان

کرم کن چو دستِ تو بالاتر ست | که بخشایش از خشم والاتر ست

بگاهِ گنه غصه را خنده بند | که خود بی گنه ایمن ست از گزند

تو امروز آن کن چو سود آورد | که بپسندی ار بر تو فردا رود

۱۵ بآمرزشِ مجرمان کن شعار | گر امید داری به آمرزگار

ترا چون ز یزدان بزرگی عطاست | بتعجیل رسمِ سیاست خطاست

۱۲- ق۲: زیبا - ۱۶- س۲: کردن

گر اوّل توقف کنی در قصاص | توان کشتن آن را که ندهی خلاص
ولیکن چو قالب پراگنده گشت | نیارد بصد فن تو زنده گشت
چو از هم شد این خاکِ رنگین و چست | نگردد سفالِ شکسته درست
نگه کن که تا مادرِ مهر سنج | بر آن طفلِ خود چند بر دست رنج
۵ که جلادِ خونی بیک تیغِ تیز | برآرد بیک لحظه زو رستخیز
کجا دید قصاب رنجِ شبان | تبرزن چه داند غمِ باغبان
چه باید بود از کس ای کینه ساز | متاعی که دیدن نیاریش باز
چه باید چنان پیکری خواستن | که نتوان از مویی آراستن
درختی که عمری برآید بلند | توان در یکی لحظه از بیخ کند
۱۰ مگو مرد صد کشتم اندر نبرد | یکی زنده کن تا ترا خوانند مرد
چو برخو نداری روا نشتری | مکش تیغ برگردنِ دیگری
نسوزد کسی را تپِ دیگران | مگر پشتِ دستی که ساید بران
بهر جانور زخمِ جانی مزن | چه جانی که خود تا توانی مزن
مکوشش اندران کز تنی خون رود | که جان باز ناید چو بیرون رود
۱۵ بخون ریز خلقی مشو فتنه دوست | ترا نیز خونیست آخر بپوست
برزم آن کسی را شمر گرم خیز | که با همستیزی شود در ستیز

۵ - ق و سس: بشمشیر تیز ۷ - ق ۱: دادن ۸ - ق ۱: کاستن ۱۴ - ق ۲: با همچو شیری شود در ستیز
۱۶ - سس ۲: که با شیر شرزه کند رستخیز

زبون کشته را تیغ و خنجر زدن | بود بر رگِ مرده نشتر زدن
بدنبالِ آهو چه پوئی چو تیر | اگر شیر مردی پیِ شیر گیر
گرِ عزّت از خصم خوارت نمود | چو شد خوار اگر خشم رانی چه سود
عزیزاں که خشمِ ذلیلاں خورند | شتر وار خارِ مغیلاں خورند
۵ اگرچند مکرم بود غصّه سنج | بداں کز فزوں خوردن آید برنج
اگر خنجر آشامد و دور باش | گلوی مشعبد نیابد خراش
چو مرد از هنر هست مطلق عناں | نه ترسد ز بخشایشِ دشمناں
چو مارے به بند آورد مار گیر | نوازد چنیں خونئے را بشیر
تحمّل بهنگامِ صفرا خوش ست | که صفرا بروں ریختن ناخوش ست
۱۰ بلطف آنکهے کوشش کائی بتاب | چو آتش نگیرد چه حاجت به آب
بر آں نیکبختاں هزار آفریں | که از افتادگاں دور دارند کیں
ز رستم فزوں بود سهرابِ گرد | که درمانده را دست در خوں نبرد
ستورے که در حمله پوید فراخ | بر افتاده زخمے نیارد ز شاخ
سگے کت بخوردن در آید شتاب | چو پیشش نشینی نشیند ز تاب
۱۵ ستور و سگے کو زبوں هش بود | به از مردمے کو زبوں کُش بود
بر آں تیغ زن کو بود تیغ گیر | که زالی بود رستمی بر اسیر
چو در بند و زنجیر باشد تنے | زند گردنِ پهلوانے زنے

نه در شیرباں از دلیری بست شور — که با شیر زنجیری آید به زور
اسیرے که در بندت افگنده تر — چو آزاد کردی شود بنده تر
اگر صعوه را گذاری به کام — ازاں به که سیمرغ آری بدام
چو زر بخشی آید همیں حد زیست — به بیں حد بخشیدنِ جاں که چیست

۵ حکایت دو وزیر که یکی آتشِ خشمِ پادشاه را بدم تیز کرد و دیگری به آبِ دهاں فرونشانده

یکے را ز شاهانِ صاحب سریر — قوی دشمنے از دشمناں شد اسیر
به تدبیر گفت آنچه هشیار تر — که دشمن بکشتن سزاوار تر
۱۰ چو دستوری از رائے دستور جست — نه شد رخصتش بر سیاست درست
بر عزمِ دلِ فتنه زائے همه — سخن گفت بر عکسِ رائے همه
که در رسمِ شاهاں باُمید و بیم — قصاصِ عدو رسمے شد قدیم
اگر خسرو ایں حکم دارد روا — بود خسروے چوں دگر خسروا
وگر ز آفتے وارهاند سرے — نباشد ز شاهاں چو او دیگرے
۱۵ خردمند کیں داستاں یاد کرد — ملک از خوں کردن آزاد کرد
بدیں یک سگالش بهنجار کار — هم ایں رسته گشت و هم او رستگار

---

۱۳ - م۱: ۔ ز دام ۔ ۱۴ - س۲: چو تو - ۱۶ - س۱: بهنگام

هزار آفرین بر چنان رهنمون | که پیش بزرگان نکوشد بخون

گرفتنِ سکندر سیمرغِ خاقان را چون مرغِ چینی و شکست افگندن در جناحِ او و صید را در چنگال گرفته سوی دستگاهِ شاهین باز شدن و آن را بحوصلهٔ فراخ فارغ البال گردانیدن و آزاد کردن

۵

خجسته عمل رانِ این کارگاه | چنین پرده بردارد از بارگاه

که اسکندر از بختِ فیروزمند | چو آورد صیدی چنان در کمند

۱۰ بر ویش لبِ عیش پُرخنده داشت | بران زندگانی شبِ زنده داشت

چو زنگیِ شب دید روی سیاه | در آئینهٔ عالم آرای ماه

زد آئینهٔ ماه را بر زمین | بخندید ناگاه صبح از کمین

روان گرد شد تختِ جمشید را | بمنزل رها کرد خورشید را

بجولانگه آمد صف آراسته | بکوشش چو خورشید شد خاسته

۱۵ وزان سوی خاقانِ شوریده مغز | زنا آمدِ فتح در پای لغز

همه شب نیاسوده جانش بتن | ز سودای گم گشتهٔ خویشتن

درین غم که تا کی شب آید بروز | که چون شمع خود را رهاند ز سوز

---

۱۰ ا، س ا :ـ بود

بزد کوس و بر پشتِ مرکب نشست — بصحرای رزم آمد از پویه مست
رسولی فرستاد بر شاهِ زُم — که تنگ آمد از دستت این مرز و بوم
چنین تا بکی صبحدم تا بشام — سپه ور زره بارگی در لگام
دوتا گشت پشتِ هیونان ز بار — فرومانده بازوی مردان ز کار
٥ بخوردن بود سیری از شهد و شیر — خصوصاً که از تیغ و پیکان و تیر
دوتا گشت در کشتِ دهقان گیاه — گریزنده شد کاروانها ز راه
رعیت برون شد ولایت خراب — نه آسودگی ماند کس را نه خواب
زبردست چون سر در آرد بجنگ — سرِ زیردستان در آید بسنگ
چو آشوب شمشیر گیران بود — فرومانده را خانه ویران بود
١٠ بجایی که کوشند پیلان بزور — غبارِ فنا جا بر آید ز مور
دو توسن چو گیرند با هم ستیز — گیا را بود بر زمین رستخیز
تو ای تاجور کامدی در نبرد — بمردی کن این داوری نی برد
به پیکار اگر با منی کینه سنج — سپه را چه بیهوده داری برنج
چو کاری میانِ من و تست بس — چه جوییم فریادِ فریاد رس
١٥ بیا تا بهم دست بیرون کنیم — زره در خوی و تیغ در خون کنیم
بکوشیم تا بخششِ کردگار — کرا بر سر آرد سرانجامِ کار

---

٦ - ق و م: تی - ٨ - دست یارد - ١٣ - س: چون

زما هر دو تن هر که ماند بجای ‌‌‌‌‌‌ بود بر سر رزم و چین کدخدای

چو نزد سکندر رسید این پیام ‌‌‌‌‌‌ دران کامجوئی دلش یافت کام

برون راند چوگانی خاص را ‌‌‌‌‌‌ شتابنده شبرنگ رقّاص را

سوی حرب گه تاخت با ساز جنگ ‌‌‌‌‌‌ بر آنسان که نخچیر جوید پلنگ

۵ میانجی بخاقان خبر گفت باز ‌‌‌‌‌‌ که اینک برزم آمد آن رزم ساز

دلش بود گرچه ز اندیشه پاک ‌‌‌‌‌‌ ازان پیش دستی شد اندیشناک

ولیکن چو خود خوانده بودش به پیش ‌‌‌‌‌‌ چگونه عنان تابد از گفت خویش

روان شد بجولان گری ساخته ‌‌‌‌‌‌ ز رخت بقا خانه پرداخته

چو پیلان جنگی دران لعبگاه ‌‌‌‌‌‌ در آمد به شطرنج بازی دو شاه

۱۰ نخست از کمان ناوک انداختند ‌‌‌‌‌‌ ز یکدیگر آماج گه ساختند

چو بودند هر دو هنرمند و چست ‌‌‌‌‌‌ نیامد بر آماج تیری درست

ز ناوک سوی نیزه بردند دست ‌‌‌‌‌‌ ز هر دو دران نیز موئی نخست

بشمشیر گشتند دست آزمای ‌‌‌‌‌‌ دران هم نشد قالبی زخم سای

دو جنگی بدست آزمای شگرف ‌‌‌‌‌‌ همه زندگانی درین کرده صرف

۱۵ چو کردند چندان که بود از هنر ‌‌‌‌‌‌ نگشتند فیروز بر یکدگر

به نیروی بازوی پولاد لخت ‌‌‌‌‌‌ دوال کمرها گرفتند سخت

۱- س۱: باشد۔ ۵- س۱: جیب۔ ۶- گرچه بودست ۸- س۲: مغان

چو پیلان که خرطوم درهم زنند ‌ ‌ ‌ ‌ به پیچند و خرطوم را خم زنند

تباب و توان درهم آمیختند ‌ ‌ ‌ ‌ قیامت ز یکدیگر انگیختند

بسی دست بازی نمودند سخت ‌ ‌ ‌ ‌ دو جانب بجنبید بیخ درخت

هم آخر قوی دست شد شاهِ روم ‌ ‌ ‌ ‌ زجا در ربودش چو نخلی ز موم

۵ فرس تاخت بازو برافراخته ‌ ‌ ‌ ‌ ز بازو کسی را ستون ساخته

خروشش از صف رومیان شد بابر ‌ ‌ ‌ ‌ ز ترکانِ چینی تهی گشت صبر

درافتاد در قلبِ خاقان شکست ‌ ‌ ‌ ‌ برآورد رومی بتاراج دست

سکندر بفرمود تا بی‌دریغ ‌ ‌ ‌ ‌ سلاح افگنان را نرانند تیغ

به پیمانِ شه زینهاری کنند ‌ ‌ ‌ ‌ بران زینهار استواری کنند

۱۰ وگر کس بمردی برابر شود ‌ ‌ ‌ ‌ نکوشند کز تیغ بی‌سر شود

به نیرنگ و هنجار اسیرش کنند ‌ ‌ ‌ ‌ چو در ناید آماجِ تیرش کنند

چو رایش بدینگونه دمساز گشت ‌ ‌ ‌ ‌ سپه نامزد کرد و خود باز گشت

سرافراز گشته بکارِ جهان ‌ ‌ ‌ ‌ بدام او فگنده شکارِ جهان

بفیروزی آمد سوی بارگاه ‌ ‌ ‌ ‌ بفیروزه‌گون چرخ بر زد کلاه

۱۵ بفرمود تا جامه‌داران براز ‌ ‌ ‌ ‌ فراگندِ مهمان کشادند باز

گرامی یکی جامهٔ شاهوار ‌ ق ‌ که نی پودِ او بود پیدا نه تار

---

۳ - س ل۲: شاخ ۴ - س ۲: به آخر

پس از شستن شخص خورشید تاب ‌‌ — کشیدند بر روی چو برگ گل گلاب

چو گرد سواری ز تن دور شد — تن خاکی آیینه نور شد

ملک دست بگرفت و بالاش خواند — بهم زانوی بر سریرش نشاند

دلش داد و سوگندها خورد چند — که از جان او دور دارد گزند

۵ همه روز با برگ سازندگی — همی کرد مهمان نوازندگی

چو آمد شب تیره مهمان روز — برافروخت مه شمع گیتی فروز

فلک میزبان وار از جیب پر — بدامان مهمان فرو ریخت دُر

بفرمود فرمانده روم و شام — که مهمان کند سوی بستر خرام

جهاندار خاقان بیدار بخت — بخرگاه خواب آمد از اوج تخت

۱۰ بخواب خوش آسوده شد بی هراس — که بودش امان سکندر سپاس

چنین شب بسی خفت و استاد خفت — بامید آزادی آزاد خفت

شب و روز با خسرو مهر توز — ز عشرت ندانست شب را ز روز

سپاه سکندر بر آنسان که خواست — بغارت همی تاخت بر چپ و راست

دران ره که یغما سر قماج بود — سپه تا دو هفته بتاراج بود

۱۵ همه لشکر چینی از بی سری — در آمد بزنهار اسکندری

گروهی خراشیده تیغ و تیر — گروهی بزنجیر خواری اسیر

۲- سل: ز شد ۱۳- همه روز- ۱۳- م ق۲: ز روز

بہ بنگاہِ رومی گراں تا گراں   زمیں شد ز بارِ غنیمت گراں

ز بسیاریِ رخت و اسپ و شتر   دل و دیدۂ مفلساں گشت پُر

کسی کو بخانہ فقاعے نداشت   نہانخانۂ بے متاعے نداشت

زمیں خیز چیں چیزہای غریب   کہ دل را دہد قوت و جاں را نصیب

۵ ز سیفور و دیبا و خز و حریر   ز کافور و عنبر ز مشک و عبیر

گرانمایہ ہاے ز غایت بروں   بدیدار زیبا بقیمت فزوں

زدہ تودہ بر تودہ در ہر وطن   طرائف بخرمن چو اهرمن

نہ سرمایہ چنداں در آمد ببار   کہ دریابد آں را مهندس شمار

جداگانہ گنجینۂ شاہِ چیں   کہ خم شد ازاں بارِ پشتِ زمیں

۱۰ بہ گنجِ سکندر فرو ریختند   دو عالم بیک دیگر آمیختند

چو آہستہ شد لشکر از ترکتاز   کسے را بجنبش نیامد نیاز

سکندر بہ بین روز سے از بامداد   بر اورنگ شد چوں جم و کیقباد

ز فرخندہ رایانِ فرخ بیاں   بر آراست بازے برسم کیاں

ستادند فرماں براں رو برو   بزرگاں کشیدند صف سو بسو

۱۵ خروشِ رقیباں بر آمد بماہ   زمیں سائے شد خسرواں را کلاہ

چو گشت انجمن زانجم آراستہ   فروزندہ شد ماہِ ناکاستہ

۱۵۔ق دسل: نقیباں

طلب کرد خاقانِ آفاق را | گره باز کرد ابروی طاق را
چو آمد بر او رنگ و الاش جست | دو سرو از یکی بیخ شمشاد رُست
بفرمود تا هر چه در رزم کین | غنیمت بدست آمد از شاهِ چین
که همه سوی بارگه آورند | کم و بیش در پیشِ شه آورند
۵ کسی کو کند رشته تابی نهان | رسن در گلویش برند از جهان
چو فرمانِ شه سوی لشکر رسید | غنیمت ز هر جانبی در رسید
ز کالای و از مردم و چارپای | بقدر سه فرسنگ پر گشت جای
چو ظاهر شد اسبابِ چین هر چه بود | اسیرانِ چین را طلب کرد زود
نوازش ز غایت فزون کرد شان | رسن ها ز گردن برون کرد شان
۱۰ بفرمود تا لشکرِ بی قیاس | دهد رخت و کالا بکالا شناس
دویدند جوینده گان تن به تن | طلبگارِ سرمایهٔ خویشتن
ز هر جانب از رخت و کالای خویش | بدست آوریدند کالای خویش
همه چینیان با همه برگ و ساز | بدرگاهِ شه میرسیدند باز
چو شد بر سرِ رختِ خود هر یکی | نشد هیچ ضایع مگر اندکی
۱۵ پژوهنده در پیشِ فرمانِ شاه | شد از خاصهٔ شاهِ چین عذرخواه
متاعی ز هر جنس بیش از شمار | ق | که در دفتر آورد دفترنگار

---

۷ - رسل: جوهر - ۸ - ق و رسل: چو حاضر

بخاصان خاقان اشارت نمود ‌ ‌ ‌ ‌ که بر هم نمط باز جویم زود
دو دیدند فرمان پذیران چو باد ‌ ‌ ‌ ‌ نمط های گم گشته کردند یاد
جداگانه اسباب هر کارگاه ‌ ‌ ‌ ‌ همه باز کردند از بارگاه
زری کان تلف شد بغارتگری ‌ ‌ ‌ ‌ فزودندش از گنج اسکندری
۵ گر افسار از توسنی گشت گم ‌ ‌ ‌ ‌ فرس بود تاوان آن بسته دم
چو زان مردمیهای مردم فریب ‌ ‌ ‌ ‌ رمیده دلان را درآمد شکیب
جهاندار برخاست از جای خود ‌ ‌ ‌ ‌ بتعظیم شد پیش همتای خود
ز مهمان نوازی شمارش گرفت ‌ ‌ ‌ ‌ نوازش کنان در کنارش گرفت
پس آنگه دهن چشمه نوش کرد ‌ ‌ ‌ ‌ ز لعل خودش حلقه در گوش کرد
۱۰ بدو گفت کاین شو لستا جدار ‌ ‌ ‌ ‌ که رام تو شد گردش روزگار
اگر ناگه از دور این سبز طاق ‌ ‌ ‌ ‌ گرفتار شد اختری در محاق
مه و خور که نور پیوست شان ‌ ‌ ‌ ‌ گرفتاری عاقبت هست شان
دگر روشنان کاین چنین جمال ‌ ‌ ‌ ‌ هم ایمن نیند از هبوط و زوال
کسی او در آفاق صورت مبند ‌ ‌ ‌ ‌ که در یابد آسایش بی گزند
۱۵ جفا گر چه بی سیر افلاک نیست ‌ ‌ ‌ ‌ چو من مشتری با تو همت باک نیست
زمانه که داد این چنین پای لغز ‌ ‌ ‌ ‌ درین تعبیه باز دید است نغز

---

۲ - س ۲ : بر نمط - ۷ - س ۱ و ۲ : خویش

که از کین بمهرت ردائی دهد | به اورنگ یابت آشنائی دهد
زمین دور بودی گراین داوری | ترا کی شدی با من این یاوری
بسا کارش و بدشواری ست | چو بینی ز دولت برو یاری ست
کجا باز داند چو شد پای بست | که خواهد ابر دست سلطان نشست
۵ چو بسته شود پیل ترسد زمات | نداند که روغن خورد یا نبات
دورونی که آزردی از بخت خود | بپاداش وا یافتی تخت خود
چو من چین گشادم زابروی کین | مبارک ز سر بادت اقلیم چین
بگفت این و فرمود کاندر پیش | سلب های شاهانه زاندازه بیش
گرانمایه‌هائی که شایان بود | ق سزاوار کشورخدایان بود
۱۰ بیک چشم زد خازن گرم خیز | جهان در جهان کرد گنجینه ریز
چو شد جمع آنچه بایسته بود[1] | روان کرد جائی که شایسته بود
بخاقان یکی تاج زرین سپرد | که خورشید از آن روشنی رشک برد
زگوهر مکلل یکی تخت عاج | بهای وی اقلیم چین را خراج
سزاوار این پایه گنج شگرف | که عمری در اندر خلش گشت صرف
۱۵ نگاور هزار اسپ تازی نژاد | بپای دوان دست برده ز باد

۱- ق: چو شد جمع دید - ۱۱ - س: چو شد جمع گرد آنچه شائسته بود

۱- س: بائسته بود

هزارِ دگر اشترِ سرخ موی	سبق بردهٔ ز اندیشهٔ گرم پوی
غلامانِ رومی و قبچاق و روس	کنیزانِ آراسته چون عروس
ز جنسِ حبش خادمانِ سرای	ملوّن سیاهانِ قیمت فزای
هزاری ز هر نوعِ زیبا و چست	که در حیرتِ آن خرد گشت سست
۵ همه پیشِ فرمانِ دهِ چین کشید	سرش را ز رفعت به پروین کشید
بزرگانِ چین را ز پا تا بفرق	ز خلعت میانِ گهر کرد غرق
جداگانه بر هر گرانمایه	کرم کرد بر قدرِ هر پایه
بفرمود تا پیشبان عشوه و ناز	رود میهمان جانبِ خانه باز
سپهدارِ چین زان نوازندگی	ز سر یافت سرمایهٔ زندگی
۱۰ چنان گشت شرمنده زان احسانِ خاص	کزان بندگی خوش نبودش خلاص
فراوان دران رحمتش بود رنج	چه از بارِ منت چه از بارِ گنج
ز بس کاندران داوری شاد شد	دلش صید گشت ار تن آزاد شد
ز بخشایش و بخششِ بی‌شمار	زبانش ز پوزش نمی‌کرد کار
بصد شرمناکی و خجلت گری	بغلطید بر نطعِ اسکندری
۱۵ نوازنده را معذرت ساز کرد	بشکرِ نوازش زبان باز کرد
سزا باد بر وارثِ ملکِ جم	که ویران کند عالم آباد هم

۱- ق: هزاران

اگر بر دلے داغ داند نهاد — برو مرهمی هم تواند نهاد
به خشم ار بشمشیرے ستاند زکس — به احسانش گنجے دهد باز پس
وگر ملکے از تاجدارے ربود — دو چندانش بخشد بهنگام جود
چو دشمن قوی شد زبون سازدش — دلی چون زبون گردنوازدش
۵ بسا راه زن شیر مردم ربائے — که گم گشتگاں را بود رہنمائے
نباشد چو تو شاه در مهر و کیں — بکوشش چنان و به بخشش چنیں
کجا خسروے جز تو باشد چناں — که کوشد به جاں بخشی دشمناں
دگر شاه را در عدو سوختن — ز تو باید ایں بخشش آموختن
رهی کز تو در بندگی شاد گشت — کنوں بنده تر گشت کآزاد گشت
۱۰ چنانم گلو بستی از طوقِ خاص — که تا روزِ محشر نیابم خلاص
چو بستی بقیدِ عطا گردنم — چه حاجت رسن در گلو کردنم
هر آں مرغ کآسوده گشت از فراغ — دلش را قفس خوشتر آید ز باغ
چو آهوے وحشی ز جو گشت رام — دگر آهواں را در آرد بدام
چو طاؤس را خانه شد بوستاں — دگر یاد نارد ز هندوستاں
۱۵ دگر تو بشاهی نخوانی مرا — یکے بندهٔ خاص دانی مرا
ز بنیاد بر کنده بود اخترم — دگر ره تو کردی نهال از سرم

---

۱۱ - م - بستم ۱۵ - م نگر تا به شاهی نخوانی مرا

درختی نشاندی به نیک اختری — که امید باشد گزان بر خوری

ازین پس من و خون خصمان شاه — گز ایشان به سر مانم و نی کلاه

کسی را که باشد چو من چاکری — بخصمش چه حاجت دگر لشکری

مخالف چو کین آورد شاد باش — حوالت به من کن تو آزاد باش

گرم زندگانی دهد کردگار — کنم روشن اخلاص با شهریار

چو زینگونه خاقان چین عذر خواست — بر آهنگ رفتن عنان کرد راست

بپای سکندر بسی داد بوس — پس آنگه روان گشت با پیل و کوس

بر آمد بفرخندگی ارجمند — گراینده از بخت فیروزمند

ز سر ملک را رایت افراز گشت — سوی دولت آباد چین باز گشت

سکندر بفرمود تا مهتران — ز فرمانروایان و فرمانبران

بتعظیم دیباچهٔ شاهیش — گراینده لختی بهمراهیش

کسی کین کرم دید یا خود شنید — تعجب کنان لب بدندان گزید

چو زان ناحیت حاصل آمد فراغ — شد از مشک چین خلق مشکین دماغ

ستوده جهان داور نیکنام — بنام نکو کرد تخت احترام

تزلزل در اقلیم دیگر فگند — گهی تاج بر بود و گه سر فگند

چو در ملک قادر بود پادشاه — گهی سر زند گاه بخشد کلاه

---

۸ – س ۲: نوازنده – ۱۰ – س ۲: گذاران – ۱۳ – س ۲: خاک چین

چو ابرست فرماندهٔ کامیاب — که بارد گهی آتش و گاه آب

بیا ساقی آن شربت خوشگوار — که زو بزم گردد چو خرّم بهار

بده تا چو در تن در آرد توان — گل زرد من زو شود ارغوان

بیا مطرب اسباب می کن تمام — بدان ارغنون ساز طنبور نام

۵ که گر چون عروسانش در بر نهی — میٔ پر دهد از کدوئی تهی

نصیحت به قوی بازوان که زیردستان را بقوت پنجه نگاه دارند و مجروحی که خونابهٔ او از خستگی بیرون تراود بر جراحت آن از سر لطف مرهم نهند

کسی کو به گیتی بود هوشمند — نیابد ز آسیب گیتی گزند

۱۰ باندیشه بنیاد کاری کند — کز آن خویش را در حصاری کند

به بیغوله در کند جای خویش — که دارد در و پاس کالای خویش

گرش نیست کاری ز پویندگان — گرفتی بر و نیست از خستگان

ولیکن گرش قوّتی اندر دست — بهر نیک و بد عهد شان بر وی ست

چو صد سر ترا ساعتی زیر پاست — بسختی سر خویش گیری خطاست

۱۵ غم دیگران خور چو دستت رهست — غم خویشتن خود خورد هر که هست

۱- س ۲: بیارد - ۱۳- ق ۱: فوج - ۱۵یضاً س س: جمعی

بزرگی کسے را دہد دستگاہ | کہ دارد پناہندہ را پناہ

نہ زاں مایکیاں کمتری در شمار | کہ بر جوزگاں سازد از بر حصار

بزرگاں کہ کہتر نوازی کنند | نہ رسم بزرگی بیازی کنند

سر مرد بہر سری کردن ست | چو نبود سری بار برگردن ست

۵ ولیکن سراں را تواں کرد فرد | کہ باز بردستاں بود پاے مرد

کسے بر سر خلق زیبد امیر | کہ افتادگاں را بود دستگیر

شرف کردن مردم از مردمی ست | وگرنہ ہمہ آدمی آدمی ست

شد از بوے خوش نافۂ مشک دوست | وگرنہ فراواں بود خون و پوست

بہ تنہا نہ باشد کسے سرفراز | سر آں شد کہ باشد رعیت نواز

۱۰ بزرگے کز و خورد بیروں شود | وگر خود فریدوں بود دوں شود

عقابے کہ از بے پری شد زبوں | ستونہ کند لیک ہم بر ستوں

برنگ ار چہ طاؤس باغے بود | گرش دم بریزد کلاغے بود

پلنگے کہ بشکست پایش بسنگ | سرش را برفتن نماند درنگ

پرستارش خدمت کردنی ست | ترا نیز تیمار او خوردنی ست

۱۵ ز سر گرچہ پا زیر بار اندر ست | چو می بنگری بار پا بر سر ست

بود پا بجا تا بود سر بجاے | چو سر نیست پا اندر آید ز جاے

۱- ق: کہ آرد - ایضاً م: پناہندہ را در پناہ ۹- م: شد آں شدہ ۱۰- ق: وگر چوں

مبیں در خر بارِ بسیار او   تو بر گردنِ خواجه‌داں بارِ او

چو پشتِ شتر گردد از کژ فگار   دلِ ساربان را کند خار خار

ز ریشے خرد مهتر آں را پسند   که از کهتراں باز دارد گزند

گر از فتنه یک پائے بی تیشه نیست   چو داور قوی باشد اندیشه نیست

۵ اگر میش در شهرِ گرگاں بود   نرنجد چو زانِ بزرگاں بود

چو سر سبزیِ خواجه باشد بجائے   چه اندیشه از دشمنِ سست پائے

سگے خورد را داں شبانے بزرگ   که بزغاله را وا رهاند ز گرگ

جهانداری آں را مسلّم بود   کزو رخنهٔ فتنه محکم بود

بهنگامِ فتنه مکن بے غمی   که باشد سرانجامِ او درهمی

۱۰ چراغے که در خرمنے بر کنی   بکش ورنه خرمن در آں سر کنی

چو سیلابِ تند آید از برزنے   ز سوراخِ مورے کند روزنے

بغوغاؤ شورِ ابلهاں خوش بود   ولے کارداناں مشوّش بود

دُهل کارش نوبتی در نفیر   بود شادیِ کودک و رنجِ پیر

مکن تکیه بر خاطرِ هوشمند   که زیرک تر از تست چرخِ بلند

۱۵ بود پاسباں گرچه بیدار تر   همه حال از دزد هُشیار تر

ز جورِ جهاں گر توئی تنگ خوے   جهاں کارِ خود کے گذارد بگوے

۳۔ س۱: کنند۔ ۷۔ س۲: بزغاله ها را

غنی کو بغارت بہ بند د میاں   دراں ضعفِ خویش بیند زیاں
بد اندیش کو با تو بد میکند   زیانت زپئے سودِ خود میکند
کہ یور ز باغ ار بدزدد ترنج   زبے تابیش مرده باید بہ گنج
کہن گرگ ناشاد از خونِ میش   بود بیگماں تشنۂ خونِ خویش
چناں باید اندر جہاں زیستن   کہ از فتنہ ایمن تواں زیستن
اگر بر سرِ کہتراں سروری   حمایت قوی دار تا برخوری
چو خوش خسپد اندر پناہت کسے   بداں خواب تو نیز خسپی بسے
دگر کہتری در پناہے گریز   کہ ہنگامِ خفتن نگوید کہ خیز
ز دہرِ زبوں گیر چوں آگہی   رہانندۂ جوئے تا وارہی

حکایت فریاد کردنِ اشترِ دہاں بستہ و بفریاد رسیدنِ موش بسرِ وقتِ او

شترگرد اشترے راہنگام گشت   نگہ کرد موشے بہ پہنائے دشت
بدو گفت کاے رہروِ بردبار   رسن چیست کن چوں گسستی مہار
کمیں ہاست اینجا بسے زآسماں   ازآنِ کسے شو کہ یابی اماں
شتر بانگ بر زد کہ خاموش کن   بمقدارِ خود گفت باید سخن
وجودِ تو زینگونہ خورد و حقیر   مشو با بزرگے چو من خرده گیر

شتر چون نکرد آن نصیحت بگوش | دکان بست موشِ نصیحت فروش

بسوراخ رفت این غبار افگنان | شد او سوے دیگر مهار افگنان

بهر شاخ خارے که شد سرفراز | بلا راهی داد رشتهٔ دراز

همی گشت شاخ افگن و خارکن | که پیچیده گشتش بشاخے رسن

۵ دو روز و دو شب ماند بیهوش و تاب | اجل را همی دید هردم بخواب

چو دل را از زبونی برپیش آمدش | نصیحت گرِ رفته پیش آمدش

بدو گفت چونی و زانِ که | بدین چاشنی میهمانِ که

شتر گفت دریاب کانِ تو ام | بنزلِ کرم میهمانِ تو ام

به ار بندهٔ خویش خوانی مرا | ازین بندگی وارهانی مرا

۱۰ چو عجزِ خیاں دید چاره سگال | بعاجز رهائی بُریدش دوال

درین ره که در سر کلاهے ترست | پناهندهٔ بے پناهے ترست

عزیمت کردنِ سکندر سوے دولاخ یاجوج و ماجوج و بعض را به تیغ کوه شگاف در غار کشتن و درآن رخنه بلا را از آهنِ گران سنگ و خشتِ پولاد بستن

۱۵

گزارش گرِ نقشِ دیرینه ساز | چنان بند داین پرنیان اطراز

---

۴ - س: بخارے ۹ - ق: کے - ۱۶ - ق م س: نقش

که چون چهره شد کارفرمای دم | بمشرق درون بر بسے مرز بوم
ازان دل که دولت سگال آمدش | عزیمت بسوے شمال آمدش
گرفت آن طرف نیز یکسر بزور | بدریاے خزران درافگند شور
ز طاعات بالانیان تاج داد | سر روسیان را بتاراج داد
۵ چو بر عرصهٔ روشنی دست یافت | بتاریکی آب حیوان شتافت
چو زان چشمهٔ عمر لب تشنه ماند | جنیبت ز ظلمات بیرون جهاند
سوے چشمه از روشنی کرد روی | به بے آبی از خویشتن دست شوی
سخنگوے پیشینهٔ جادوے پیش | که جادوگری کرد ز اندازه بیش
بشرحیکه بست این ورق را طراز | ازین بیش بیرون نیفگند راز
۱۰ چو زین نکته راهِ معانی کشاد | نم از چشمهٔ زندگانی کشاد
ازان چشمه بر ماسیاهی گزاشت | گهر بستد و گوشِ ماهی گزاشت
چو نگزاشت او مے بشیشه درون | من از شیشه شوییم چه آید برون
چو تاراج شد زلّه بر خوانِ میر | من از ریزه چینی ندارم گزیر
چو دهقان کند خرمن از دانه پاک | بود عاقبت قوتِ موران بخاک
۱۵ گل از بوستان باده نوشان برند | خس و خار هیزم فروشان برند
چو آمد جهاندار دریا درون | ز تاریکی آبِ حیوان برون

---

۹ - ق ا: نگار - ایضاً - ق ا: بار ۱۰ - س ا: زین گونه

دران ره که نطعی نه هموار داشت — سپه از روش رنج بسیار داشت

ز کوه و در و بیشهٔ سنگلاخ — سم بادپایان شده شاخ شاخ

علف را چنان بر عدم شد برات — که نایاب شد نان چو آب حیات

فراخی ز مطبخ برون برد رنگ — ز تنگی دل همگنان گشت تنگ

٥ کسی را که صد گنج و دینار بود — شکم خالی و دل گرانبار بود

بجایی که باید شکم کرد پر — یکی دانه جو به ز انبار دُر

توانگر که باشش جهانی بود — چو بینیش محتاج نانی بود

چو بی توشگی در تن آرد شکست — توانا تری را کند زیر دست

اگر آدمی پادشا یا رهی ست — دلش پژمردان گر تهیگه تهی ست

١٠ بمجلس می و میوه خالی بود — قدح بشکن ار شیشه خالی بود

دل شاه رنج از همه بیش داشت — که بار همه بر دل خویش داشت

از ان غم که کارش بسختی فتاد — رهانندهٔ خویش را کرد یاد

شبی شد ز همصحبتان گوشه گیر — به پوزش گری پیش پوزش پذیر

بخواهش نظر سوی بخشنده داشت — شب بندگی را بجان زنده داشت

١٥ چو با منعم خود بسی راز گفت — سروشی پدیدار گشت از نهفت

سکندر نشسته چو بی توشه — که دادش ز انگور نو خوشه

---

١٠ - ق :- کاسه

بدو گفت کآزاد باش از گزند | که بر دشت دولت زنی کارِ تو بند
ز بارانِ اشکی که چشمت گشاد | بری داد زینگونه شاخِ مراد
نهادی چو در چشمهٔ عمر روی | شدی آب نادیده زو دست شوی
بسی رنج دیدی به پویندگی | بسی حیله کردی به جویندگی
۵ خدایی که در کارگاهِ مراد | نگر دست رنجِ کسی را بباد
چو بر قسمت رزق پروانه داد | بپاداش آن آیت این دانه داد
گرت چاشنی بخشد این سلسبیل | کنی چشمهٔ زندگانی سبیل
یکی خضر زان چشمه شد زنده نام | تو زین عالمی زنده گردان تمام
همه عمر این توشه یاری رس است | ترا و همه لشکرت را بس است
۱۰ صلا ده برین میوه هر جا که هست | که هم نقل و هم باده داری بدست
درونِ تن این تحفهٔ جان نواز | بود تا بیک سال مهمان نواز
نه از خوردنش باشد این دانه فرد | نه سالی خورش جوید آن کس که خورد
تنومند را تازه گردد روان | توانا شود مردمِ ناتوان
ولی چون سپه یافت خورسندیی | درآید بدلها تنومندیی
۱۵ چنانست فرمانِ یزدانِ پاک | که ساکن نمانی درین تیره خاک
ازین جا بجنبی چو دریای آب | سوی کوهِ یاجوج رانی شتاب

۳ - ناخورد - ایضاً ق: نادیده و دست شو - ۵ - س۲: ندادست

جهاندار ازان روز نیبی بتیام — بسے گفت وزی رسان اسپام

چو خورشید رخشنده بنمود تاج — برآمد چو خورشید بر تخت عاج

برآئین اسکندری داد بار — برافگنده پرده ز در پرده دار

بفرمود تا مردم از خاص و عام — ز لشکر کند سوے خرگه خرام

۵ نوائے نوازش بصحرا رسید — طلبگار گوهر بدریا رسید

بدرگاه راند آدمی فوج فوج — سپاهے چو دریا درآمد بموج

زمین زان نویدے که خوش کرد گوش — چو صحرائے محشر درآمد بجوش

کسے کامد از پیر و برنا و خورد — بدست خودش دانه می سپرد

بدان دانه خلق شکم سوخته — شتابان چو گنجشک آموخته

۱۰ کسے را که نوبت رسیدے فراز — ربودے ز مخدوم کهتر نواز

بدر ویزه نفس دوزخ سرشت — سپردے بدوزخ نشان بهشت

ز پژمردگی زنده گشتے تنش — چو شمعے که افزون کند روغنش

جهاندار تا هفت روز تمام — بدان دانه آورد دلها بدام

سپه را که در ناله دوا بود — شکم پر شد و خوش بر جاے بود

۱۵ چو لشکر همه سیر گشت از خورش — گرفتا ز غذا سینها پرورش

ز آرامش معده دلشاد گشت — ز دام شکم گردن آزاد گشت

۴- س ۲: صحرا ۵- س ۱: نداے ۱۲- س: زنده کند.

شہ مہرباں طبع ۔ پاکیزہ خوے	بہ تیمارِ درماندگاں کرد روے
بفرمود تا مردم و چارپاے	کہ از ماندگی ماندہ باشد بجاے
خراماں و آہستہ زیں مرز و بوم	گرایند منزل بمنزل بروم
خود از کوچگہ کرّہ بیروں جہاند	جریدہ سوے کوہِ یاجوج راند
۵ بدشت و بیابان و کوہ و درہ	بہنجار می شد سپہ یک سرہ
دراں رہ کہ شد نرخ صد جاں پشیز	خضر پیشرو بود و الیاس نیز
پس از چار ماہہ گزندِ سفر	کشیدند در کوہِ یاجوج سر
چہ بینند محنت ستانے درشت	کہ بینندہ را زو دو تا گشت پشت
زمینے ز دوزخ عنا انگیز تر	گلش خار و خار از سناں تیز تر
۱۰ علم بردہ کوہ بر اوجِ میغ	ز ابرِ سیہ آب دادہ بہ تیغ
سر اندازد از تیغ گاہِ ستیز	کلہ می ربود از سر آں تیغ تیز
ہر کوہ و غارے چو دریاے ژرف	بہر غار در اژدہاے شگرف
چناں خاک دانِ عفونت سرشت	شد از موکبِ خسروے چوں بہشت
چو شاہ اندراں وادی پے فشرد	علم بر درِ غارِ یاجوج برد
۱۵ بفرمود تا خیمہ ہر گروہ	بدوزند دامن بدامانِ کوہ
برآورد دہلیز و برزد سریر	از انجا بقدرِ دو پرتابِ تیر

۷۔ س ۲: کوچ ۸۔ س ۱: چہ دیدند ۱۳۔ س وق ۱: عقوبت

خبر شد باقصاے آں مرز و بوم　　　که بگذشت بر کوه دریای روم

نواحی نشیں مردمِ آں دیار　ق　　که بودند پنهاں بهر کنج و غار

زیاجوجِ وحشی بجاں آمده　　　زبیدادِ شاں در فغاں آمده

چو دیدند کامد پدید از نوی　　　ستم دیده را داد بخشے قوی

۵　ازاں گوشہ گیری بره آمدند　　　تظلم کناں پیشِ شہ آمدند

بفریاد گفتند کاے دستگیر　　　زبیدادِ یاجوجِ ظالم نفیر

بروں می گرایند ازیں تنگنائے　　　بہ تندی چو گرگانِ مردم ربائے

بچنگالِ شاں هرچه افتد کم ست　　　اگر چارپا یست وگر مردم ست

کہ یازد کہ شاں رہ اکند رخنہ سخت　　　جز اقبالِ فرماندهِ تاج و تخت

۱۰　مگر بختِ بیدارت آرد شتاب　　　کہ آں فتنہ را چشم بندد بخواب

چنیں کار نبود بہ بازوے کس　　　جز اندازهٔ بازوے تست و بس

بہ سیماے تست ایں سعادت پدید　　　کہ سدے بر ایں در توانی کشید

بسے زیں نمط بازی انگیختند　　　سرشکے بزاری فرو ریختند

زبس زار نالیدنِ آں گروه　　　ببانگِ صدا نالہ می کرد کوه

۱۵　دل آزرده شد خسروِ روم را　　　نوازش بسے کرد مظلوم را

باُمیدشاں کرد چوں تندرست　　　خبرہاے آں وحشیاں باز جست

۱- س۲: ازاں کوه　۱۰- چشم بندی - ۱۶- ق دس: باُمید چوں کرد شاں تندرست ایضاً- م: دل درست

که چونند و چندست مقدارشان — چه ره دارد اندیشهٔ کارشان
شناسندهٔ راز آن کارگاه — جبین سود بر فرشِ بارگاه
چو برداشت سر زان سرافگندگی — سخن گفت بر قدر دانندگی
که گیتی پناها جهاندار باش — شب و روز چون بخت بیدار باش
۵ جهان در پناهِ تو آسوده باد — بداندیش ز اندیشه فرسوده باد
چراغِ جهان را ز روی تو نور — دمِ سردِ خصم از چراغِ تو دور
ازان دیوخویان چه رانم سخن — که دیوانه گردد سپهرِ کهن
گروهی بهر سو چو دیوان بگشت — گره برد در تنگ غولانِ دشت
فزون از شمردن گروها گروه — چو ریگِ بیابان و خاشاکِ کوه
۱۰ مثل گر بدریا کنند آبخورد — بیکدم ز دریا برآرند گرد
بهر سو که در پیش گیرند راه — نه گل ماند اندر زمین نی گیاه
بکوتاه چشمی سگ جیفه جوی — بگوشِ دراز از خران برده گوی
نه شرمی و نی بینشِ دل نواز — دران چشم کوتاه و گوشِ دراز
تهِ پا چو دامن فروهشته گوش — نه زان دامنی کو بود عیب پوش
۱۵ بهنگامِ خفتن بخسپند سیر — یکی گوش بالا و دیگر بزیر

---

۱ - ق۱: - چونند - ایضاً س۱: - چونست - ۲ - برفرشِ آن
۱۴ - س۱: - به آواز دارند چون خر خروش
۱۵ - س۲: - یکے گوش زیر

قباشان کمان بست و جوشن همان — حریر سر و حلهٔ تن همان

شکن بر شکن چین ابروی شان — کشان ریش تا زیر زانوی شان

گلیمی ز موی خشن بر وجود — مژه زرد و رو سرخ و دیده کبود

برون آمده پشت شان چون گراز — شکم پهن و پا خرد و ناخن دراز

۵ برهنه بیکدیگر آیند گرم — ز فرزند و مادر ندارند شرم

ز بی دانشی همچو خرس و خروس — بخواهر زنی گشته مادر عروس

بشهوت شب و روز با هم بکار — نمیرد یکی تا نزاید هزار

دران کوهِ بی میوه و جای شوم — که در وی همایون توان گفت بوم

نباشد چو چیزی دگر قوتِ شان — بود بهترین طعمه خر قوت شان

۱۰ شهِ کاردان کاں حکایت شنید — عجب ماند لب را بدندان گزید

هوس گرم شد طبعِ جوشیده را — که بیند تماشای پوشیده را

ز لشکر گزین کرد مردِ هزار — شتابنده چون باد در وقتِ کار

ز گوران سبق برده هنگامِ گشت — گرفته به تنگ آهوان را ز دشت

ز گرمی جهنده برابر چو برق — ز سر تا به پا زیرِ فولاد غرق

۱۵ به پیکانِ چون موی خارا شگاف — ندیده کسی پشتِ شان در مصاف

۱- بر- ۳- سس: - گلیمی ز سر موی کشن بر وجود + مژه سرخ، رخ زرد و دیده کبود

۸- سس ۲: - همانرا توان.

۱۴- ق و سس ۲: - قدم

چو شیرِ درنده بشمشیر و تیر — بمردی و مردافگنی بی‌نظیر
بفرمود تا هر سر همه یک سره — کمین ساختند از درونِ دره
بهر گوشهٔ غار پنهان شدند — بران فتنها فتنهٔ جان شدند
چو بکرِ فلک در عماری نشست — شبِ تیره در پرده‌داری نشست
۵ عروسانِ شب زیور آراستند — فلک را بگوهر بر آراستند
فلک پرده زان لعبتان باز کرد — جهانبازیِ لعبت آغاز کرد
رسیدند بازی کنان فوج فوج — زد از دیو مردم همه دشت موج
چو طفلانِ مهتاب بازی کنان — لب از آبِ بینی نمازی کنان
نشستند در زیر هر خاربن — بهم انجمن انجمن در سخن
۱۰ چو دیدند نخچیر سازان زراه — که نخچیر بیرون زد از صیدگاه
کمانها کشیده بر آهنگِ کین — چو شیران برون تاختند از کمین
دران وحشِ صحرا در آمیختند — گرفتند و کشتند و خون ریختند
بکشتند چندے بشمشیر و تیر — دگر زنده کردند لختے اسیر
زچنگالِ آن قومِ بیباک نیز — فرو شد فراوان جوانِ عزیز
۱۵ سراسیمه شد مرد از آن بدرگان — چو شیرے که افتد میانِ سگان
بر آنگونه کشتند پولاد را — که سنگینِ پولاد بنیاد را

---

۱ - س ۲: - مردانگی - ۸ - س ۱: - بمهتاب ۱۵ - س ۱: - گشتند.

بدندان ہمہ حلقہاے زرہ | بُریدند یک یک گرہ بر گرہ
ہمہ شب ہزبران جنگی بپاے | دران قلعہ بودند دست آزماے
چو گلہاے سیارگان بُرد باد | پُر از سبزہ گشت این ہمایون سواد
درخشندہ شد چشمۂ آفتاب | زہر سوے قلعہ بر آمد زخواب
۵ ز زنبورکِ مردِ کامل بزور | بزنبور خانہ در افتاد شور
بجوشش آمدند آن سگان صد ہزار | چو موران ز سوراخ ماران ز غار
برغبت شتابندہ سوے ہلاک | نہ از دشنہ ترس و نہ از نیزہ باک
روان سوے شمشیر و خنجر بہ لاغ | چو پروانۂ کو زند بر چراغ
بہر حملہ صد دشت انگیختند | بہر مرد صد تن در آویختند
۱۰ یلانے کہ رستم نشان آمدند | ازان دیو بازی بجان آمدند
بانداز زورِ بازوے مرد | نمودند با دیو مردم نبرد
ولیکن چو موجِ بلا بود سخت | بسیلاب طوفان در افتاد رخت
یکے تن کہ در پیشِ صد تن شود | اگر خود تہمتن بود زن شود
بسا بچۂ شیر بر روے خاک | کہ گردد ز غوغاے موران ہلاک
۱۵ ز چندان نبرد آزماے سرہ | چہل تن بروں آمدند از درہ
دگر حملہ خفتند بر نطعِ جنگ | ز آسیبِ دندان و آزار چنگ

۷- تیغ ۸- س ا: ب رواں

زپولاد پوشانِ خنجر گزار — درِ رخنہ را گشت زآہن حصار
گروہے کزاں دربروں تاختند — سرِ خویش در دستِ خود باختند
زبس تیغ راندن چو آبِ روال — فرو ماند بازوے مرد از توال
زخوں غرق شد گرچہ کہسار و دشت — ز دریاے شاں قطرہ کم نہ گشت
۵ زبوں گشت شہ اندراں داوری — باندیشہ جست از خرد یاوری
در آئینہ راے بسیار دید — نشد صورتِ چارہ بر رو پدید
بہ آخر براں یافت خاطر قرار — کہ رخنہ بہ آتش کنند استوار
بفرمود تا در گزرگاہِ تنگ — رہ از چوب کردند محکم چو سنگ
برافروختند آتشے تا سپہر — کہ از دودِ آں تیرہ شد ماہ و مہر
۱۰ رقیباں نشاندند تا صبح و شام — فروزندہ دارند آتش مدام
ہمہ مردم و چارپا و سپاہ — بماندند ازاں آتش اندر پناہ
چو دروازۂ فتنہ شد ناپدید — درِ چارہ را یافت دولت کلید
جہاں بادشاہ بر سریرِ کیاں — برآمد بآئینِ فرخ پیاں
بزرگانِ درگاہ را بار داد — پناہندہ را رونقِ کار داد
۱۵ اسیرانِ یاجوج را جست پیش — بدیدن ہوس کرد زاندازہ بیش
و دیدند جمعے زنظارہ گاں — طلبگارِ آں آدمی خوارگاں

۱۔ بست ۔ ۲۔ بردست ۔ ایضاً ۔ ق۲: ۔ خون ۔ ۱۵۔ س۱: ۔ خواند

رسن بسته بر شاه بردندشان　　بخاصانِ درگه سپردندشان

سکندر ز نظارهٔ آن خیال　　بحیرت همی شد ز حالی بحال

بفرمود کز مطبخ آرند خورد　　ز بریانِ سرخ و ز حلوای زرد

فراوان فشاندند از آن جمله چیز　　بدلداریِ میهمانِ عزیز

۵ چو آماده شد نزلِ مهمان تمام　　دلِ میهمانان درآمد بدام

نمودند ز انسان بخوردن شتاب　　که آتش بخاشاک و تشنه به آب

نه چون سگ بخوردن ادب پیشهٔ　　نه زان بستگی در دل اندیشهٔ

گه این روی آن را بناخن درید　　گه او پشت این را بدندان گزید

چنان خوانچهٔ پُر ز چشمِ تهی　　بخوردند چون چشم بر هم نهی

۱۰ بران گونه دندان زدند از نوال　　کز آن آسیا آرد گشت استخوان

در آئینِ شان خلق نظارگی　　بحیرت فرو ماند یکبارگی

چو نان خورده شد شاهِ مهمان نواز　　بریحان همی گشت شان جان نواز

بفرمود تا همچو گرداب ژرف　　نهادند پُر مے تغاری شگرف

بدان آب کاتش برآرد ز مغز　　نمودند رغبت حریفانِ نغز

۱۵ چنان درکشیدند بیباک و شرم　　که بارانِ باریک ریگِ گرم

چو در مغزشان باده در کار گشت　　ز سر فتنهٔ خفته بیدار گشت

۲- م۱:- آن جمال

ازاں بوم خوئی فرود آمدند | چو زاغ و زغن در سرود آمدند
نشستند باہم بگفت و شنید | زبانہا درِ خندہا را کلید
زمے ہر کلاغے شدہ بلبلے | فگندہ دراں بوستاں غلغلے
ملک با دلِ حکمت اندوختہ | دراں تنگ چشماں نظر دوختہ
۵ بدشمن گراں گونہ بیچارہ بود | ہمہ روز مشغولِ نظّارہ بود
چو در سدِّ اسکندری رفت مہر | بہ یاجوج بازی در آمد سپہر
فروزندہ شد ماہِ ناکاستہ | چو اسکندرے موکب آراستہ
ہمہ شب ملک شیشۂ می بچنگ | ہمہ ریخت گوہر بہ آوازِ چنگ
بہر جرعہ گنجینۂ مے فشاند | غبارے ز ہر سینۂ مے نشاند
۱۰ نوائے چکاوک زِ رود و رباب | ہمی کرد خوں در رگِ زہرہ آب
کرشمہ کناں ساقیِ نیم مست | بہ خونریزِ مستاں پیالہ بدست
چو می داد ساغر نشینندہ را | دل از دست می برد بینندہ را
ندیمانِ خوش طبع بیدار مغز | غزل خواں شدہ بر نمط ہای نغز
ازاں بلبلانِ خوش و نغز گوے | شدہ بزم چوں بوستاں تازہ روے
۱۵ زبس شمع کاں عالم افروز بود | شبِ تیرہ روشن تر از روز بود
چو اسپِ سحر زیں شدہ ہفت توش | برآورد پولادِ رخشاں بدوش
بکھتر جہاندار فیروزمند | بر اورنگِ شاہی برآمد بلند

---

۱۶ - ن: چو دشتِ سحر زیں شدہ ہفت جوش

عنان داده دل را به نیک اختری | باندیشهٔ سدّ اسکندری
بفرزانه فرمود کز هر دیار | مهیّا کند جملهٔ اسباب کار
ارسطوی دانا فرو ریخت گنج | بدین داوری گشت سرمایه سنج
بهای متاعی که بایست بود | بدامانِ جوینده دادند زود
۵ دویدند جویندگان سو بسوی | ز هرِ مس و آهن و سرب و روی
مسی گر بخروارِ زر یافتند | خریدند چندان که در یافتند
نه آهن که آهن اگر بود ریم | چو آبِ روان می فشاندند سیم
دگر جای از روی باز آهنی | ق شنیدند کانی و یا معدنی
چو آهن فشردند در سنگ پای | ربودند چون سنگِ آهن ربای
۱۰ ز بهرِ اساسِ بدانگونه سخت | کشیدند شش مه بدرگاه رخت
چو سازِ عمارت شد آراسته | ز دلها شد آن بار برخاسته
نشستند پولادکارانِ ردم | که پولاد بر دستِشان گشت موم
ز نالیدنِ پتک کر گشت گوش | ز سندان بعیوق بر شد خروش
دمی کو دمِ کوره را گرم کرد | نه آهن که الماس را نرم کرد
۱۵ بفارغ دلی جابجا تن زدند | همه روز و شب خشتِ آهن زدند
چو در کوره ها پخته شد کارِ خشت | جهان سکّهٔ گل بر آهن نبشت

---

۴ - س ا :- بها را - ۱۰ - ق و س ا :- ز بهرِ اساسی - ۱۲ - س :- بود ۱۳ - ق ا :- بیل

خداوند فرمان بعزم درست ‏— به بنیاد سنجی میان کرد چست

سپه جست حشری بانبوه کرد ‏— عزیمت بدروازهٔ کوه کرد

پس و پیش در کوشش آمد گروه ‏— چپ و راست در کاوش افتاد کوه

چنان تیشه زد مرد پولاد چنگ ‏— که آتش برون آمد از ناف سنگ

۵ ز بس کاهش سنگ را تاب و او ‏— ز تحت الثری تیشه را آب و او

ز کاویدن سنگها در شتاب ‏— نخست آتش آمد برون آنگه آب

ز گرمی سنگ آتشی بود تیز ‏— شتابان تر از آب در آب خیز

چو آتش چنان دید پولاد را ‏— که در آب حل کرد بنیاد را

بفرمود کآهن در آتش نهند ‏— چو پولاد کز آتش آتش دهند

۱۰ اساسی کز انسان به تمکین کنند ‏— بران خشت پولاد سنگین کنند

رسیدند بنیاد سنجان چو باد ‏— اساسی نهادند محکم نهاد

بهر رشته فرشی که انگیختند ‏— بر و رشته حل کرده می ریختند

ز سنگی که در عرض و در طول بود ‏— بجای گلش روی مجلول بود

تباش از کم و بیش طرزی نداشت ‏— چو پولاد یک تخت و رزی نداشت

۱۵ نمانی به بیغوله آن اساس ‏— دری برکشیدند عالی قیاس

گزی شصت در پنج از فرش ساز ‏— صد و پنجه اندر درازا دراز

۲- م: سپه جمعیت - ۱۱- ق: پولاد

یکی قفلِ شش پہلو انگیختند | بزنجیر دہ گز درآویختند
گزی ہشت کردہ کلیدش پدید | سہ گز چار دندان ہاے کلید
ہر آں طول و عرضے کہ در کار بود | باندازۂ خود گراں بار بود
چو سدِ سکندر شد آراستہ | شد آشوبِ خصم از میاں خاستہ
۵ سکندر ز توفیقِ کارے چناں | ق | کہ برخاست از سینہ بارے چناں
دو روز و دو شب روے بر خاک سود | خداوندِ خود را پرستش نمود
سیوم روز کاسکندرِ صبح گاہ | ق | برآورد بر اوجِ گردوں کلاہ
جہاندار بر تختِ زربار داد | بکوشندگاں گنج بسیار داد
کسانیکہ از بازوے چارہ سنج | ق | بہ بنیاد سنجی کشیدند رنج
۱۰ نمود از درِ برگ سازندگی | بمقدارِ ہر کس نوازندگی
چو پاداشِ رنج کساں دادہ شد | بقدرِ عمل قیمت آمادہ شد
ز گردن فرازانِ لشکر سری | نشاند اندراں عرصہ بالشکری
کہ مردِ بیش آں کشوراں را سپرد | کہ نایدا بر فتنہ را دست برد
بضبط آورد کشور از طوق و باج | ز کشور نشیناں ستاند خراج
۱۵ عمارت کند حملہ و یرانہا | ز دہقاں بکشت افگند دانہا
شب و روز دربانیِ سد کند | پیکے سد بہ نیروے خود صد کند

---

۴ - س ۲ : - خلق از جہاں - ۱۴ - س ۱ : - تخت و تاج - ۱۶ - س ۲ : - یکے را

کند نام زد مردم از روم و روس | که کوبند بر در شب و روز کوس
بغلغل در آرند کوس و درای | جهان کر کنند از دم کره نای
بدان تا دران حصن بی فتح باب | رود فتنه زان نغمهٔ خوش بخواب
چو دانند کانجاست خیل و سپاه | هراسنده باشند ازان کارگاه
۵ چو زان کارشه را دل آسوده گشت | همان فتنهٔ بوده نابوده گشت
علم را سوی روم پرواز داد | فرس را بر فتن عنان باز داد
بیا ساقی آن بادهٔ چون عقیق | که هم کوثرش نام شد هم رحیق
فرو ریز تا چون بهشتی شود | خراباتی از وی بهشتی شود
بیا مطرب آن چاشنی بخش روح | که هم صبح ازو خوش شود هم صبوح
۱۰ فرو گوی و مجلس پر آوازه کن | دل و جانِ میخوارگان تازه کن

در نصیحتِ گره کنندگانِ دینار و درم که چون زخم تیرِ چرخ بخطا می بینند این بلا و آفات را بدست خود سپری کنند و دل را گره سیم نه بندند بلکه این مس قلب را ۱۵ در دل گره زنند که هیچ سره قلب را گره نه بندد

زهی بختِ بیدارِ آن نیک بخت | که ندهد بدزدان درین خانه رخت

---

۵ - م: - چنان

مزاجِ جهان را که با کس نساخت — شناسد بد انسان که باید شناخت
چو دریابد از راهِ دانندگی — که هیچ ست سرمایهٔ زندگی
فراهم کند محرمِ چند را — گزارد بشادی دمِ چند را
خورد نقد خود با دمِ نای و کوس — بافسوس خواران گزارد فسوس
۵ گزان پس که شد خوابگه در مغاک — بجز خاک خوردی نه باشد بخاک
بیا تا بشادی و فرخندگی — بر آریم با هم دمِ زندگی
بهم صحبتان دوستگانی دهیم — نشینیم و دادِ جوانی دهیم
اگر باز کاویم بنیاد را — بنا بر غم ست آدمی زاد را
چو غم را کرانه پدیدار نیست — به از شاد بودن دگر کار نیست
۱۰ کسانیکه رخت از جهان برده اند — همه در غمِ زیستن مرده اند
که و مه طلبگار غم زند و بس — کسے را بمردن نباید هوس
تقارا چو تنگ ست جای درنگ — چه داریم دل را به بیهوده تنگ
یک امروز در خوشدلی دم نهیم — غمِ دی و فردا بیک سو نهیم
دل امروز دربندِ فردا مهان — مگر تا لفِ فردا نیابی امان
۱۵ بعمری که نقد ست از غم تهی ست — غمِ عمرِ نسیه خوری ابلهی ست
چو خواهی غم و شاد مانی گذاشت — جهان خوش گزار ار توانی گذاشت

۱۴- س: - بهان

بهی تازه گردان دلِ ریش را | رها کن حسابِ کم و بیش را
متاعی که ده روز مهمانِ تست | بخور کانچه خوردی همان آنِ تست
درم در جهان بهرِ خوش خوردن است | نه از بهرِ زیرِ زمین کردن است
زری را که در گور کردی بزر | چو گورت کند سر برآرد ز گور
۵ نه بهتر ز تست آن گلِ رونمای | که او ماند و تو نمانی بجای
گره گر تهی گشت بد خو مباش | سفالِ درستی در جهان گو مباش
کسی بر سفالی چه نالان بود | که بازیچهٔ خردسالان بود
دو دستی کزو ده دل است آدمی | بده تا پدید آیدت خرمی
درم چون توان داشت در دل نگاه | که گر مشت بندی شود کف سیاه
۱۰ درین روضه تخمِ عمل بیش کن | کشاورزیِ دانهٔ خویش کن
بدل دانهٔ حرص چندان مکار | که آخر پشیمانی آرد ببار
خود از بهرِ خود ده گرت هست چیز | که ندهد کسی بهرِ تو یک پشیز
ستاننده هر جای بینی بسی | رساننده دشوار یابی کسی
جوانمرد از آن قبلهٔ دلخوش است | که چیدن خوش و ریختن مشکل است
۱۵ خسان ذره ذره بیکجا نهند | کسان توده توده بیغما دهند
بهم کردنِ تار جولاه راست | چو دیبا شود بخششِ شاه راست
برد کشتبان خوشه خود بداس | دهد تنگ تنگ آسیابان به آس

خزینه بماند و ختن خاص نیست
که دُر در خورِ گوشِ غوّاص نیست

بمنعم نداد است روزی رسان[۱]
مگر بهرِ آسایشِ مفلسان

درختے که دُور افگند برگ و شاخ
کند سایه بر زیر دستان فراخ

کند کشت دهقان چو بی توشگی
جهانے بمیرد ز بے توشگی

۵ اگر ابرِ بارنده گردد بخیل
نه بر آبِ خود دجله ماند نه نیل

کسے کز پے سیم کان میکند
بمزدوریِ حرص جان میکند

نگر تا چه خون خوردی از حرص و آز
که نقدے بدامانت آید فراز

ازان بار صد کوه بر گردنت
کم از صد یکی در شکم خوردنت

خرے را که بیکار خربنده کشت
دو جو در شکم به که ده من به پشت

۱۰ بخور آن کت امروز با هم بود
که روزِ دگر روزیِ هم بود

چو روزی خوری بهرِ فردا مپای
که نا اعتمادی بود بر خدای

اگر مایه داری چرا کم خوری
چو بخشنده داری چرا غم خوری

چو روزی نخواهد کم و بیش گشت
نشاید بهمت کم اندیش گشت

بران تنگ روزی بباید گریست
که از بیمِ تنگی بود تنگ زیست

۱۵ ازین غم که بے توشه ماندن بلاست
همه عمر بے توشه بودن خطاست

حکایت حریصے که با صد هزار دینار مغربی چون خورشید

---

۱ - س ا :- بدریوزه چنیں

همه شب در آرزوی قرص خور بود بامداد که قرص خورشید پیدا شد در می دید و حسرت میخورد تا چندانکه در آرزوی قرص جان داد

۵ در افتاد قحطی بشهری درون — که می مرد مردم ز غایت فزون

حریصی که دینار بودش هزار — بدریوزه گردی دران روزگار

رسیدش چو برداشت از جان امید — پس از فاقه چند قرص سپید

همیکرد از دور در وی نگاه — بدانسان که مردم بخورشید و ماه

اگر چیش تهی گه پر آزار بود — تهی چشمیش مانع کار بود

۱۰ همه روز ازان حسرت آزرده ماند — شب او مرد و آن لقمه ناخورده ماند

چو بی بر زید مرد هنگام برگ — سبوسی نیرزد بهنگام مرگ

ساختن سکندر برگ مجلس در باغ و از نای و نوش لب چلیپی نوش داروی لبالب نوش کردن و چنگ زدن

۱۵ آن شاهین شاه شکار دل ربودن از شاه و سیر کردن شاه او را از خلاصهٔ سرخاب و خون بط و گردن کلنگ

---

۹ - ق : رفتی

کشایندۂ نافۂ این سواد | سرِ نافۂ چین بدینسان کشاد
که چون فرخ اسکندرِ سرفراز | بفیروزی از ملکِ چین گشت باز
بران شد که فارغ دل و شادکام | ازان کامِ دل کام گیرد تمام
ز چین گرچه چندان غنیمت به بُرد | کنیفوے چین را غنیمت شمرد
۵ بهین روزی از موسمِ نوبهار | که گیتی شد از خرمی چون نگار
هم از اولِ بامداد آفتاب | بفرخنده طالع درآمد ز خواب
ز بادِ بهاری هوا مشکبوے | عروسِ جهان ز آبِ گل شسته روے
شده جلوه گر نازنینانِ باغ | رخ آراسته هر یکے چون چراغ
بساطِ گل از سبزه گلشن شده | چراغِ گل از باد روشن شده
۱۰ به لاله ز فردوس جام آمده | ز رضوان بگلبن سلام آمده
شده مشکبو غنچه در زیرِ پوست | چو تعویذِ مشکین بیازوے دوست
بنفشه سرِ زلف را خم زده | گره در دلِ غنچه محکم زده
کشاده گلِ لعل جلبابِ نور | نظاره کنان چشمِ نرگس ز دور
ز بس تریِ اندامِ زیباے گل | شده پاره پاره سراپاے گل
۱۵ شده سرخ گل مفرشِ بوستان | بصحرا برون آمده دوستان
برون کرده سوسن زبانِ خموش | همیکرد هر دم تقاضاے نوش

---

۱۰ - ق ۲: - بگلشن

هوا ابر بر سبزه می ریخت سیم | مراغه همی کرد بر گل نسیم
بهر چشمه منقار بط آب گیر | چو مقراض زرّین بقطع حریر
بهر شاخ مرغ ارغنوان ساخته | بهر نغمه گلبن سر انداخته
ازان نغمه کو غارت هوش کرد | مغنّی ترنّم فراموش کرد
۵ غزل خوانی بلبل صبح خیز | تمنّای میخوارگان کرد تیز
ز آواز درّاج و رقص تدرو | سبک گشت در خاستن پای سرو
ز نالیدن قمری خوش نوا | کبوتر معلّق زنان در هوا
بروز چنین خوب و عشرت فزای | سکندر سوی بوستان کرد رای
کس از نامداران نه در پیش و پس | تنی چند خاص از غلامان و بس
۱۰ بفرمود اشاقان درگاه را | زدن بر لب جوی خرگاه را
گل و میوه و نقل و می خواستن | ملوکانه بزمی بر آراستن
ولیکن بشرطیکه در بزمگاه | تهی کرد از خویش و بیگانه راه
کس از جنس مردان نماند بباغ | بجز لعبتان برخ شب چراغ
کمر چست کردند شاقان کار | بفرمان بری پیش فرمان گزار
۱۵ مرادی که اشارت ز درگاه بود | بیک چشم زد در نظرگاه بود
بر آمد سراپرده بر اوج ماه | سر نوبتی شد بابر سیاه

---

۱۳ — ق و س ۲ : — چو روشن چراغ

رسیدند شکّر لبان در زمان | چمن گشت خالی ز نامحرمان
نماند ایچ خاراست گردِ گلی | دگر ماند ریحان و یا سُنبلی
ز خوبان زمین جنّت آباد گشت | گلستان پر از سروِ آزاد گشت
صنوبر قدانی چو گلنار تر | بر خساره خوں کرده گل را جگر
۵ بناگوشِ شاں پر ز یاقوت و دُر | دهان و لبان نیز ازاں مایه پُر
لبی پُر مَی و در خوی انگیخته | گلاب و شکر با هم آمیخته
همه ناز پرور دو نازک خرام | مهِ نیمه و آفتابِ تمام
ز بیداریِ فتنه خونخوارتر | ز خوابِ جوانی ستمگارتر
مسلسل بسی دل به گیسوی شاں | معلق جهانی به هر موی شاں
۱۰ نهفته به معجر گلِ خویش را | نظر بسته چشمِ بداندیش را
به هر بازی از نرگسِ پُرخمار | خدنگ افگنانِ فرشته شکار
همه نارِ پستان و نارنج خوی | به بُرده ز نارنج و نار آبروی
سخن گوی بربط زن و خوش سرود | چو آبِ روان دستِ ایشاں به رود
خرامان و خوش پیشِ شه آمدند | چو پروین به مهمانِ مه آمدند
۱۵ ز چنداں پری پیکرانِ چو ماه | همان ترکِ چین بود مطبوعِ شاه
که در جنگِ خاقاں بچنگ آمدش | خرد فتنهٔ چشمِ تنگ آمدش

۴- گلبرگ - ۷- س ۲: - یکے مہ یکے آفتابِ تمام - ۱۰- ق: - معجر

جہاں سوزے از مہ شب افروز تر ‌ ‌ ‌ ز خورشید دلیش جہاں سوز تر

بیک طرّہ صد شہر برہم زدہ ‌ ‌ ‌ بیک غمزہ بر ملک عالم زدہ

در آمد خرامندہ با ہمسراں ‌ ‌ ‌ چو مہ در صفِ مشتری پیکراں

بطاعت گہِ شاہ با صد نشاط ‌ ‌ ‌ زمیں بوسہ زد ہمچو نقشِ بساط

۵ ز فرمانِ فرہنگِ آرائے خویش ‌ ‌ ‌ بصد ناز بنشست بر جائے خویش

دگر نازنینانِ گلچہرہ نیز ‌ ‌ ‌ بدامن کشیدند پائے عزیز

آتشاقاں کہ بودند نزدیک و دور ‌ ‌ ‌ رمیدند یک یک چو سایہ ز نور

جہانِ سمن ماند و سروِ جواں ‌ ‌ ‌ یکی شیر و یک بیشہ آہواں

ازاں حور چہرانِ مردم سرشت ‌ ‌ ‌ شد آراستہ مجلسے چوں بہشت

۱۰ نوائے بریشم برآمد بر اوج ‌ ‌ ‌ رحیق از صراحی بروں داد موج

ز نالیدنِ چنگِ موزوں نوا ‌ ‌ ‌ فرشتہ در آمد چو مرغ از ہوا

فروتن شدہ چنگِ موزوں سرائے ‌ ‌ ‌ سر افگندہ و ایستادہ بہ پائے

خوش آوازیِ ارغنون و رباب ‌ ‌ ‌ بمستاں ہمیداد داروے خواب

بہ نغمہ چناں برکشیدند زیر ‌ ‌ ‌ کہ از زہرہ و مہ برآمد نفیر

۱۵ کرشمہ کناں ساقیِ خوش خرام ‌ ‌ ‌ ہمی ریخت خونِ صراحی بجام

قرابہ چناں خندہ زد سرنگوں ‌ ‌ ‌ کہ جستش بداں قوت از سینہ خوں

---

۱ - ق: - روشن - ۴ - س۱: - چوں سرنہا - ایضاً - س۲: - زمیں بوسہ میداد با صد وداد - ۸ - ق۲: - پر ۱۲ - نغمہ

به‌ر سو گل و غنچهٔ نوش خند ... ملک در میان همچو سرو بلند
به بزم ار چه دلبر ز حدیش بود ... دلش همبران دلبر خویش بود
نشانده صنم را به پهلوی خود ... چو آئینه نزدیک زانوی خود
به‌ر دورش آن ساقی نیم خواب ... ز لب نقل میداد و از کف شراب
۵ بعشرت نشسته دو سرو جوان ... پیاپی شده دوستگانی روان
ملک عاشق روی‌اش از جان و تن ... بر انسان که او عاشق خویشتن
گهی گل همی ریختا در کنار ... گهی دست می سود بر سیب و نار
چو می رغبت عاشقان تازه کرد ... شکیب از میان عزم دروازه کرد
چنان باده در نازنین راه یافت ... کز و شرم را دست کوتاه یافت
۱۰ هوای دلش قفل عصمت شکست ... عنان تکلف ربودش ز دست
به افسون گری چنگ را برگرفت ... فسونش بدیو و پری درگرفت
از آن نغمه کاندر پری خانه شد ... سلیمان پری وار دیوانه شد
بر آئین خوبان ز شوخی و ناز ... سرودی برآورد عاشق نواز
بر و تازه بود آن گل مشکبوی ... که بویش جهان را کند تازه روی
۱۵ گه از رنگ تر عشوه بازی کند ... گه از بوی خوش دلنوازی کند
چو بشگفت گل خوش بود بوستان ... ولیکن بهم راهی دوستان

۴ — س او۲: — خویش (دو امده و مصرعه) ۱۰ — س۲: — بر دل شد

چو بے صحبتِ ارجمنداں بود — چمن در ازیں جاے زنداں بود

کسے را کہ من باشم اندر کمند — چہ حاجت بہ بالاے سروِ بلند

چو سروِ جواں را کنم خوش خرام — شود خواب و خور بر جواناں حرام

بیک غمزہ بر پارسایاں زنم — بدیگر رہِ آشنایاں زنم

۵ مشعبد کہ داند جہاں سوختن — ز من بایدش بازی آموختن

جہاں فتنہ در پے شرابی کنم — و گر مست باشم خرابی کنم

چو لب را کنم چاشنی گیرِ مے — شکر بیش بیروں نیاید ز نے

ہمہ خونِ خوباں بکش مے خورم — دلی نوش بادم کہ خوش میخورم

چو درہم شود گیسوے من بردے — بخیزد بر اندامِ خورشید موے

۱۰ چو شانہ زنم زلفِ آشفتہ را — برقص آورم فتنۂ خفتہ را

بشکلے کنم سوے بستاں شتاب — کہ خوں گرید ابرِ بہاری نہ آب

رخِ ہر صنم ناپدید از منست — صنم خانہا را کلید از منست

بہ تیرے کزیں چشمِ مست افگنم — صفِ توبہ ہا را شکست افگنم

کسے کش برحمت زبانے دہم — بہر بوسہ تازہ جانے دہم

۱۵ دلے کش بپارم بیادِ ہلاک — کنم چوں گریبانِ گل چاک چاک

چو یکسو کشم مقنع از طرفِ گوش — کلاہ از سر اندازم و سر ز دوش

---

۳ - س ۲ :- حریفاں - ۱۰ - س ۱ :- کنم - ۱۴ - س ۲ :- کنم

پری گر چه باشد دل آویزتر | نباشد ز من آفت انگیزتر

هر آن جادوے کامد اندر شمار | بشاگردیِ من شد استادِ کار

بهار ار کند عالمے مشکبوے | دو عالم کنم من بیک تار موے

چو من در خراشش کنم نازِ خویش | کرا خون گرفت ست کاید به پیش

۵ هزبرے که آید به نخچیرِ من | بر دل نامدش بهر زنجیرِ من

سپهر آفتابِ زمین خواندم | دگر ماه بیند همین خواندم

چو رفتم ببازارِ نیک اختری | جمالِ مرا بنده شد مشتری

منم قبلۂ روم و ابخاز هم | کرشمه مرا زیبد و ناز هم

قصب را چو زاندام بخشم جمال | کشم گردنِ ماه را در دوال

۱۰ بغمزه ز کوهے برآرم نفیر | وگر مو شود موشگافم به تیر

مرا زین مژه موشگافی ست خوے | که دیدست کو موشگافد بموے

چو بیننده در نارِ من آرد شتاب | لبش خشک بینی و چشمش پر آب

بهشتے ست این قامتِ چون نگار | پر از سیب و بادام و نارنج و نار

دل آنکه پذیرم بنظارگی | که جان ریزدم در سُمِ بارگی

۱۵ چو زلفم زنخ را بچوگان سپرد | ببازی ز خورشید و مه گوے برد

ز سیمم نگر غبغب انگیخته | هلالے ز خورشیدے آویخته

---

۴ - س ا: پاے - ۹ - س ا: خرد را - ۱۰ - س ا: بنغمه

بشوخی چو گیرم در آغوش چنگ   بزخمهٔ رگِ خوں کشایم ز سنگ

بمستی چو رخساره شویم ز خوے   دہم غسلِ پرہیزگاراں زمے

کسے را کہ من مست کردم خراب   نہ بیند دگر ہوشیاری بخواب

چو ساقی شوم با چنیں زلف و خال   بود بادہ چوں خونِ مستاں حلال

۵ گل از رنگ و رویم گلستاں شود   می از دستِ من آبِ حیواں شود

سکندر کہ گرد آبِ حیواں ہوس   نظیرِ منش بود مقصود و بس

چو در روشنی چوں منی را نہ دید   بتاریکیِ آبِ حیواں دوید

چو باز آمد آں مے بہ پیمانہ یافت   بہ ویرانہ گم کردہ در خانہ یافت

منہ نامِ آں چشمہ ایں جوے را   چہ نسبت بمن آں سیہ روے را

۱۰ چو من کے بود آں کہ در ہر زمن   تواں شست از دست نتواں ز من

مگر شاہ زلفِ مرا در نیافت   کہ در عینِ ظلمات چنداں شتافت

چو در خلوتِ من نہانی رسید   بسر چشمۂ زندگانی رسید

گر از چشم راجع شد او در برات   من اندر دہاں دارم آبِ حیات

گر انداز دا و شیر و آہو بہ تیر   من آں آہوم کو بود شیر گیر

۱۵ گر او ہست کیخسرو و جام جوے   مرا جامِ گیتی نمایست روے

گر از مجلسِ او سمن میدمد   مرا لالہ و گل ز تن میدمد

گر او پیل بندد بخنجر کمند   من از تارِ موے کنم پیل بند

گر او حربہ بر جسمِ نبرداں زند — رخِ من رہِ شیر مرداں زند

گر او اژدہائے ست در زیں دلیر — من آرم ز زیں اژدہا را بزیر

گر او گیتی از لشکر آرد بدام — خیالم بہ تنہا بگیرد تمام

گر او زنگ و چیں است در زیرِ چنگ — بہر موے من ہست صد چین و زنگ

۵ گر او ہست بر تختِ زر پایہ بست — مرا در دلِ اوست جائے نشست

گر او را کلاہ است بر آسماں — مرا صد کلاہ است بر آستاں

گر او باز خواہد ز شاہاں خراج — من از سروراں سر ستانم نہ تاج

گر او گنجِ زر ریختہ دارد تمام — مرا نیز گنجے ست از سیمِ خام

گر اقبال و دولت ورا یاورند — مرا ہر دو چوں کمتریں چاکرند

۱۰ گر او جبرئیل ست با پرّ نور — منم قبلۂ خوبرویاں ز دور

گر او تخت گیرد ز کینِ شہاں — من از پا زوے مہر گیرم جہاں

گر او دشمناں را بخوں خوردن ست — مرا خونِ صد دوست در گردن ست

گر او را یک آئینہ بر کف نشست — دو آئینہ دارم من از پشتِ دست

علمہائے او گرچہ بالا رس ست — مرا یک علم ہم ز بالا بس ست

۱۵ کمانِ وے ار صد شکار افگند — یک ابروے من صد ہزار افگند

کمندِ وے ار صید بندد بدام — من آنم کہ صیاد گیرم بدام

۱- سس: - حملہ - ۱۴- سس۲: - مرا قامتِ سرو بالا بس ست

نگینِ وے از لعلِ رمانی ست | نگینِ لبِ من سلیمانی ست

ز حسش گر جہاں را مبارک نمود | من از روے مبارک ترم در وجود

لبم با لبِ شاہ در خندہ باد | رخم با چناں روے فرخندہ باد

چو سازندۂ ارغنواں نوش نوش | بدیں رہزنی کرد تاراجِ ہوش

۵ ز سرہا خرد رفت سرمست رفت | ملک را عنانِ دل از دست رفت

بخوبانِ دیگر اشارت نمود | کہ ہر یک بسوے چمیدند زود

چو پرویں ز ہمراہیِ ماہ راند | مہ و آفتابے بخرگاہ ماند

تہی گشت خرگاہِ شاہنشہی | ولیکن شہ از خویشتن شد تہی

چو لختے ازاں بیخودی باز گشت | ز مستیِ بیحد سرانداز گشت

۱۰ حکیمِ الٰہی طلب کرد شاہ | کہ بستند تا عقدِ خورشید و ماہ

ازاں مہ کہ مہمانِ برجیس بود | سکندر سلیمانِ بلقیس بود

ملک سرخوش و نازنیں نیم مست | دو عاشق بیکدیگر آوردہ دست

رسانیدہ ایں خضرِ صافی صفات | بہ اسکندرِ تشنہ آبِ حیات

چو نوشیدن از دستِ جاناں بود | ہر آبے کہ ہست آبِ حیواں بود

۱۵ ز بس کاوریدش در آغوشِ تنگ | بنفشہ دمید از گلے لالہ رنگ

ہماے در افگند بازِ سپید | در آمیخت گلبرگ با مشکِ بید

---

۷ ۔ بہ مہمانیِ ماہ ماند ۔ ۱۲ ۔ س: ۔ ملک مست و آں نازنیں نیز مست ۔ ۱۶ ۔ س۲: ۔ در افگند

ز شاخ گل و نخل خرمای تر　　گهی انگبین چید و گاهی شکر

گهی نار با سیب پیوسته بود　　گه از ناروان سیب را خسته بود

گرفته ز گل خسرمی در کنار　　همش نار بر دست و هم آبِ نار

ز ساعت کمر ساخت دلخواه را　　کشید از دوالِ قصب ماه را

۵ بگنجینهٔ آرزو دست برد　　کلیدِ خزینه بخازن سپرد

بکانِ گهر شاخِ مرجان نشاند　　گهر سفت و یاقوت بیرون فشاند

چو خورشید را چشم در خواب رفت　　پیاله فتاد و مئے ناب رفت

به بربط زنی زهرهٔ پرده ساز　　شد از پردهٔ تار بربط نواز

به پرده درون خسرو پرده پوش　　بخاتونِ پرده نشین داد هوش

۱۰ در آن ره که هرگامش از دل برفت　　نشد مانده تا بست منزل برفت

چو زان مے دلِ تشنه سیراب گرد　　ز سرمستی آسایشِ خواب کرد

چو شد دمیِ صبح رخساره شوی　　فرو شست خالِ سیه را ز روی

عروسانه خورشید چینی خیال　　نمود از پسِ چادرِ شب جمال

دگر ره مهِ چین و خورشید روم　　نشستند باهم چو دو نخل موم

۱۵ همان عشرتِ دی ز سر تازه گشت　　همان سازِ شب عالی آوازه گشت

رسیدند باز آن پری پیکران　　کشیدند صفها کران تا کران

---

۳ س ۲ : - آب　۶ س ۲ : - در کان فشاند

زر و دود و سرود و گل و نقل و مے | فزاینده شد خرمی پے بہ پے

بشادی ہمہ روز ساغر زدند | گہے چنگ گہ بربطِ تر زدند

بہنگامِ شب عاشقِ رفتہ ہوش | بتِ دوش را ببست پیمانِ دوش

بیک برج زینگونہ تا چند گاه | قران کرده بودند خورشید و ماه

ہمہ عمر ازاں پس بتِ سیم ساق | نبودی ازاں جفتِ شائستہ طاق

سکندر کزاں ساں جہاندار بود | پرستارِ خود را پرستار بود

بنخچیرگاهِ ذوق و طربگاهِ بزم | بصحرائے نخچیر و میدانِ رزم

حریفے بدانگونہ درخور نداشت | وگر داشت با او برابر نداشت

جہاں خورد و خوش خورد و پدرود کرد | بدیں پایہ نامِ نکو سود کرد

تو نیز ار توانی ہمیں سود کن | جہاں را بخور شاد و پدرود کن

کہ فردات چوں خورد ندہد کسے | پشیمانیت خورد باید بسے

بخاک اندروں لقمہ خور کرد نیست | جز افسوس و حسرت دگر خورد نیست

بجامِ طرب زندہ کن جانِ پاک | کہ محتاجِ جرعہ است مردہ بخاک

بیا ساقی آں گنجدانِ نشاط | ق | کہ اندیشہ را در نوردد بساط

بده تا نشاطِ سخن نو کنیم | وزو مجلس آرائے خسرو کنیم

بیا مطربا ساز کن چنگ را | بنالش در آر آں پر آہنگ را

۱- سل: خوش ۔ ۱۶- س: بساط

زہی گیر کز ذوقِ آوازِ وے ‏ ‏ ‏ حریفاں نگردند محتاجِ مے

ستایشِ جوہریانی کہ از فعلِ ایشاں متاعِ انفعال
نریزد کہ پیش ازاں درین کیف دیگراں کم بُردہ بودند
و چوں آں وضعِ ملکِ ایشاں باشد بغیری مضاف
نتواں کرد مثلاً گردۂ کس در ملکیت ست آں سخن گویند
ازاں مقولات عشر جوہرہاں یکی تواں نہاد موضوع در
صنعت دہ و دیگراں را کہ چوں اعراض اند چنداں
بقای نباشد

دلِ روشن آئینہ شد زغیب ‏ ‏ ‏ کہ ہر دم برآرد خیالے زجیب
بہر پیشہ پیکر نو کند ‏ ‏ ‏ بہر پیکرے زیورِ نو کند
بہر صنعتے کاندیشش در گرفت ‏ ‏ ‏ ہنرواری از خود برآرد شگفت
چو بیکار نگزاری اندیشہ را ‏ ‏ ‏ تراشے دہی عاقبت تیشہ را
زخود قالبے باید انگیختن ‏ ‏ ‏ نہ در قالبِ دیگراں ریختن

مثل گر تو آهنگری در هنر — ز آرایش تیغ و پیکان مپر

چو این کهنه آمد نو دیگران — درین فن توئی پس رو دیگران

مثال دگر کن بهنجار خویش — که خلقی کنی پس رو کار خویش

چو هر صنعت آید ز دانا به تو — ببین تا چه فرق ست از و تا به تو

۵ در انگیزش و ساخت فرق ست چند — که این نخل کار ست و آن نخلبند

بدلها بنا ز استاد قوی ست — کز و هر زمان صنعتی را نوی ست

وگرنه بمرغان که تعلیم کرد — که باید پناه از پی بیم کرد

بموران که آموخت صحرا کنی — بموشان که فرمود نقب افگنی

بسی هست کنجشک باریک بافت — که در خس شگافی بود موشگاف

۱۰ بزنبور بین کز پی خورد و خواب — کند خانها صد هزار از لعاب

مگس کانگبین ست بنگاه وی — که هم خانه قی کرد و هم رخت قی

بهر خانه بین عنکبوتان که چون — کشند از شکم خانهٔ خود برون

چراگاه پوید بهر خانه خوار — که او در شکم خانه دارد هزار

ازان جانور ساخت کاشانهٔ — که حاجت ندارد بهر خانهٔ

۱۵ ولیک آدمی را بجز خانه نیز — به خانه است بایست بسیار چیز

بران می گمارد بناچار هوش — که سازد هر آنچه بدل کرد جوش

---

۵ - س۲: - بحم - ۱۱ - س: - راست بنیاد وے

همه خلق وضعِ گزینش کرد — متاعی باندازهٔ خویش کرد
که تا ماند از گردشِ روزگار — نمودارے از هر یکے یادگار
زجمشید ماند آلتِ دار و گیر — سریر از سلیمانِ صاحب سریر
ز توران کله و ز کیان تختِ عاج — درفش از فریدون نه هوشنگ تاج
۵ ز کیخسرو آن گیتی افروز جام — که دیدے درو رازِ گیتی تمام
صطرلاب و آئینهٔ گوهری — نمودارِ آئینِ اسکندری
چنان کز سران ماند سازِ سران — دگر سازها ماند از دیگران
ولے رختِ خاص ارچه موزون ترست — بکالاے کم حاجت افزون ترست
مبیں شکلِ غربیل چوبیں بپوست — ببیں چند باریک بیزے دروست
۱۰ دگر آسیای ست اندر خراس — دقیقه نگر چند دار و اساس
در آندم که گردد شکم وام خواه — گلیں دیگ بهتر ز زرّیں کلاه
چو ترکِ گرسنه خورش گم کند — کُله در تهِ دیگ هیزم کند
شنیدم که در روزگارِ نخست — ق — که اندازِ هر تیشه می شد درست
همه کس ز راهِ نیازے که داشت — همی ساخت آهنگ سازی که داشت
۱۵ یلان تیغ ترکان کمان ساختند — زنان دوک مردان سنان ساختند
یکے پنبه رشت از پئے جامه را — یکے بافت پوشیدنِ عامه را

۱۔ س ا :۔ وصفے۔ ۵۔ س ب :۔ زکیخسرو گیتی۔ ۱۱۔ س ب :۔ یکے قرص جو بهتر از صد کلاه

یکے بہرِ زیبِ خود آئینہ ساخت   یکے بہرِ آبے سفالینہ ساخت
یکے شمع افروخت از بہرِ تاب   یکے شیشہ ساخت بہرِ شراب
یکے پتکِ سنداں زد از بہرِ کوب   یکے تیشہ آراست از بہرِ چوب
یکے دستہ بر صلایہ نہاد   یکے آسیا را دو پایہ نہاد
۵ یکے گونہ گونہ برانگیخت خورد   یکے خوان و کاسہ پدیدار کرد
کنوں ہرچہ ایں مردماں می خورند   ہمہ پختۂ دیگراں می خورند
شد از ہر کس آرایشِ خاستہ   کہ ترتیبِ عالم شد آراستہ
برختے کہ باشد فراواں نیاز   چو بینی بکم خرچے آید فراز
چراغے بداں کے زند لافِ نور   ولے پاسِ صد گنج دارد ز دود
۱۰ بود نرخِ جاروب فلسے و بس   کہ دہ خانہ را پاک دارد ز خس
گر ایں سازہا بیش جستے فراغ   بجز بادشا کس نکردے چراغ
چو کالاے و کار آمد اندر شمار   ہوس شد بکالاے افزوں بکار
گروہے بزر مار و تار آمدند   گروہے بنقش و نگار آمدند
گروہے بہنگامہ گشتند فرد   گروہے کشیدند شطرنج نرد
۱۵ گروہے بچوب و رسن برشدند   گروہے بباز و کبوتر شدند
چناں کآلتِ کارہا شد عزیز   ازاں بیشتر گشت بازیچہ نیز

۱- س: یکے بہرِ زینے دو آئینہ ساخت - ۱۲- س: کم آید

ازین نکته مقصودم آن ست و بس — که زاینده باید دلِ پُرهوس
ببین تا بزرگان چها ساختند — که کارِ تو پیش از تو پرداختند
توانی تو با این همه سرکشی — که یک سا ز ازین سان ز خود برکشی
کسان کز خود این جمله فرموده اند — نه آخر چو ما آدمی بوده اند
۵ چو انگیزشِ زیرک افزون فتد — دم اندر دمش وضعِ موزون فتد
عجب نبود از بے فسون و فسیں — و ماند بر از عاج و گل نه آبنوس

حکایت دو تراشنده که یکی برنج از استخوان برون کشید و دیگرے کنجد از شاخ برآورد

۱۰ تراشیده پیرے ز طبعِ جواں — برنجے تراشیده از استخواں
به هیچوں خودے برد و خواهش نمود — که این دانه را پخته پیش آر زود
شد مرد دو دیگِ جوشاں فشاند — زمانی ز پا پیمان بر انشاند
چو کرد از پیے چاشنی کام تر — بُد آن دانه ز اول بسے خام تر
زمانی دگر ماند چوں باز دید — بزیرنهیبِ همان راز دید
۱۵ چو آن خام کارے گزشت از قیاس — ز صنعت شد آگاه صنعت شناس

بس ل :۔ مقصود آن است ۔ ۷ ۔ (شرحی) ق :۔ از دندانِ ماهی ۔ ۱۲ ۔ شد آن مرد.
۱۴ س :۔ دگر چوں جشید آں همان راز دید

کهن گنبدے داشت ناکاشته — زبهر چنین روز را داشته

بیاری کی از شاخ برکرده ساز — که از گنبدش کس ندانست باز

بهمان کفے داد کین کن بکار — دمے تا رسد لقمهٔ خوشگوار

هنرمند کردش چو در کام جاے — نشد چیره دندانِ پولاد خاے

۵ برون برد آن خوردهٔ وبازجست — که این گنبد از کشت زارِ که رست

بگفتش بنوشندهٔ پخته کار — کزان کشت کامد بر پخت ببار

هنرپروران کز هنرے پرند — یکے از یکے در هنر برتر اند

داستان دوانی که خداوندان امروهی از براے

۱۰ حال و استقبال وضع کردند بنی برآنکه اسم ایشان آن

فعل در حرف باند و ذکر مصنوعاتیکه اسکندر بالهام

الٰهی و قوت طبعی و صنعت ریاضی اختراع کرده و باشارت

او بر قانونِ حکمت تمام گشته و مناظرهٔ چینیان و رومیان

۱۵ که در نظرِ او بود و قصهٔ سطرلاب که در آفتاب و گردش

---

۱ ـ ق ۲ :ـ روزش آراسته ۳ ـ س ۲ :ـ دگر ـ ۵ ـ س ۱ :ـ برون کرد

۶ ـ س ۱ :ـ که مردان که گوے هنرے برند ـ ۷ ـ س ۲ :ـ بهتر

برهانِ روشن شد صورتِ حال آئینه وار در او رو نمود

نمایندهٔ صورتِ این جمال ... چنین داد زآئینه بیرون خیال

که اسکندر از راهِ پنهان روی ... چو در رفت در غارِ کیخسروی

برا ورنگِ کیخسروی سود پای ... به کیخسرو دیگر آراست جای

ستد جام و بر دستِ بخشنده کرد ... تماشای آن جامِ رخشنده کرد

جهان را در و بی مدارا بدید ... نهانِ جهان آشکارا بدید

بسی حل شدش مشکلِ روزگار ... بسی راز پنهانش گشت آشکار

بسی یادِ آن شاه در دل نگاشت ... کز انسان عجب یادگارے گذاشت

دلش خواست از رایِ پوشیده مهر ... کز و نیز ماند نشانی بدهر

چو گوهر برون آمد از تیرگان ... فرو ریخت این قصه با زیرکان

کز آن دوربینی که دارم بهوش ... چو کردم من این جام بی باده نوش

نهانهای این جامِ آئینه فام ... درین جامِ رخشنده دیدم تمام

دروی دمیدم ز جانِ عزیز ... بر آن جام و سازندهٔ جام تیز

کنون کان همه پادشاهی مراست ... بزرگی زمه تا بماهی مراست

حکیمان که من دارم از بیش و کم ... نه کیخسرو آن داشت هرگز نه جم

چرا باید اسکندر که در روزگار ... نشانی نماند ز من یادگار

زمین بوس دادند روشن‌دلان — نمودند کای قبلهٔ مقبلان

چه فرمود شاهِ کفایت‌شناس — که آن بر کفایت نگردیم اساس

هر آن فن که مقدارِ مردم بود — نه مردم بویم ار زما گم بود

برین گفته باهم نشستند راست — که تا او کند آنچه جوینده خواست

۵ همه فیلسوفانِ هنرپیشه — نهادند رخ اندر اندیشه

همه کس دران رازِ پوشیده حرف — باندیشه می کرد جهدی شگرف

چو هر کس مثالی ز هر باب ساخت — ارسطوی دانا صطرلاب ساخت

بیونانی اصطرتراز و بود — که در سکهٔ عدل ساز او بود

دگر معنیم باز پرسی ز لاب — بود هم بگفتارِ روم آفتاب

۱۰ چو این نامها شد به پیوند راست — بترکیبِ موزون صطرلاب خاست

پس آن کو مرادِ صطرلاب جست — ترازوی خورشید باشد درست

دگر کار دانان دران داوری — دگرگون نمودند نام آوری

یکی گفت لاب است نام حکیم — که او ساخت این پیکرِ مستقیم

اگرچش براسکندر انداختند — ولی پیش از اسکندرش ساختند

۱۵ دگر گفت لابی کش این نور بود — ارسطوی فرزانه را پور بود

دگر گفت دیدم بتاریخ عام — که شد پورِ ادریس لاب نام

---

۴ — س ا: — بدینگونه — ۱۴ — س ا: — اگرچه باسکندر — ۱۶ — س ۲: — که بد

ازاں بهره کو داشت اندر سپهر — برآراست زیں ساں ترازوے مهر

برایں گونه ایں ماجرا را که هست — کند هر کسے بر کسے باز بست

تحقیق چوں کرده شد باز جست — درستی شدش هم ز رسطو درست

غرض سالها خسروِ کارسنج — بکارِ صطرلاب مے برد رنج

۵ که تا هم بر آئینِ پیشینه جام — بفرهنگِ فرزانه گردد تمام

بخورشید سنجی چناں سر کشید — که در ثقبه خورشید را بر کشید

سما کو چو پرِّ مگس تاب داد — بدآں عنکبوتِ صطرلاب زاد

ازاں تنگ سوراخ بینش فروز — شدش از خورشید روشن چو روز

ز آگاهیِ آں چناں رازها — هوس بیش گشتش دراں سازها

۱۰ شنیدم ز گوینده راست گوی — که در چند گه شاهِ فرزانه خوی

نشستے بفرزانگی با مهاں — مثالے برآراستی در نهاں

چو گشتی نمودارِ آراسته — شدی پرده از پیش برخاسته

درآں پیکر از پیکر آراے خویش — عمل یافتی در عملهاے خویش

ازیں ساں بسے سازها کرد اساس — بنرخ اندک و در عمل بی قیاس

۱۵ نشانها که امروز ازاں مرکزست — ترازوی و کیلِ کیان و گزست

هموں ریخت در طاسِ سیاغ زلال — هموں کوفت بر پنج نوبت دوال

---

۵ – س ل: – تا هم – ۵ – م ۲: – کردش – ۸ – س ا: – دانش – ۱۱ – س: بفرزانگانِ جهاں
۱۴ – س ل: – کارها – ۱۶ – س ل و ۲: – همه – ۱۶ – ق: – هم او

چو بنیادِ نوبت سکندر نهاد   سه از وی شد و پنج سنجر نهاد

بماند اینک از چرخِ گردش نمای   سه و پنجِ شاهان در پنجی سرای

سراپرده و خیمه از گاهِ جم   ز گرگینه بود و پلنگینه هم

ازاں پس تهماکرث پئے عام ساخت   همه سازِ آں اهم از جام ساخت

ز فرهنگِ آں خسروِ روم و زنگ   بدل شد بگر پاسِ چرمِ پلنگ

هر آلت که بیش است سوئش نیاز   بدورانِ او بیشتر یافت ساز

نمطهائے شاهے که جاوید ماند   ز آرایشِ رائے جمشید ماند

ز اسکندر آں ماند در روزگار   که در حاجت و حکمت آید بکار

زبس کو فرو شد بهر بیشه   خبر یافت هر جا یک اندیشه

هنرپیشه مردم ز هر چار سوی   بسوی هنرجو نهادند روی

هنر پیش می برد هر کار سنج   باندازه کار می یافت گنج

بفرخنده روزی خداوندِ تاج   بفرخندگی بود بر تختِ عاج

بزرگان کمر در کمر بافته   مسلسل چو زنجیرِ زر بافته

به کرسی نشسته قوی پایگاں   گراں کرده جائے گراں مایگاں

ندیماں ز دانش سخن کرده ساز   حکیماں ز حکمت بیاں کرده راز

ز هر هوشمندے و دانشورے   همی رفت گفتارے از هر درے

۲- ق: - نوبت - ۴- ق ۱: - عامه - ایضاً - ق ۲: - جامه - ۱۵ - م ۲: - زباں کرده باز

ز هر ماجرایی چو بگذشت کار   بصنعتگری‌ها در آمد شمار

ز کارآزمایانِ نو تا کهن   همی گفت هر کاردانی سخن

چو گفتند هر کس ز هر گونه چیز   سخن گفت ارسطوی داننده نیز

که صنعتگری چند باریک بین   بروم آمدست اندر اقصای چین

۵ از آن جا که شد دعویِ کارشان   برونست ز اندازه گفتارِ شان

در ایوانِ شان خواند باید براز   که برهانِ دعوی نمایند باز

ملک گفت تا پیش خوانند شان   بترتیبِ صنعت نشانند شان

فرستاده تک زد و از بارگاه   سبک حاضر آورد شان پیشِ شاه

طلب کرد ز ایشان شهنشاهِ دهر   که بیرون دهند آنچه دارند بهر

۱۰ همان نقشبندانِ دانش پسند   شدند از ذره خاک را نقش بند

پس آنگه گشادند یکسر زبان   که جاوید بادا سرِ سروران

همیشه جهان زیرِ فرمانش باد   ز شمعِ خرد نور در جانش باد

هنرپیشه چند مانی خیال   ز چین آمدستیم صنعت سگال

که تمثالِ چینی چنان برکشیم   که بر حرفِ رومی قلم در کشیم

۱۵ کی آید ز رومی نمودارِ ما   که گم گردد اندیشه در کارِ ما

هر آن نقش کز خامه شد رونمای   بدیوارِ ایوان نگنجد ز جای

---

۵ — س۲: — اندیشه — ایضاً — م۱: — ز اندازه کاشان — ۱۱ — ول: — مرزبان

ولی نقشِ باکان نہ از خامہ رست / بسیر و سکون ست چون با درست

مقابل بود جملہ را رو بروے / مشابہ بود با ہمہ مو بموے

کند ہرچہ در پیشِ ویش کنند / دہد پشت اگر پشت سویش کنند

چنان پشت آید کہ پیش آیدش / ہمہ آن نماید کہ بینائیش

۵ ازینسان خیالے کہ داند نمود / کہ بے جان چنینہا تواند نمود

نیابند اگرچند جویند چند / بروہم اندران نقش و آن نقشبند

شگفت آمد این ماجرا شاہ را / بفرمود خاصانِ درگاہ را

زہر جاے پیکر نگارے بروم / رسد پیشِ شہ از ہمہ مرز بوم

چنان در ہنر نقش بینی کند / کہ بر چینیان نکتہ چینی کند

۱۰ نگارندگان جملہ با ساز و رخت / بفرمان رسیدند در پیشِ تخت

اشارت چنان آمد از بارگاہ / کہ ہر کس بجاے کند کارگاہ

کند رومی از نقشِ نو خاستہ / جداگانہ ایوانے آراستہ

بہ چینی ہم ایوانِ دیگر دہند / کہ با خصم سازش برابر نہند

وکیلانِ ایوان نمودند جاے / دو ارژنگ را در دو ایوان سراے

۱۵ گرفتند ہر قوم با سازِ خویش / در ایوانِ خود پردۂ رازِ خویش

خیالے کہ مردم ہنر پیشہ داشت / ہمی بست ازان سان کہ اندیشہ داشت

---

۱۴ - سل۱: - نہادند - ۱۶ - سل۲: - بسے بست

چو شد حجّتِ هر دو دعوی تمام — سپردند بر دستِ حاکم زمام
شهِ کاردان هرِ آن باز جست — بایوانِ رومی درآمد نخست
صنم‌خانهٔ دید خاطر فریب — ربوده ز ارژنگِ مانی شکیب
نگارے بصد رنگ چون نوبهار — خیالے بصد نقش چون روزگار
۵ بسے رومیان استایش نمود — پس آنگه به چینی گرایش نمود
چو در شد به ایوانِ چینی گماشت — چه بیند که خود تابِ دیدن نداشت
همه روے دیوار دید آهنی — سراسر زدوده بصد روشنی
دران روشنی عکسِ دیوارها — نموده چو صورت بدیوارها
اگر پس نظر کرد و گر پیش دید — بهر جانبے پیکرِ خویش دید
۱۰ جهت هاے ایوانِ صورت پذیر — دران بے‌نظیری نبودش نظیر
کسے کو بهمراهیِ شاه بود — بهر جا خیالیش همراه بود
بران سان که جنبید هرکس ز جاے — نمود ار او بود جنبش نماے
چو شد سست دران لعبِ نظارگی — شگفتی فرو ماند یکبارگی
بهر سو که نظارهٔ در گرفت — نیارست ازان جا نظر برگرفت
۱۵ چو کم دیده بود آئینه پیش ازان — بدیدآن شد دستِ حیرت گران
بپرسید کین سازِ آهن زدلے — نخست انچه سان شد بچین رونماے

۱۵ — م۲: بدیدن شده

هنرپروران پاسخ آراستند | که آن زیرکان کین هنر خواستند
اساسِ هنر بهرِ آن شد نخست | که روئے کز لقوه گردد درست
ازان جا بهر دستگاهی نشست | عروسانِ چین را شد افرازِ دست
خبر چون بصاحب کلاهان رسید | ز دستِ عروسان بشاهان رسید
۵ سکندر چو بشنید کرد آفرین | چه بر چین چه بر کار سنجانِ چین
درین صورت آئینه در مرز روم | ز چین گشت صورت نمائے بروم
سخن کز درستی بشرح اندرست | اساسش ز خاقان نه ز اسکندرست
ولیکن سکندر درین داوری | بشانِ دگر یافت نام آوری
نگارنده زان گونه بست این نگار | که شد بود روئے براد رنگ بار
۱۰ دل آزردهٔ چند تاراجِ راه | رسیدند پوینده در بارگاه
نمودند کاے خسروِ نام جوے | نفیر از فرنگانِ بیداد خوے
گروهے ز گرمی چو بادِ سموم | برآورد آتش ز دریائے روم
جزیره که خوانند قبرس بنام | شد این قومِ بے عاقبت را مقام
ازان جا بکشتی نشینند تند | بدنبالِ شان باد را پویه کند
۱۵ پیاپے بصد گونه زشتی کنند | وزان گونه تاراجِ کشتی کنند
جهاز ار فزون ست ور اندکے | سلامت بساحل نیاید یکے

---

۱۴ ــ س۱: نشینندہ شد۔ ۱۴ ــ س۲: ــ باد پوینده شد

چو مارا بدیں جانب آمد جهاز — رسیدند پیرامنِ ما فراز

نمودند در کشتیِ ما شتاب — چو موجے که در کشتی افتد ز آب

بانبوه در ما درآویختند — گرفتند و خستند و خوں ریختند

زشامیم بازارگانِ سه چار — بار مینه می‌کشیدیم بار

۵ زمغرب طرائف بسے داشتیم — بپاداشِ سرحمله بگذاشتیم

کسانیکه کردند زور آوری — سپردند کالا و سر سرسری

چو شد کشتیِ ما ز زنجیرگاه — کنون ماؤ زنجیرِ دهلیزِ شاه

متاعے که دزدانِ ما برده اند — نه از ما که از بادشا برده اند

چو شه سیرِ بحر و بیاباں بود — بتاراجِ ما بر که تاواں بود

۱۰ چو تو پاسبانے و غارت چنیں — جهاں چوں پذیرد عمارت چنیں

چو تاراج گشت اشترِ ساربان — چه سود از توانائیِ کاربان

اگر دادِ ما دادشه ورنه پیش — ستانیم داد از خداوندِ خویش

سکندر چو بشنید فریادِ شاں — فروشد باندیشهٔ دادِ شاں

بخود گفت کآرے به بیگاه و گاه — پناهنده را شاه باید پناه

۱۵ اگر چاره شاں من نه سازم براز — دگر کیست بیچاره را چاره ساز

بود واجب افتاده را یارئے — ولی دارد ایں کار دشوارئے

۲- درکشتن ما - ۴- ق۲:- که بارِ زمیں - ۱۱- ق۱:- اشتراز کارواں ایضاً - ق۲:- پاسباں - ایضاً - س۲: کارواں
۱۴- ق۲:- باشد

گر این پویه بودے بصحرا و کوه — زمین گشتے از بارِ لشکر ستوه
چو نتوان بدریا فرس تاختن — بباید دگر چارهٔ ساختن
مرا دیر یازست تا در دل ست — اساسے که ترتیبِ آن مشکل ست
بدان گونه کاندر سطرلاب ها — توان دید افلاک را باب ها
۵ بسازیم شکلے دگر تابناک — که بینیم ازو رازِ دریا و خاک
نشستے چند با فیلسوفانِ عهد — بانگیزشِ تازه می کرد جهد
چو با خود خیالے گرفتند راست — خیال آشکارا شد و پرده خاست
بفرمود شه تا خداوندِ رائے — هم آهن ستاند هم آهن زدائے
چو سرمایهٔ کار شد ساخته — شد اندیشهٔ کار پرداخته
۱۰ نمونه که از چینیان دیده بود — بدانا نمود آنچه بر چیده بود
بدان رهنمونی که فرمود شاه — نمونه نهادند در کارگاه
بتدبیر شکلے بپرداختند — ده اندر ده آئینه ساختند
طلسمے ز آئینه کردند ساز — که روشن توان دید راهِ دراز
چو شد دیدگر روشنائی و تاب — درخشان شد آئینه چون آفتاب
۱۵ بفرمود بر شطِ دریائے روم — مناره بر آرند چون نخلِ موم
دو دیدند معمارِ دنیا بکار — ز بنیادِ گیتی بر آمد غبار

۱- س۲:- آهن - ۳- س۲:- بنیاد - ۸- س۲:- که آهن ستاند ز - ۱۲- م:- بتدبیر

بجاہے کشیدند میلے بلند　　کہ در چشمِ انجم رساند گزند

منارہ چو اندر ہوا سر کشید　　شہ آئینہ را بر سرش بر کشید

دراں سطحِ روشن کہ بر کار گشت　　بسے عکسِ گیتی پدیدار گشت

نمودند رو عکسِ دریا ز پیش　　باندازۂ شصت فرسنگ بیش

۵ جزیرہ کہ ہست آں زمینِ فرنگ　　نماینده گشت اندر آں آبِ رنگ

بفرمود صد کشتی انگہ شگرف　　کہ باشد مہیّا بدریاے ژرف

چو جنبش کند مردِ قبرس ز جاے　　شود عکس از آئینہ پیکر نماے

بکشتی بود بدرقہ ساختہ　　شتابندہ زاں سوے پرداختہ

براں اہگیراں زنند از کمیں　　بدریا بشویند از ایشاں زمیں

۱۰ بدینگونہ چوں چند گہ تاختند　　براں رہزناں رہزنی ساختند

رہ ایمن شد از دزد و بیداد مند　　خراماں شدہ راہرو بے گزند

چو الصافِ شہ زد بدریا رقم　　سفینہ نہ گشت ابتر از باد ہم

جہازِ شتابندہ در ہر گزر　　شد از کشتیِ نوح بے بیم تر

بماند آں منارہ بسے روزگار　　ہماں آئینۂ نیز بر عکس کار

۱۵ چو دورِ سکندر بپایاں رسید　　ق　　جہاں بر دگر کدخدایاں رسید

ہماں رسمِ پیشیں نگہ داشتند　　بداں آئینہ پاسِ رہ داشتند

---

۴ سس — اندراں ۱۲ اسس ÷ علم

فرنگانِ رهزن زبیچارگی | فرو ماندہ گشتند یک بارگی
نهانی بر آئینه داراں شدند | بر آئینِ آئینه داراں شدند
چو شد دزد با پاسباناں یکے | نماند اندر آئینه بُردن شکے
شبے بر مناره شدند از شتاب | کشادند و انداختندش در آب
۵ همان شورِ دریا زسر تازه گشت | همان رهزنی بیش زانداز ه گشت
ازاں پس چناں کار وانے بسخت | که داند چناں پیکرے کرد رخت
زمانه که دزد لیست بر سینها | بسے دید ازینگونه آئینها
بیا ساقیا زاں مئے دلنواز | دلِ آهنینِ من آئینه ساز
مئے صاف کآید چو ما را به تن | تواں دید جان آشکارا به تن
۱۰ بیا مطربا نغمهٔ خوش برآر | بزاری یکے قولِ دلکش برآر
بزن زانکه بارِ آه بادی دزنگ | که شد راهزن هیچو تیغِ فرنگ

صفت دیوانه و آهنی گشتن زنجیر آب و بسته شدن چشمها از جنبش و دگر روز باز از خورشید و گرمی هنگامهای آتش و شور خلق در موسم و سوزن شدن موی بر تن بیچاره پیراهنان و گرم شدن پشت پوستین پوشان و تحریصِ معاشر

---

۱۰ - مسل: - نواز - ایضاً: - س ۲: - نواز

وخوش پوشی

خوشا خرگهِ گرم در ماه دی — هم از تابِ آتش هم از تابِ می

مئے روشن و ساقیِ چون شکر — بریشم زنِ ساده زان خوبتر

کبابی و نقلی و هم خوابهٔ — که جانی ستاند بهر لابهٔ

۵ کسی کین تمنّاش بهره بود — اگر بیش ازین جوید ابله بود

مشو ابله ای مردِ عشرت پسند — ز عشرت دمی چند شو بهره‌مند

بکف گیر جامِ درفشنده را — درو ریز یاقوتِ رخشنده را

درآمد زمستان و شد تیر ماه — گرفتند هر کس بکنجی پناه

دی آمد بدیوانگی چون بهار — گسست آبِ زنجیر در جویبار

۱۰ کفِ ابرِ رستم کمان گشت باز — خزان کرد بازوی بهمن دراز

چنان آبها جانگزاینده گشت — که چون ژاله دندان گدازنده گشت

بجوی روان دی چه تعلیم کرد — که سیمابِ لرزنده را سیم کرد

حصاری شده ماهیان زیرِ رود — بقعرِ زمین رفته ماران فرود

گریزنده شد مرغ ازان بوستان — زسوی خراسان بهندوستان

۱۵ بدشت آهو و شیرِ مسکین شده — بخانه زن و مرد پشمین شده

فتک بر فتک جبّهٔ کهتران — وشق بر وشق شقّهٔ مهتران

---

۷ — س۲ :- وران - ۱۰ - م۲ :- فراز - ۱۵ - س۱ :- گرگ - ۱۶ - س۱ :- جامه

بگریم شمشیر سرما که چون | خزد شیر در چرم روبه درون
همه کس ز موی سینه تن کرده نرم | گلیمینه را گشت بازار گرم
ز توری شده برد پاینده تر | پلاس از کتان ها خوش آینده تر
بر آن کس که باد مخالف وزید | مثل گرچه کوه است ز مو خزید
۵ ز باد مقامر کش کینه کش | مقامر دوان دست کرده بکش
برهنه تنان را ز تن پوشش کم | درون رفته زانو درون شکم
شب آن کو ندارد ز پوشش فراغ | طلب کرده خورشید را در چراغ
فرومایه لرزنده چون بید بین | همه جا یکی پوشش خورشید بین
چو چشم خسان روز کوتاه باز | چو سودای زر دوستان شب دراز
۱۰ شب از کوتهی مرغ بی بال بود | کنون زلف گشت آن که او خال بود
بر آتش همه خلق هنگامه وار | چو مرغان بستان به گل بی قرار
درین موسم آن را شمار آدمی | که کاری ندارد بجز خرمی
بمقدار سرمایهٔ خویشتن | نهد در طرب پایهٔ خویشتن
یکی لعل روشن فشاند بجام | یکی در سفال افگند درد خام
۱۵ یکی گوش دارد بر رود و رباب | یکی بر لب رود نوشد شراب
یکی بره و مرغ بر خوان نهد | یکی تره و ترب بر نان نهد

۹- س۲ :- فرو- ۱۴- س۱ :- درد جام- ۱۵- ق۲ :- یکی در عجب زود

یکے منقلِ زر بر آتش کند | یکے ہم بخاشاک جا خوش کند
یکے با حریفاں شود توشہ گیر | یکے با نگارے بود گوشہ گیر
خورندہ کہ در بندِ خوش خوردن ست | نہ از بیش و کم در خوشی کردن ست
نہ عشرت چنیں مایہ داراں کنند | کہ نعمت بسے بذلِ یاراں کنند
۵ گدائے کہ در گوشہ دُردی کش ست | بہ مدستیِ چوں خودے ہم خوش ست
چہ فرّخ شد آں مردِ عشرت پسند | کہ از ہر چہ دارد شود بہرہ مند
بہ بسیار جوئی مشو بیش بیں | بکم خوکن و بے غمی پیش بیں
چو جو جو بصد کوشش آری بچنگ | فراخی کجا بینی از خوئے تنگ
چو جو بشمرد آسیابان ز راس | علف کے رسد تا بہ را از خراس
۱۰ چو از نوکِ سوزن کند تشنہ چاہ | بجاں کند تش مُردہ باید براہ
چو کم را نخوردی بامّیدِ بیش | کمت نیز ترسم گریزد ز پیش
یکے بہرِ سگبا زناں روزہ بست | چو ناں خوردہ شد دیگِ سگبا شکست

حکایت سگے کہ گرفتہ را بر اُمّیدِ ناگرفتہ بگذاشت

۱۵ سگِ پیرہ مردے اندر دہن | ہمی بر لبِ جوے شد پویہ زن
مگر ماہیئے دید خستہ ز جوے | تپیدہ بروے زمیں سو بسوے

---

۵ - ق ۲ :- بہ مدوستی - ۱۲ - مشن ۱ :- سگے

رہا کرد مرد اروشد درشتاب ۔۔۔ چوآں جا شد اُفتاد ماہی در آب
چو باز آمد و دیدہ واپس گماشت ۔۔۔ غلیوا ز برد آنچہ واپس گزاشت
بخور کم مپا از پئے بیش را ۔۔۔ غنیمت شمار آں کمِ خویش را

مردے بمودن سکندر در عیش و عشرت و بشارت

۵ حاجت نقدہائے عین بمیل مئے و نغمہ با اہلِ الصبارت و زمرہ خلافت دادن و بشگفتہ نار در نار با مخلصانِ جانی مشغول شدن و از میوہ النار لنا فاکہتہ فی اشتاء

۱۰ زمرہ ناردان و نار برداشتن و تیرگی کیش مغاں از زبان آتشیں روشن گردانیدن و دیدہ لشکر را بکشتنِ آتشہائے زرتشتیاں رواں کردن

زآتش فروزانِ باژند و ژند ۔۔۔ روایت چنیں می کند ہوشمند
۱۵ کہ روزے سکندر درایّامِ دے ۔۔۔ نشاطے برآراست از مرغ و مے
نشستند فرمانروایانِ دھر ۔۔۔ کہ از خرمی باز یابند بہر

۱۵۔ س ۲: بہ نشاطے

بریشم زنان در سرود آمدند — در آز رونِ تارِ رود آمدند

چنان زیر و بالا شد آوازِ زیر — که از مرغ و ماهی برآمد نفیر

پری پیکرانِ ترنم سرای — بزخمه شدند از درون دل ربای

بهر زخمه راه صد جان زدند — بهر غمزه در سینه پیکان زدند

۵ خرامنده شد ساقیِ انجمن — چو کبکِ دری در میانِ چمن

قدح داد بر زندگانی برات — صراحی سخن گفت ز آبِ حیات

در آن دور از این چرخ دولاب گرد — هوای نیا زندگی بود سرد

بکافور پنهان شده قرصِ مهر — همی کرد کافور باری سپهر

بفرمود شاه آتش افروختن — حطب چون دلِ دشمنان سوختن

۱۰ فروزنده شد گوهرِ تابناک — چو خورشید کو سر برآرد ز خاک

گل انگیز شد شعله چون نوبهار — ز خوبی برآورد گلنار نار

عجب میوه رسته از چوبِ رز — که هم میوه خوانی و هم میوه پز

هم از شعله نعمت پزی رایگان — هم از دودِ غمازِ همسایگان

ز لطفِ زبان میزبانِ همه — زبانش صلا گوی خوانِ همه

۱۵ بهر خانه شمع و مشعل فروز — گهی مشعل افروز و گه خانه سوز

۱- س: - رقیبان بآواز - ۷- ق۱: - باد و رمه - ۸- س۲: - بنیزی - ۱۰- ق۱: - گشت آتش

۱۱- س۲: - گلهای ۱۵- س۲: - شعله

پرنده کز و رفته پرتاب زن — دلش سوخته لیک بر خویشتن

زکالے که در وے درخشاں شده — سیه بود، لعلِ بدخشاں شده

مہے بر شبے پرتو انداخته — سیه رُوے را سُرخ رو ساخته

ز تابی کز آهنِ خویش آیدش — کند همچو خود هرچه پیش آیدش

۵ اگر کشته شد در فروزنده گشت — بمُرد از دم و هم دم زنده گشت

بلند افسرے کز خساں شاد زیست — ز بادے بمرد و هم از باد زیست

نماند دمے زنده بے آب کس — مگر او، که مرگش ز آب ست و بس

فرو میرد از آب و بیجاں بود — و گر خود مثلِ آبِ حیواں بود

چراغه بر روغن کند جانِ او — که روغن بود آبِ حیوانِ او

۱۰ ز سنگ و ز آهن برآورد سر — چو از سنگ یاقوت و ز آهن گهر

دهد لعل و یاقوت کاں ناپدید — تنش جمله جان و چو جاں ناپدید

زخارا و آهن شده گرم خیز — دروں رفته در هر دو آهنگ تیز

گہے از دخانے سحابے کند — گه از ذرّه آفتابے کند

سرافرازے از تیرهٔ دودماں — کلاهِ دخاں بُرده بر آسماں

۱۵ ز گرمی کره در هوا تاخته — هوا را در آغوش جا ساخته

کره کو ز گرمی شده باده پاے — ز جولاں بروے هوا کرده جاے

---

۱۱ — ق ب:- زکاں لعل و یاقوت آمد پدید + تنش خار جان و چو جاں ناپدید

زعنصر[3] چار خیمه برتر زده — بدهلیزِ اول علم بر زده

همین گوهرے روشن اجزا شده — گهر کو محیطِ سه دریا شده

سوادِ سیه نامهٔ چند ازو — سیه روئی زند و پازند ازو

مغش ز خدائی فروزنده کرد — خدائے که خود کشت و خود زنده کرد

۵ برهمن همش در پرستش فروخت — که فرجام از دود زنگی گشت و سوخت

براهیم را گشت بستانِ نور — شده لالهٔ موسے از کوهِ طور

چنین کهنه نورے بنو گوهری — شده مجلس افروزِ اسکندری

سکندر ز دانندگان باز جست — که چون گشت بازارِ آتش درست

که این آتشِ فروزنده چیست — که از آب میرد ز خاشاک زیست

۱۰ نباید ازین جوهرِ ناپدار — بجز پختن و سوختن هیچ کار

چه واجب کند کابلهے چند خام — برندش معبودیِ خویش نام

چه باید پرستیدن آن را بدرد — که هر دم خودش کشت و خود زنده کرد

مرا کایزد از بهرِ آن داد تیغ — که خورشیدِ حق را نپوشم به میغ

برانم که در آذر آبادگان — چرا باید این رسمِ مغ زادگان

۱۵ که با هیربد زیر دستی کند — بگمراهی آتش پرستی کند

سپرده عنان موبدے چند را — گرفته بکف زند و پازند را

۱- س۲: ـ قلم - ۲- س۱: بگوهر محیطے - ۳- م۲: سیه کاری - ۹- س۱: گرم طبع

شنیدم که آتش در آتشکده　　　هم از عهد زرتشتیان شد زده
چنان زنده مانده است آتش ولی　　　که یکدم نه مرده است تا این زمان
سمندر گر آتش بود بچه زائے　　　توان یافت زان آتشِ دیرپاے
برانم که آن جانب آرم شتاب　　　فشانم بر آن نارِ دیرینه آب
۵ نخواهم به آتشکده سوختن　　　که آتش چنین باید افروختن
سرِ نیزه در دیگِ مطبخ کنم　　　بر آن دوزخی خانه دوزخ کنم
بسوزد دلِ مغ هم از دودِ او　　　بسوزانمش هم ز معبودِ او
بپاسخ بزرگانِ پاکیزه کیش　　　سرِ بندگی را فشاندند پیش
نمودند کاے داورِ روزگار　　　بهر دانشت دولت آموزگار
۱۰ درست ست کاں قومِ ناهوشمند　　　ندارد ز اندیشه راے بلند
نه از راهِ بینش نظر کرده اند　　　که نظاره از چشمِ سر کرده اند
ز نورے و تابے که آتش نمود　　　نمودند در پیشِ آتش سجود
ندانند کش چوں پرستد کسے　　　که او زنده گردد بچوب و خسے
دو قوم اند کز چشمِ کوتاه بین　　　بخورشید و آتش شده راه بین
۱۵ مغ و برهمن کین دو راشد صواب　　　پرستیدنِ آتش و آفتاب
بهر دو ترا نیست حاجت گداز　　　که او سوزشِ خویش خود کرد ساز

---

۱۴ — قوم لہ: بهندو — ۱۶ — مس ۲ بہ: که او سوزشِ خود بخود کرد ساز

چو زنده به آتش درون خوش رود | هم از راهِ آتش در آتش رود
ولیکن فروسوز رختِ مغان | که تا خود کنند از بتِ خود فغان
شد از رای پاکان و آزادگان | شد از روم در آذرآبادگان
بفرمود مغ را بنا بر کنند | بهر خانهٔ آتش آتش زنند
۵ بسوزند ناموسِ پاژند و زند | کشایند زنّارها را ز بند
پس آبی بر آتش فشانند زود | ز کانونِ آتش برآرند دود
دویدند فرمان پذیران ز پیش | بدستوریِ کارفرمای خویش
زدند آتشی در هر آتشکده | که گردون شد از دود و آتش زده
در آن آتشی تند کافروختند | مغ و هیربد را همی سوختند
۱۰ در آتش چنان سوخت آن قومِ خس | که خاکستری ماند از ایشان و بس
فشاندند آن خاکهای خراب | ز طوفانِ آتش به دریای آب
ز زرتشتیان کس نماند آشکار | مگر در بیابان و در کوهسار
رهائی ندیدند آن دیگران | جز از راهِ نیکان و پیغمبران
همه خلقِ عهد اندر آن جستجوی | به ایزد پرستی نهادند روی
۱۵ چنان سکهٔ راستی شد تمام | که کس کیشِ گبران ندانست نام
بیا ساقی آن بادهٔ خوشگوار | که تا انده و غم نهم بر کنار

---

۳ - س ع: بیامد سوی آذر بادگان - ۱۳ - ق و س و م: پاکان

بیا ساقیا ارمغانی شراب | که محراب زرتشتیان شد زیاب
بده تا بمستی کنم خوابِ خوش | کُشتم آتشِ غم بدان آبِ خوش
بیا مطرب آن چفته کز یک فغان | کند زاهدان را بکوئے مغان
چنان زن که آتش زند سینه را | زسر نو کند داغِ دیرینه را

۵ نصیحت به اصحاب یمین که در معاضدت اهالی السیف کوشند و سر و تنِ بیدینانِ فلسفه انبا میزند و سرها را هم بزمرهٔ ایشان قفا زنند و بخنجر تیز قضای تیر احکمی

۱۰ ندانند و ما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی

چه فرّخ کسے کز دلِ ترسناک | گرایش کند سوئے یزدانِ پاک
بهر سرفرازی و افگندگی | نه پیچد سر از رشتهٔ بندگی
ز پرهیزگاری برآرد نفس | که سرمایهٔ هستی این است و بس
بهر پیشهٔ کایدش در شمار | خدا را نگردد فراموش کار
۱۵ گرش خشم پیش آید و گر نواخت | شناسد ز جائے که باید شناخت
چو او آفریده شد از خاک باد | بعبرت کند ز آفرینده یاد

۵ ـ سرخی، ق: کوشند ـ ۱۲ ـ طاعت؛ ـ ۱۵ ـ س ا: گداخت

در آگاهیِ خود ز نو تا کهن | ادب را نگهدار اندر سخن
نگوید ز قانونِ دانندگی | سخن جز باندازهٔ بندگی
لبانا تماماں که از خوی خام | ز معلول و علت برآرند نام
بدستِ هوس باز داده عناں | که باده چنین ست صورت چناں
۵ گه اثباتِ کلی بقولِ حکیم | گه انکارِ جزوی بعلمِ قدیم
گهی در طبیعی طبیعت کشای | گهی در ریاضی ریاضت نمای
کسی را که چشمِ خرد پیش نیست | دریں هر دو چنداں کم و بیش نیست
ولی چوں سخن در الٰهی فتاد | خیالِ خرد در تباهی فتاد
چو زیں در رکند فلسفی نکته راست | قفا زن که گردن زدن اندرست
۱۰ چه ابله کسی کاندریں نه عجیب | خورد زیں نمطهای رنگیں فریب
چه نازی براں علمِ ناسودمند | که پیدا اگر زندست و پنهاں گزند
چو چینه بدل زهر دارد تباه | چه بینی رخِ سرخ و خالِ سیاه
مبیں رنگ و پیرایهٔ خویش را | شناسنده شو مایهٔ خویش را
چو طاؤس شو پیکر آرای خویش | ولیکن فرامش مکن پای خویش
۱۵ باندیشه باید سخن گسترید | کزیں پر برافلاک نتواں پرید
سخن کز شریعت نویسد برات | دمِ خواجه تاشی زند تا حیات

---

۱۵ - س۱، ۹ - به اندازه

ازین هرزه هم به که پیچی عنان | که عنصر چنین کرد و انجم چنان
سخن زین زبونان چگوید کسی | که هستند عاجز تر از ما بسی
چه بندی برو مهر و آز از خویش | که باشد سراسیمه در کار خویش
چو مرغی خود از دام نجهد مدام | دگر مرغ را کے رهاند ز دام
۵ مگس کو بجلّاب تر گشت اسیر | کجا چون خودے را شود دستگیر
طبیبے که پیوسته بیمار ماند | نشاید ببالین بیمار خواند
سبک گیر دان دیده را آب شور | که دارو ستاند ز کحّال کور
بباید سر از رشتهٔ چرخ تافت | که چرخ این سر رشته را از نیافت
چو پرده است ز آگاهی خود تهی | ز پرده نشین کے دهد آگهی
۱۰ چو شد پردگی پردهٔ باز را | چه دارد خبر پردهٔ راز را
بسا کس کزین پرده گفتند راز | کزین پرده تارے نکردند باز
بدین قلعه بنگر کرا خود ره است | که کنگر بلند و رسن کوته است
چه فرّخهٔ مرغ در بیضه زیست | کجا داند از بیضه بیرون که چیست
کسے کو ندانست راز جهان | جهان آفرین را چه داند نهان
۱۵ چه پنداری اے ابلهٔ تیره رائے | که گنجد در اندیشهٔ تو خدائے
چو صانع بود در صفات کمال | چه مصنوع را گنجد اندر خیال

---

۹ - ق و سن نسـ تهی - ۱۲ - بدین قلعه ره خواستن نه از رهست

خدا کادمی را جهانی نهاد — درو آشکارا نهانی نهاد

چه روشن که در هر دلی راز چیست — بهر خاطر انجام و آغاز چیست

نداند شناسای پنهان اساس — نهانخانهٔ آدمی از قیاس

نداند چو کس ز آدمی راز را — چه روشن کند آدمی ساز را

۵ جهانیست گرچه آدمی هیچ هیچ — بدروازهٔ کبریا هست هیچ

چو هژده هزار اندرین ره گمست — چه اندازهٔ یک دلِ مردم ست

ولیک این سفیهانِ بی رای و هوش — دلِ بیخبر را نمالند گوش

بحرفِ دو گستاخ روئی کنند — بکارِ خدا نکته گوئی کنند

کسی را که سررشته آمد بدست — لبش بر سخن مهرِ جاوید بست

۱۰ رقم به که بر حرفِ ابتر کشند — ز بیهوده گوئی زبان در کشند

ادب را نگهدار کز هیچ رای — خدا را نداند کسی جز خدای

حکایت زالی که زالی را بخدای تعالیٰ راه نمود

یکی راز زالانِ پوشیده حرف — به نزدِ خدا بود کاری شگرف

۱۵ خبر یافت زالی ز بازارِ او — درآمد بنظارهٔ کارِ او

همی گردش از چشمِ خواری نظر — که تا چیست این بیوهٔ بی خبر

---

۱۴ سل ب: کوته

بپرسید از و زالِ الا گرائے — کہ ہاں داری آگاہیے از خدائے

بگفتا کہ اے کوز پشتِ کہن — نہ پرسید کس از چو من این سخن

کہ در ذاتِ صانع ز لفظِ چو دُر — شد از گفتِ من جملہ آفاق پُر

بخندید فرتوت و بگریست زار — ق — بدو گفت کاے غافل از سرِّ کار

دلت گر نشانے ز وے داشتے — زبان در سخن زہرہ کے داشتے

برائے کہ کونین در وے گم ست — چہ جائے سخن گفتنِ مردم ست

پرتاب کردن سکندر راست روان کیشِ خود را کہ بایستہ رہ بودند ہمراہی پیکاں سوے نشانہ گاہِ یونانیاں کہ درونِ ایشان در رفتند و عقدہ عقیدۂ باطلِ آنہارا بکشایند و پیش آمدنِ آں آہن دلاں و رد کردنِ پیکاں را بسختی چشم و دل و بازگشتنِ آں فرستادگاں با زبانِ کند و سوہاں شدنِ جبہ شاہ و ہم از چینِ کینِ و بلند کردنِ کمند بکمرِ کوہِ یونانیاں و دراز دادنِ بازوے

دست راست لشکر را تا از شست سهمناک سهمی

بر ایشان زند و حرب کردن یونانیان از تیغ کوه و روی

تافتن رومیان از زبانهٔ شمشیر ایشان و رسکندر زدن

و گرم شدن سکندر از آتش غصّه و از سر غضب

کوه بریدن و دریا بر آن و زنجیان فرو ریختن

طرازندهٔ قصّهٔ روم و روس | چنین بست پیرایهٔ این عروس
که چون شد سکندر با لهام غیب | ز هر ضبن مردم رقم شوی عیب
همه گمرهان را بر آن سان که خواست | به شمشیر حجّت همی کرد راست
چو زان گونه شد مردم از هر بلاد | که یا دین پذیرفت یا جزیه داد
حمایت سوی نیک رایان گرفت | به خنجر رهِ کژ گرایان گرفت
به پیرایه رایت چو مهتاب کرد | سراپرده در پردهٔ آب کرد
چو گشت اندران ناحیت جایگیر | نشیننده را کرد فرمان پذیر
ازان جا شتابنده با کوس و پیل | روان کرد دریای لشکر به نیل
بخصم افگنی چست کرده میان | ستیزنده در خونِ یونانیان

---

۸ — سرا: گذارنده — ۱۳ — م و ق: سراپرده در باب او اب کرد

خبر داشت کاں ملتِ ناسپاس — ز یزداں ندارند در دل ہراس

بہ گستاخ گوئی زباں کردہ باز — کہ ما را کلیدے ست بر گنجِ راز

بہ نزدیکِ شاں فیلسوفِ کہن — نکوتر ز پیغمبرے در سخن

پیام آورے راز کار آگہاں — رواں کرد نزدیکِ آں گمرہاں

۵ پیامے کہ دیں را روائی دہد — ق — بر آئینِ پاکاں گوائی دہد

بدو گفت تا باز گوید درست — کہ باید خیالِ کژ از سینہ شست

فرستندہ راست نہ گزاشتن — فرستادۂ راست گو داشتن

کسے را کہ سوئے رہائی ست رائے — ہم از تیغِ من ہم ز خشمِ خدائے

شود بہرہ مند از نشانِ صفا — بدہرہ زند دہریاں را قفا

۱۰ بدینِ حنیفی گرائش کند — خدا را بدیں رہ نمایش کند

نشاند سرِ فلسفے پرستاں — ز معلول و علت بتابد عناں

دریں رہ نباشد کژ اندیش را — سزا بیند اندیشۂ خویش را

فرستادۂ شاہ برداشت راہ — بہ یوناں رسانید پیغامِ شاہ

سرے بود شاں افلاطوں نام — شدہ پختہ کار اندراں کارِ خام

۱۵ ز بیہودہ گویاں زباں تافتہ — ز فرہنگ و فرماں عناں تافتہ

نگارندہ در سینہ بے ہراس — خطی عورناس و پری مہ لباس

---

۲ ــ سل ۱: روی ــ ۵ ــ ق ۲: اسرار ــ ۱۰ ــ ق و س ۲: ستایش ــ ایضاً ــ م: نیایش ــ

به گمراهیِ خلق فتوی نگار   که پاینده شد گردشِ روزگار

سزا این و دیگر سزائے گم ست   بخوبی و زشتی جزائے گم ست

طلب نیست نز ایزد و بر ایزد بهست   کند هر که هست از جهانِ چه هست

نیوشنده را از خیالِ چنان   بخود کامگی کرد مطلق عنان

٥ همه مردم از رایِ سنگینِ او   یقین بست بر قولِ رنگینِ او

زد از یک سرائے دریں خانه خشت   نه اندیشه از دوزخ و نه از بهشت

ز وسواسِ دیو اندریں دیولاخ   خرامند هر یک بگامِ فراخ

چو برخاست از مردم اُمید و بیم   کجا ماند آئینِ عصمت سلیم

چو رفت از سرِ اسپ سرکش لگام   نه پویش بهنجار باشد نه گام

١٠ فلاطون چو بشنید پیغامِ شاه   بپاسخ نشد از زیرکان چاره خواه

ستیزنده پیرانِ یونان زمین   ز رومی در ابرو فگندند چین

گشادند ز اندیشهٔ نابکار   جوابے فرستاده بر شهریار

کز آنجا که بینائیِ رائے ماست   سرِ آسمان رتبه پایِ ماست

دلِ ما که گشت ست دانائے آ   به پرسیدنِ کس ندارد نیاز

١٥ چه محتاجِ پیغمبرِ دیگریم   که ما بر سرِ خویش پیغمبریم

چراغے نجوید نظرگاهِ ما   خرد بس بود مشعلِ راهِ ما

٧۔ س ل: به سنگ لاخ

بنورِ خرد ره به یزدان بریم   که سوے فرستادگان بنگریم
اگر نعمتِ ما خردمندی ست   خردمند را چاره خرسندی ست
بدین آهوا رشاه شیری کند   مگر آهو از سگ دلیری کند
اگر بگذری کارِ ما جنگ نیست   فرودستیِ چون توئے ننگ نیست
۵ وگر با فرودست گیری ستیز   چه چاره گریزنده را از گریز
چو با زورمندان فتد داوری   گریزندگی به ز زور آوری
درین کوه پایه بیابان کم ست   گذرگاهِ کشورخدایان کم ست
چگونه کند بے سپر شکرش   که صدلی سر آید صبا بر برش
مرا ره بکوه و ترا گنجِ زور   کجا پیل بر کوه پوید چو مور
۱۰ بهر خانه چون چاهِ بیژن گو ست   بهر گوشه صد غارِ کیخسرو ست
مگر شر کزین سو گر آید همی   بمهمانِ کیخسرو آید همی
سکندر گر از دستگاهِ چو میغ   ق   بکوه افگنی راند بر سنگ تیغ
هم آخر بکارے ستایں کوهسار   که بینی کمر بسته و تیغدار
کلوخے مبیں خوار کافتد براه   گزو چون سر آئی بیفتد کلاه
۱۵ رسانندهٔ نکتهٔ باصواب   چو بشنید گفتارِ خود را جواب
بدرگاهِ اسکندر آمد فراز   شنیده سخن را فرو گفت باز

---

۶ ـ س ل: ـ یاوری ـ ۱۰ ـ ق آ: ـ بهرخانه ـ ۱۴ ـ س: ـ که آخر سران استاند کلاه

جهاندار ازان پاسخ تلخ دام — به تندی فرو ریخت تلخی ز کام

بفرمود تا فوجی از قلب خاص — کنند بسته بر خصم راه خلاص

چنان لشکر اندر رحیل اوفتاد — که موجش گذارای نیل اوفتاد

بفرمان فرمانده تاج و تخت — بزرگان بکشتی کشیدند رخت

۵ ز مردان کوشنده کارزار — گذارا شد از نیل پنجه هزار

خدنگ افگنانی که هنگام جنگ — نشانند سوفار در مغز سنگ

کمر بسته و ترکش آراسته — چو شیران بصید افگنی خاسته

به تیزی چو در کوهسار آمدند — بدامان کهسار خار آمدند

بهر سو سوارے ز فرزانگی — همی شد بمردی و مردانگی

۱۰ همی آمد از کوه بی سنگ زیر — بکوه گران سنگ می شد دلیر

فرو جستن از چار و ناچار بود — که ره بر شتابنده دشوار بود

پیاده بهر فرجهٔ کوه و سنگ — همی تاختند از کمین چون پلنگ

همان کوهیان نیز از آهنگ تیز — ستادند در کینه گاه ستیز

نکردند سستی دران کار سخت — فشردند در سنگ پا چون درخت

۱۵ چو مور و ملخ گشته پر شور و شر — ز مور و ملخ بلکه انبوه تر

طرف بر طرف بهر پیکارها — کمینها برون می زد از غارها

---

۱۱ — ق و م و س: ب — فرو جستن از باره ناچار بود — ۱۵ — م: ب — انبوه سر

نشیننده ره دان و آینده گم بسے سو بسوی کشید اشتلم

همی موے در موے آویخت مرد چو موے که در یک گرہ پیچ خورد

دران مو بمو پیچش بے دریغ دو صف همچو دندانِ شانه به تیغ

چنان گشت هنگامهٔ رزم گرم که خارا شد از تیغِ فولاد نرم

۵ سنان در دلِ سختِ شیران نشست چو الماس کاندر آهن نشست

اجل عبرهٔ خون ایشان نوشت که سر می درود و اندام کشت

چنان هر در پشته ها کشته گشت که بر روے یک پشته صد پشته گشت

زباران بدینسان که زد تیر تیز همه سنگِ کهسار شد لاله خیز

زبس خون تو گوئی که کوهِ بلند ز دل کانِ یاقوت بیرون فگند

۱۰ دو رویه همی رفت تیغِ دو روے همی گشت یک رویه کارِ دو روے

بکوشید رومی بکین تا سه روز نشد چیره بر دشمنِ کینه توز

چهارم که یونانی انبوه گشت خس انبه تر از سبزهٔ کوه گشت

سپاهِ سکندر نیاورد تاب ز فیروزیِ خصم شد روے تاب

یکے آن که در کنجِ غار و دره بسے سر زمین در شد یکسره

۱۵ دوم آن که کوشندهٔ رزم کیش ازین سوے گم گشت از آن سوے بیش

ز رومی سپاهے که ناکشته ماند سر و سینه خسته بهر پشته ماند

---

۸ – س ل: تیغ تیز – ۱۰ – م[۲]: همی رفت یکرو به کار ارد و دورو – ایضاً – ق و س: کار ار دو سو – ۱۲ – م: آئین تر

۱۳ – ق[۲]: بهره – ۱۴ – ۱۵ – م[۲]: زبے رشے

سران سپه اصواب آں نمود | که وامانده را باز یابند زود

سپه از رجعت دلیل آمدند | وزاں چشم بد سوے نیل آمدند

نشستند گریاں بر اہل رحیل | زدند اندراں سوگ جامه به نیل

گزشتند از نیل و رفتند باز | سر افگنده پیش سکندر فراز[۴]

۵ بسیمرغ گفتند از اندوه و تاب | ستمگاری ماکیاں بر عقاب

سکندر که ملک سلیمانش بود | همه مرغ و ماهی بفرمانش بود

عجب ماند ازاں سختی خشم و دل | که تیر سکندر شد آں جا خجل[۷]

در اندیشه شد تا چه سازی کند | که با کرگساں چیره بازی کند

اگر بازِ[۹] لشکر فرستد به جنگ | روش مشکل ست و گزرگاه تنگ

۱۰ وگر تن زند تاب چوں آورد | که مور اژدها را زبوں آورد

چو رائیش در دل نیامد درست | دراں داوری از خضر راے جست

ازاں جا که دانائی خضر بود | به پرسنده گفت آنچه خواهش نمود

که هر کار دشوار کاید به پیش | به آسانی آید بهنجار خویش

عدو گر به نیرو نگردد خراب | به نیروے دانش فرو کن ز آب

۱۵ پس پشت کها این مرز و بوم | کمرهاے کوه است دریاے روم

سه[۳] فرسنگ باشد سطبری سنگ | که او تا بیاباں است و روے زنگ

---

۴ ـ ق۱ ـ شه سرفراز ـ ۷ ـ ق۱ ـ چشم ـ ۹ ـ م۲ ـ زبس

که آن ابهجار بتوان شکست | شود آتش فتنه از آب پست
ز سیلی که بر کوه ریزد توان | شود بر سر کوه کشتی روان
اگر خصم را عمر نوح ست بیش | بطوفان نوح افگند رخت خویش
سکندر که خضر رهش وا نمود | ره چشمه می جست دریا نمود
۵ بفرمود باشند سپه تیز گام | بدنبالهٔ خصم خضر اخرام
کمر بست بر عزم کوه افگنی | بپولاد سختی و خارا کنی
بجایی که شد خضرشان رهنمای | کشادند بازوی زور آزمای
بتعلیم رایش بکار آمدند | بسنگ اندر آهن گزار آمدند
ستون وار کوهی که بر رُست یافت | ستونی زد و بیستونی شگافت
۱۰ بهر گوشه پیدا چو فرهاد چند | بهر تیشه جویی چو فرهاد کند
بقدر سه مه قلب دارا شکن | دران تنگنا بود خارا شکن
ره سیل کردند زان گونه پست | که چون بشکند باز نتوانش بست
به نزدیک دریا ز کوهی چو ابر | تنک شیشهٔ ماند سنگ سطبر
دران پرده هیزم فرو ریختند | زدند آتش تند و بگریختند
۱۵ گرفت آتش و راه در خاره کرد | بدامان که پرده را پاره کرد
ز نیروی دریا دران سنگ لاخ | ره سیل شد همچو دریا فراخ

---

۱۱ — ق: بقدر سه مه — ۱۲ — م: ره سیل کردند زانگونه رست — ۱۴ — س: و زد

در افتاد سیلاب دریا به کوه | خروشنده شد موج دریا ستوه
جهان در جهان موج طوفان گرفت | اجل دامن فیلسوفان گرفت
نماند اندران غرق طوفانیان | نشانے ز یونان و یونانیان
حکیم کهن بود در دور و پیش | ز یونانیان علم او سود بیش
۵ درین ماجرا راز دانِ کهن | برآب دگر ریخت بیرون سخن
که سالے دو صد پیش ازان آبگیر | بیونان نیایش گرے بود پیر
ز رختِ جهان خانه پرداخته | ز برگِ گیاہے خورش ساخته
خدا داده ره در حضورِ خودش | برافروخته دل بنورِ خودش
شنیده ز غیب آنچه باید شنید | رسیده بجاے که باید رسید
۱۰ هر آن شیشه کز حکمتش دیده جست | بسنگِ کرامت شکسته درست
درِ خرقِ عادات محکم زده | جنیهاے معقول را کم زده
حکیمان ز حیرانیِ کارِ او | شده معترف بر نمودارِ او
چو هنگامِ آن در رسیدش فراز | سخن گفت با کاردانانِ راز
که چون من بپردازم از خانه جاے | ق | گرایش کنم سوے دیگر سراے
۱۵ چهل رس برآرند جاے بلند | برو قبه چون سپهر ارجمند
دران قبه سازند م آرامگاه | بجوید کسے سوے آن خانه راه

۶- م ا: که سالے دو در پیش آن آبگیر - ۱۳- ق و س و م ا: رفتن - ۱۶- د خمه

بیایند زاں پس بہ دو بیست سال | کنند آنچہ در خاطر آید سوال
کہ تا ہر یکے راز راہِ صواب | دہم ز آنچہ پرسیدہ باشد جواب
دراں وزکا فتاد در پائے روم | بیونان و دریا شد آں مرز بوم
ز دو بیست سال آخریں روز بود | کہ میعادِ آں دانش افروز بود
۵ چو بود ایں فسانہ خبر بر خبر | رسیدہ بہر کس پدر بر پدر
بہم گشتہ بودند پیرانِ عہد | بمیعاد مہدی شدند سوے مہد
نشستہ بپرسش کشادہ زباں | ببالینِ آں خفتہ پاسباں
نظر داشتہ تا دراں انتظار | ز پردہ چہ بیروں نہد پردہ دار
طلب می نمودند رازِ نہاں | کہ طوفاں شد از چار سو ناگہاں
۱۰ ہمہ غرق شد گردش از پیش و پس | ہماں قبہ ماند از بلندی و بس
دراں حیرت اندیشہ زد رادِ شاں | کہ اندرزِ دانا شد از یادِ شاں
چو گردید روشن کراماتِ پیر | کہ گشت اندراں غرقہ شاں دستگیر
بدل گشت شاں سرِ کارش درست | کہ آں وزر را دیدہ بود از نخست
چو بود او پناہِ ہمہ عہدِ خویش | پناہندہ را خواند در مہدِ خویش
۱۵ کہ راہش سوے آشنائی دہد | ز موجِ ہلاکش رہائی دہد
یکے گفت کاں وعدہ کز پیر خاست | اگر راست شد باز جوئیم راست

---

۳ – س: بیونان و در شد دراں مرز بوم – ۸ – م ۲: نہد

شناسندهٔ گفتش بگویش و کم　　که گفت بیان وزد امروز هم

سخن بی‌شک این بود زان نیکرای　　که یابی رهائی ز خشم خدای

نه آهسته بود این سخن نزدِ هوش　　که دولیست ساله ره آمد بگوش

حدیثی کش آفاق بشنید راست　　اگر نشنوی تو غرامت گراست

۵ دهد مرده پند و جهان بشنود　　ولی زنده گو که آن بشنود

عزیزان که در خاکِ گوئی تواند　　بدان خامشی پندگوئی تواند

چو آن پندجویان شنیدند پند　ق　ز خاموش گویان ببانگ بلند

فگندند سر تا چه چاره کنند　　کزان ژرفِ دریا کناره کنند

چو هنجارِ دیگر نیامد فراز　　درِ قبه را تخته کردند باز

۱۰ چهل مرد بود آن که بر قبه رفت　　نشستند از آن جمله بر تخته هفت

تنومندی از دل برآورده تف　　بدریا سپردند تن جان بکف

زده دست در آب و افتاده پست　　ز خود هر زمان می بشستند دست

از آن هفت تن هم بیک موجِ سخت　　چهارِ دگر ریخت در آب رخت

سه تن ماند با سینهٔ پرفسوس　　فلاطون و خرقیل و فرفیلقوس

۱۵ چو شان آبخور بود باقی هنوز　ق　قدح پر نمیداد ساقی هنوز

بصد رنج از آن غوطه گاهِ هلاک　　رسیدند یک روز و یک شب بخاک

۱- م: که گفتش - ۲- م: سخن اینک این بود کین سوگرای - ۶- ق. س. م: غریبان - ۹- ق ا: هنگام
۹- ق. م۲: بتخته - ۱۰- م: بنومیدی - ۱۶- س: جرعه گاه

گرفتند ره با دلِ رنج بهر | فلاطون به ویرانهٔ ایشان بشهر
ازین جمله مردم که فرمان نبرد | جز آن هر سه تن چاره‌ی جان نبرد
فرو ماندگان او ز آن ترس و بیم | نه حکمت بکار آمده نی حکیم
چنان کوه کو تیغ بر سر کشید | بیک لطمه دریاش در ته کشید
۵ شنیدم که چون کشتی از هر مقام | بدان آبِ رخشنده یابد خرام
توان دید یک یک عمارت در آب | بر آنسان که در آبگینه شراب
ز خاصیتِ آن زمین سینها | تخیل کند همچو آیینها
بدل کرد اندیشهای پدید | که اندیشه نتواند آن جا رسید
ز معنی شود سینه صورت پذیر | ز حکمت در انگیزش آید ضمیر
۱۰ ازینجا بدریای گردون پرست | کزو بینشی در دلِ هر کس ست
بسی کشتیان کاندرین رود نیل | نشینند و رانند به حکمت دلیل
چو زین رود ده خانه فراتر گذشت | گذشتش ز سر هر چه بر سر گذشت
ز چندان رونده کزین رو شتافت | کسی غورِ طوفانِ او در نه یافت
پس آن به که غوکان درین چاه بین | نگویند از موج دریا سخن
۱۵ بیا ساقی آن ساغرِ دلگشای | ق | که صورت نمای ست و معنی فزای
بده تا دل از وی مصفا کنم | دو دریای معنی بیک جا کنم

---

۲ - س: بهیچ کس جان نبرد - ۷ - ق، س وم: بـ شود در تخیل چو آئینها - ۱۱ - س: بـ کشتیها

بیا مطرب آں نائے را کن بدست | کزو ارغنونہاے یونان شکست
چناں تلتلبش کن کہ عنقاے روم | ازاں باز گوید بہر مرز و بوم

وصیّت بہ موفقاں کہ در بخشِ وفاق یدِ بیضا نمایند ۵ واز آرایشِ کاسۂ تختِ نغز مائدہ سنج آرایند و فروماندگانِ صفتِ نعالِ عینِ عطلت و غفلت را در صدرِ او توا العلم درجات خوانند و از دعوتِ محمّدی نعمت چشانند ۱۰

چہ والاست دانندگی را سریر | کہ ہر کس نہ گردد برو جاے گیر
بریں پایہ آں کس برآید بلند | کہ برتابد از رشتۂ جاں کمند
بکاں کندن آید زر از کانِ تنگ | وزیں کاں بجاں کندن آید بچنگ
کسے دارد از علمِ عالم فراغ | کہ او چوں قلم خورد دودِ چراغ
۱۵ خردمند کیں سکّہ با خویش یافت | بہر دست گہ دستِ خویش یافت
ہمایوں کسے باشد از ہوش و راے | کزیں سایہ میموں شود چوں ہماے

۲۔ س ا ب: سازشے - ۲ - م ۲ ب: ازاں راغ

اگر زورمند ست و گر ناتوان | بود در همه جای حکمش روان
همه کاروانان بدو رو نهند | همه گوش بر گفتهٔ او نهند
چو رخشنده شد سینهٔ زین آفتاب | دگر تیرگی را نه بینی بخواب
شناسد که در پرده ها راز چیست | بهفتار غنونِ فلک ساز چیست
۵ چرا شکلِ تدویر دارد سپهر | اثر چیست در انجم و ماه و مهر
چرا دارد اختر بیک سو مسیر | چرا عنصرست استحالت پذیر
چرا شد پدر هفت و مادر چهار | چگونه سه فرزند شد آشکار
چو این هر سه زین یک پدر ماد زند | چرا این نه مانندِ یک دیگر اند
چرا بهتر از جامد آمد نبات | چرا برتر از هر دو شد ذی حیات
۱۰ تنِ آدمی کز جهان برترست | سبب چیست کز همگنان برترست
چرا مردم از بینشِ نیک و بد | خردمند شد دیگران بی خرد
جماد از چه مُرد و نبات از چه زیست | چرا برق خندید و باران گریست
چگونه است جسم و چه چیزست جان | چرا این برهنه است پوشیده آن
چرا جوهرِ جان جدا پیشه نیست | سزاوارِ تقسیمِ اندیشه نیست
۱۵ چگونه کنی حدِّ هستی تمام | دو جوهر چه و هست نقطه کدام
مقولات کان نزد ده[10] افزون بود (نیز از ۱۲) | یکی جوهر و نُه عرض چون بود

---

۱۳ - مس ل ا: چگونه است

چرا جوہر اعلیٰ ز اجناس گشت | چرا جانور جملہ حسّاس گشت
چگونہ است در پنج فرد ارتباط | چسان ست در چار شکل اختلاط
سخن را چگونہ دھند اختصاص | در امکانِ عام و در امکانِ خاص
دلالت چسان ست در التزام | تطابق کدام و تضمّن کدام
۵ دران حصّہ کز جنسِ و نوع راست | نشد فصلِ علّت ز بہر چراست
چہ چیز ست علّت کہ عقلِ حکیم | بدین حیلہ خواند جہاں را قدیم
کجائیم ما وین صنم خانہ چیست | نگارندۂ این صنم خانہ کیست
گر این خانہ ما راست رفتن کراست | وگر زانِ ما نیست بودن کجاست
غریبانِ این رہ کجا میروند | چرا آمدند و چرا میروند
۱۰ چسان نیر و این تختۂ خاک را | کہ روشن کند راز افلاک را
چہ روشن دلے باشد اندیشہ سنج | کزین در کلیدے رساند بہ گنج
درآموز و آن نکتہ کز راہ خود | شناسد کم و بیش کالاے خود
چو در خود خرد را شناسندہ ساخت | خداوند را ہم تواند شناخت
ز ہر دانش آن شد پسندیدہ تر | کہ تا زبیمِ یزداں کند دیدہ تر
۱۵ براہِ خدایت روائی دہد | ز بندِ غرورت رہائی دہد

---

۲ ـ چگونہ است در شکل و در اختلاط ـ ۴ ـ ق[2]: تطابق کدام و تضمّن کدام ـ ایضاً ـ م: مطابق کدام
۶ ـ سلیم ـ ۸ ـ س[1]: چراست ـ ۹ ـ م[1]: کجائیم ۱۲ ـ م، س[2]: خویش در ہر دو مصراع ۱۴ ـ س: بکنی

جز این هرچه خوانند ناخوانده به — قلمهائے بیهوده ناراندہ به

چنان خوان گرت حکمت ست آرزو — که حجت کنی علم او هم بر او

نه زان گونه کان تیغ گردن زنی — ز دشمن ستانی و بر تن زنی

بخوان هرچه خوانی ـ ولیکن تمام — که ناپخته نیکوتر از نیم خام

۵ مبین در متاعِ تهی مایگان — که جویند آزارِ همسایگان

بکم مایهٔ ناقص آید به شور — بود قطرهٔ آب طوفانِ مور

بهر نامه حرفی از کسے جوے و بس — که با صد هنر برنیارد نفس

کسے کو بدعوی سخن خواست گفت — مدان راست ار خود همه راست گفت

بسا کس که با جمله معلومِ خویش — زبون آمد از دعویِ شومِ خویش

۱۰ حکایت فلسفی که اول زنخ زد و آخر بر ریش خود خندید

شنیدم که یونانیِ پُرگزاف — همی زد ز دانائیِ خویش لاف

که بالاے گردون و زیر زمین ق — درون و برون و همان و همین

۱۵ ز هرچه آشکار است یا در نقاب — بپرسید تا باز گویم جواب

یکے گفت بگزار پست و بلند — خبر ده که موے زنخدانت چند

---

۸ ـ م ۲: مدان خواست ـ ایضاً ـ س: همه راست

نیوشنده زان موے در سخن — بہ پیچید چون موے بر خویشتن
دمش با چنان دعوی برتمے — بموئے فرو ماند چون پیکرے
سخنہاے ابتر چہ گوید کسے — کزان خندہ بر ریش بندید بسے

روان کردن سکندر کوہ بے سنگ را در سنگلاخ

۵ کوہ بطلبِ گوہرِ افلاطون و دریافتن آن گوہر در کمر کوہسار

و نگین دستگاہِ دولتِ خود ساختن و زیر دستِ خود

نشاندن و از پرتو معادنِ الناس کمعادن الذہب

۱۰ والفضہ دریافتن

شناسندۂ حرفِ دانندگی — چنین کرد ازین تخت خوانندگی
کہ چون بیرون آمد فلاطون ز آب — ق — تنِ خاکی از موجِ طوفان خراب
نبودش سرِ یاری مردمان — روان شد سوئے کوہ چون بیکران
۱۵ ز ہر بوم برداشت آہنگِ خویش — چو سیمرغ بنشست با سنگِ خویش
دہان از آشام و خور بند کرد — بشاخِ گیا سینہ خرسند کرد

۲- م-ق ۲: بنگری- ۱۲- م ۱: نکتہ- ۱۳- س ۱: کہ آمد چو بیرون- ۱۴- ق: ناگہان

نیاکش گر بپردهٔ راز گشت | بما زاندراں پرده دمساز گشت
نهانی زکیش کز آمد بروں | سوے راستی شد دلش رهنموں
چناں گشت کوشنده در بندگی | که شد سرفراز از سرافگندگی
زشب زنده داری دلش زنده شد | چراغش چو خورشید رخشنده شد
۵ فروغ از درونش بروں داد تاب | نماند اخترِ روشنش در نقاب
همه مردم از سکهٔ کارِ او | نمودند رغبت بدیدارِ او
برآمد میانِ همه خاص و عام | فلاطون حکیمِ الٰهیش نام
زنامش که در شهر و کشور رسید | حکایت بگوشِ سکندر رسید
سکندر که بد در خبر پیش ازاں | خبر داشت از کارِ او پیش ازاں
۱۰ که از کاردانان نو تا کهن | نیوشنده بود از فلاطون سخن
که بودند نازاں بهر مرز و بوم | بشاگردیش فیلسوفانِ روم
ارسطو کزاں گونه داننده بود | هم از لوحِ او حرف خواننده بود
هوس داشت اسکندرِ کارداں | بدیدارِ آں مردِ بسیارداں
دلش ماند زیں غم بتاب اندروں | که چوں گشت حالش به آب اندروں
۱۵ بیوناں نگر چوں تباهی رسید | کزاں گونه مرغے به ماهی رسید
چو آگاه شد کاں خرد پیشه مرد | به آبش خور آمد ازاں آبخورد

---

۲ ـ س ۲ : شده بر دلش راستی رہنموں ـ ۴ ـ م : در ہر دو مصراع : گشت بجاے شد

هوس کرد کز سکهٔ سنگ و سیم | زند بر محک کیمیای حکیم

به هستی خویش راهش دهد | بهمزانوی دستگاهش دهد

نهد سنگش اندر ترازوی خود | کند وزنش از زور بازوی خود

فرو برد از آن جان حکمت شناس | نهان خانهٔ حکمتش را قیاس

۵ خیالات خام از سرش کم کند | به برهان عقلیش ملزم کند

دلش کز هوا تیر نمرود بود | بکیش براهیمش آرد فرود

فرستاد پنهان بلیناس را | که از کان برون آرد الماس را

بفرمان فرمان‌روای جهان | روان گشت دانا چو کارآگهان

نشان جست و سوی فلاطون شتافت | نشیننده را از نشان باز یافت

۱۰ پیام سکندر بدو گفت باز | که ما راست سویت بدیدن نیاز

سزد گر گرائی بمهمان ما | ز دانش دهی بهره جان ما

ز اندیشه دادش فلاطون جواب | که ذره ندارد سر آفتاب

من اینجا که گشتم ز دل توشه گیر | ز غوغای عالم شدم گوشه گیر

که تا چون ز دانش گرفتم درے | نکوبم بخواهش در دیگرے

۱۵ چو همت بود بر درم پرده دار | سکندر نیاید درین پرده بار

چو درویش با شاه جوید نشست | عنانش از سلامت بباید گسست

---

۱۴ - سل: ب - که تا چون گشایم بدانش درے - ایضاً - م: ب - که تا چون بدانش گرفتم درے

چو یارِ سلیمان هوس کرد مور — شود کشته در زیرِ پاے ستور

چو گنجشک خواهد که بریان شود — طلبگارِ گندم بسلطان شود

بسے گوئی کاے منظرت نور دار — گدا را درین گوشه معذور دار

مرا نے نیازِ کم و بیشِ تست — ترا گر نیاز ست ره پیشِ تست

۵ فرستاده کوشش فراوان نمود — نیوشنده را رائے رفتن نبود

بلیناس چون دید کان هوشمند — کند وقتِ خود را بخود ارجمند

بشه باز شد در جبین خاک رفت — شنیده سخن یک بیک باز گفت

چو شه رغبتِ دیدنش بیش داشت — ق — دل اندر پئے رغبتِ خویش داشت

سبک بارگی جست و بر داشت راه — به برجِ عطارد روان شد چو ماه

۱۰ نه بود از بزرگاران بدنبال کس — جز از هوشمندان تنے چند و بس

سرِ کوهکن سوے کهسار کرد — بکوه آمد و ره سوے غار کرد

چو در غار شد کرد مرکب رها — بغار اندرون رفت چون اژدها

دران اژدها خانهٔ مار پیچ — بجز مار پیچان نمی دید هیچ

بسے اژدها زیر پا کرد پست — که تا یافت بر گنجِ پوشیده دست

۱۵ نگه کرد در کنجِ آن تنگ نائے — فرشته وشی دید هر دم نمائے

گلیمے در آورده در گردِ دوش — خزیده چو روباهِ پشمینه پوش

---

۶ — ی۲: زخلق

کسے گنجش اندر سفالینه خم — کلیدِ زبان در دهان کرده گم
مبرا شده دل ز غم خوردنش — مصفا شده تن ز کم خوردنش
رگ اندر تنش رو نما از صفا — نماینده چون رشته در کهربا
ز تابِ درونِ درافشانِ او — حکایت کناں روے رخشانِ او
۵ چو سیماے شه دید برخاست زود — برسمِ بزرگان تواضع نمود
پس آنگاه گفت از دلِ عذر خواه — دعاے سزاوارِ تعظیمِ شاه
بپرسید کاقبالِ شاهِ جهاں — بدیں سو چرا رنجه شد ناگهاں
چه آورد بر صعوه سیمرغ زور — کجا پیل گنجد بسوراخِ مور
بلے نبود از کارِ مهتاب دور — که ویرانه را افروزد ز نور
۱۰ جهاندار فرمود کز دیر باز — بدیدارِ تو بود ما را نیاز
بسے آرزو داشت رائے بلند — که گردد ز دانائیت بهره مند
کنونم که آں آرزو دست داد — سرِ گنجِ پنهاں بباید کشاد
چو دانست دانائے دریا قیاس — که آمد خریدارِ گوهر شناس
بمهماں نوازیش بگرفت دست — نشاندش به تعظیم و خود هم نشست
۱۵ سخن را از هر پرده ساز کرد — ز رازِ نهاں پرده را باز کرد
بهر باز پرسی که شه مے نمود — حکیمش باندیشه ره مے نمود

۱- م: بہ سبی۔ ۳- م: بہ دل اندر تنش را نمایش از صفا۔

نخستش به پرسید کای گنج راز ‌ ‌ ‌ ‌ ازین گوشه گیری چه داری نیاز
جهانی پُر از آرزو در ضمیر ‌ ‌ ‌ ‌ بمشتی گیا چون شدی خوپذیر
چو گیتی پر از بانگ و آوای ایست ‌ ‌ ‌ ‌ چنین تنگ غاری چه پا وا ایست
سبب چیست دست از جهان داشتن ‌ ‌ ‌ ‌ جهانی بگنجی نهان داشتن
۵ کند دیدهٔ عقلِ بیننده کور ‌ ‌ ‌ ‌ بگور اندرون زنده رفتن چو مور
بدان چه آدمی را نوای خوش است ‌ ‌ ‌ ‌ نشاطی و خوروی و جائی خوش است
چو زینها کسی بهره مندی نه برد ‌ ‌ ‌ ‌ چه فرق ست از و تا بدان کس که مُرد
نگیرد چو در بوم آباد جای ‌ ‌ ‌ ‌ نه سیمرغ کار آید و نی همای
چو مُرغانِ ده یاد کن خانه را ‌ ‌ ‌ ‌ رها کن سپی بوم ویرانه را
۱۰ سزد گر سوی مهدی آئی زمهد ‌ ‌ ‌ ‌ کنی هُدهُدی با سلیمانِ عهد
برون آئی ازین غار چون اژدها ‌ ‌ ‌ ‌ وگر غار گنج ست هم کن رها
گرت دل برین گفته گیرد قرار ‌ ‌ ‌ ‌ که بخرامی از غار با یارِ غار
بدستوریِ خویش دستت دهم ‌ ‌ ‌ ‌ بهمدستیِ خود نشستت دهم
ارسطو که چیز رای والاش نیست ‌ ‌ ‌ ‌ تو همتاش باشی که همتاش نیست
۱۵ بسم آرزو بود کاندر نشست ‌ ‌ ‌ ‌ نشانم دو دستور او را دو دست
کنونم که آن آرزو دست داد ‌ ‌ ‌ ‌ مده آرزو را ز دستم بباد

---

۱۴ ـ ق ۱ : ازنام ۔ ۱۵ ـ س ۱ : مرغان خوش ۔ ایضاً ـ س ۲ : پس این

فلاطوں چو بشنید گفتارِ شاه — فرو شد بکارِ خود از کارِ شاه
بروں داد پاسخ بشرمندگی — که اے از تو آفاق را زندگی
ازاں جا که رسمِ جہانداری ست — جہاں را ہم از چو تو غمخواری ست
کسے کو غمِ جملهٔ عالم خورد — ز تیمارِ یک تن کجا غم خورد
گرم از نوازش کنی سرفراز — عجب نیست زاں خلقِ کہتر نواز
توانم که من نیز از اقبالِ شاه — بگردونِ گرداں رسانم کلاه
زہے دولتِ ذرّه کز تفّ و تاب — رود پایه کوباں سوے آفتاب
چو حربا بخورشید بیند ز دور — گراں چشم باید شود غرقِ نور
ولے گشت با غم خزاں یافته — که یورش ز دے عناں تافته
درختے که بے آب شد رودِ او — دہن خوش نگردد ز امرودِ او
چو کالا کہن شد چه چرمِ سپاس — که نرزد بچیزے نزدِ کالا شناس
نماند آں شگوفه به گلزارِ من — که آید بداں بو خریدارِ من
چه جنبانی آں نخل بن را به زور — که شد خارِ او تیر و خرماش گور
چو شاخِ تہی را کنی سنگسار — ز بالا ہماں سنگ بارد نه بار
بگوییم بدستوریم شاد کن — که دستوریم بخش و آزاد کن
سرم در سلام آمد از جاے خویش — بجز خیر بادم چه مانده ست پیش
شبم روز شد۔ روزِ من شب کنوں — عناں چوں سپارم بمرکب کنوں

شب از خانه بیروں نرفته‌ست کس — کسے کو رود دزد شد یا عسس

نه شب‌پره را روز رهواری‌ست — نه شب کور را راهِ شب کاری‌ست

ز پرواز کاهل شد ایں مرغِ پیر — ازاں گشت چوں شپّرک گوشه‌گیر

بود شپّرک نے کبوتر بود — که پرّنده خوانی و بے پر بود

۵ چو بے دست و پا شد تنِ دیرپاے — چه بیهوده خود را نهم دست و پاے

ببیں مار کز کوشش آید برنج — به بے دست و پائی دود سوے گنج

نه هر واژدها باشد آں کز نورد — کشد دست و پا چوں شود سال‌خورد

هماں کرم کز گوشت ماهی خزد — ز بسیاریِ دست و پا می خزد

مرا گاه آن‌ست ازیں جوئبار — که در خود کشم دست و پا همچو مار

۱۰ نه غوکم که از شوخی و چشمِ باز — کنم دست و پا بر هر آبے دراز

پشیمانم از هر چه زیں پیش رفت — که کارے نه بر واجبِ خویش رفت

کنونم که هنگامِ عذرآوری‌ست — هماں پیشه گیرم نه از داوری‌ست

بکارِ جهاں چاره چنداں خوش‌ست — که از لذّتِ عیش دنداں خوش‌ست

تو اصل نگر جمله کام و شکم — که بے رنجِ دنداں کنم فلتقم

۱۵ چو بیکار شد معده ز آشام و خورد — چه باید هوسهاے بیهوده کرد

بهنجار باید دو تن لقمه گیر — یکے خورد خورد و دگر پیر پیر

چو مشکم ولایت بکافور داد — ز طبعت کنوں نافه نتواں کشاد

---

۹ - ق۲ : باخته وار - ۱۷ - ق۲ : ز طیبت

چه فرمائی آشوبِ عالم مرا — چه بر دل نهی عالمِ غم مرا

دلی را که گشت آشنای نیاز — چه خوانی درین شهرِ بیگانه باز

بسی کرده ام بیزش این خاک را — برش نیست جز خار و خاشاک را

مبین گل که حالی دهد بوی مشک — که روزِ دگر کاه برگیست خشک

۵ بران سبزه کو خوشتر اندر بهار — چو بینی خسی باشد انجام کار

کدام ست کو رزقِ عالم نخورد — ازین چند روزه بقا دم نخورد

ز دم خوردن آن کس که دلشاد ماند — دهن خالی و سینه پُر باد ماند

اگرچه دمش من هم افزون خورم — ولیکن چو دریافتم خون خورم

چو بشناختم رازِ گردون تمام — بدین پختگی چون شوم باز خام

۱۰ شه البتش کم از دل فراموش باد — مرا تلخ شد شاه را نوش باد

سکندر که با دانش و داوریست — خبر داشت کانچه او برون دهیست

نشد سخت گیرش بکاری که داشت — زبان نرم کرد از شماری که داشت

بدو گفت کاری ز رای بلند — توقع همین باشد از هوشمند

ولیکن مرادِ من این بود و بس — که یکچند با تو برآرم نفس

۱۵ ز دانائیت بهره پُر برم — ز دریا صدف وز صدف دُر برم

چو تو داشتی صحبت از ما دریغ — تواضع ز تو نیست ما را دریغ

گر از زحمتِ ما نیائی ستوه — کنون پنجهٔ ما و دامانِ کوه

نه آن پادشاهم من از کبر و جاه | که تعظیمِ دانا ندارم نگاه

کسے کو خرد را بود جوهری | به بندد در اکلیلِ اسکندری

به از ملکِ من دانشست در ستیز | که این عاریت باشد آن خانه خیز

نکو رو که زیور نه بندد بدوش | بسے بهتر از زشتِ پیرایه پوش

۵ کسے کش بگنجِ خرد ره بود | اگر گنجِ زر جوید ابله بود

دلت کو بهر نکته گنج اغنےست | چه محتاجِ گنجینهٔ چون منےست

ترا چون جهانی ست در دل نهان | کجا سر در آری بشغلِ جهان

چنانی بفرهنگِ خود سرفراز | که دولت ما نداری نیاز

نیازِ تو گر تافت از ما زمام | بتو هست ما را نیازِ تمام

۱۰ به بین مایه چون داد اختر بتو | که محتاج باشد سکندر بتو

نتر گز درونِ چو دریا و میغ | ز تشنه نداری زلالے دریغ

دلم را ز نزلے که بر خوانِ تست | بده گرچه ناخوانده مهمانِ تست

در آموز آن نکته زاندرز و پند | که اینجا و آن جا بود سودمند

در آئینِ ملکم روائی دهد | در انجامِ کارم رهائی دهد

۱۵ نهادست تاجِ مبارک مرا | همه بارِ عالم به تارک مرا

رهم پیش و بارِ گران بر سرم | بگو کیں گرانی بسر چوں برم

۱۴- سل: بحکم

طریقے نما از خبر داشتن　　که تو انم ایں بار بر داشتن

بخشنودیِ کردگارم در آر　　که خشنود باد از تو هم کردگار

حکیم از چناں خواهشِ بیکراں　　بروں جست دشمن چو تیر از کماں

بپوزش گری گفت کاے کدخدائے　　ترا راست گویم به فرهنگ و رائے

۵ همه خسرواں را به میلِ ضمیر　　سخن خوش نیاید مگر دادگیر

بگیتی تو آں پادشاهی و بس　　که خشنودیِ خلق خواهی و بس

نگر تا چساں فرخ آئیں بود　　کسے کآرزوے دلش ایں بود

چو ایں در تو بے گفتِ کس میزنی　　بگفتن چه محتاجِ پندِ منی

ترا نامه کار دانی بجیب　　ز تلقینِ اقبال و توفیقِ غیب

۱۰ به آموزیت گر سرِ سوزنی ست　　چه اندازهٔ دانشِ چوں منی ست

مه از نور اگر چند شد بی فراغ　　نه از کرمِ شب تاب خواهد چراغ

چو خورشید تاب از سها وام خواست　　اگر صبح بر روے بخندد رواست

دلے مهتراں را که میلِ کسے ست　　به کهتر نوازی بهانه بسے ست

مرا هم چو فرمانِ شه بردنی ست　　نهم بارِ گردن که آں کردنی ست

۱۵ اگر مایه کم دارم و گر شگرف　　کشم قطرهٔ پیشِ دریاے ژرف

دمے رنجه کن سوے گوینده گوش　　نکو خاص فرماے و بد را بپوش

---

۲ - م۲ : که خوشنود باد - ۱۴ - س۱ : مرا چونکه فرمانِ شه بردنی ست - ۱۶ - دم۲ : زنده کن

زمام دادنِ فلاطون ناقهٔ معقول را از پیِ دستِ محملهای استوارِ عقلی و سکندر را ریاضتِ مغازهٔ نجات تعلیم کردن

نخست آں چه فرض ست بر شهریار ‌ ‌ ‌ همان شد کز ایزد بود ترس کار

۵ به هر شادمانی و تیمارها ‌ ‌ ‌ به یزداں حوالت کند کارها

چو تیرے زند جانِ بدکیش را ‌ ‌ ‌ به بیند توانائیِ خویش را

دگر خورد زخمے بر و تیز طن ‌ ‌ ‌ ز ناوک رسائی به ناوک فگن

وراں حضرت از راهِ دانندگی ‌ ‌ ‌ کند چوں دگر بندگاں بندگی

به نیرنگِ ایں پنج روزه خیال ‌ ‌ ‌ که ناداں نهد نامِ او ملک و مال

۱۰ نیندازد اندر سر آں باد را ‌ ‌ ‌ که زد لطمه فرعون و شدّاد را

نه شاهی ست کز ماه تا ماهی ست ‌ ‌ ‌ درِ بندگی زن که آں شاهی ست

ز ملکِ خدا داد دل شاد کن ‌ ‌ ‌ ز مادر چه آوردهٔ یاد کن

چو دادت خدا آں چه داری بدست ‌ ‌ ‌ خدا را پرست و مشو خودپرست

چو دانی که ایزدپرستی ست کار ‌ ‌ ‌ نظر سوے ایزدپرستاں گمار

۹۔ سسل بہ جاه

بہر کار از آں کس طلب یاوری — کہ دارد نہاں با خدا داوری

توئی گرچہ شاہنشہِ روم و زنگ — مگر تا نداری ز درویش ننگ

کہ گرچہ او چو گل زندہ پیراہن ست — ولے بوے او از دگر گلشن ست

در آں بزم شاہاں چہ معنی بود — کہ بویش ز مُردارِ دینی بود

شہے کش ولایت ہمہ عالم ست — ز درویشِ صاحب ولایت کم ست

بسا پشم پوشے کہ اندر جہاں — جہانی ست در زیرِ مویش نہاں

ہر آں نافہ کافزوں بود بوے او — چو آہو بود چرمِ آہو برو

مبیں چترِ شہ کاں برے شہ بہ است — گزو بوریاے گدائی بہ است

نہ آں ست درویش مردِ خداے — کہ بہرِ درم پیشِ شہ شد بپاے

بسیلیش پشمینہ برکش ز دوش — کہ پوشیدہ دزدے ست پشمینہ پوش

مبیں کاں گلیم ست تن پوشِ او — کہ آں دامِ مال ست بر دوشِ او

چو دامے کہ بر داشت ماہی فروش — ز بہرِ درمہاے ماہی بدوش

ہم از دامِ ماہی دل این نکتہ بیخت — چو ماہی کہ برداشت آتش بریخت

فقیرے کہ نان از درِ شاہ جست — بباید ز آبِ خودش دست شست

بہشتی بود شاہِ درویش خواہ — کنشتی ست درویش در کوے شاہ

مدو زاں گدا جوے در نیک و بد — کہ از پادشاہاں نجوید مدد

ازاں دیگ نوشت فراموش باد — کہ تو میخوری او کند نوش باد

کسے کو بہ عہدِ شاہان کند — نہ اندیشۂ نیک خواہان کند

فریبندہ دزدے بود رخنہ جوے — کہ افسون دہد پاسبان را بگوے

شہے کو خود از شربِ می شد خراب — از وے کے عمارت شود خاک و آب

زہی دورِ شاہنشہ روم و رے — کہ عالم درو غرق - او غرقِ مے

۵ بود بر ملک تکیۂ ہر کہ ہست — ستون چون بجنبد شود خانہ پست

کسے کز خود آگہ نباشد و ہش — چہ آگاہی از جملۂ عالمش

جہان گرچہ خالی ست از دشمنان — مدہ تا توانی بعشرت عنان

ہوس گر گدائی کسے را کم ست — ہوسناکِ شاہی ہمہ عالم ست

چو از می سرِ خواجہ شد در سلام — کند بندگی خیر باد از غلام

۱۰ چو سیل آمد و برد فرزانہ را — عمارت کند دیگرے خانہ را

نگویم کہ خمخانہ را بند کن — بہ نان پارۂ معدہ خرسند کن

کس این خود نگوید بشاہِ جہان — کہ مطلق بشو زین حلاوت دہان

ولیکن چنان خور گرت در خورد — کہ تو مے خوری نے ترا مے خورد

چو در جانش جا سازی از دستِ خود — مشو مستِ او بل کنش مستِ خود

۱۵ چنان بادہ خور گز زبر دستیت — بہ از ہوشیاری بود مستیت

بود می زبردستِ پیر و جوان — تو بر وے زبردست شو گر توان

۷- ق: دم ابنہ شد

چو شد کارفرمای ما رای تو | چرا می بود کارفرمای تو
مئی خور که بخشی ز رو بارگی | نه آن می کت آرد بخونخوارگی
باندازه خور می که کار آیدت | نه چندان که فردا خمار آیدت
بخور گر بمردی عنانت کشد | رها کن چو دل بر زیانت کشد
۵ شکم را سپار آبِ حیوان بهشت | ولیکن مریز آبِ حیوان ز پشت
نه دولابی از جنبشِ بی سکون | که بستانی و باز ریزی برون
نگر کانچه دولاب در جوی ریخت | کز این سو بر آورد زان سو بریخت
چو هر جا که مردی پرستارِ پست | تو زن را پرستی زهی رای سست
همی بایدت تن بخونابه کن | زره بستر و تیغ همخوابه کن
۱۰ چو خواب آیدت بر سرِ تختِ خود | بیاموز بیداری از بختِ خود
تو بیدار باش آشکار و نهان | که از پاست آباد خُسپد جهان
مکن هر چه عالم خورد غم ز تو | تو در خواب بیدار عالم ز تو
چو شه را ز دشمن یکی صد بود | کند خوابِ خوش دشمنِ خود بود
چو بیداریِ دشمن از راه خاست | تو نیز از زمانی نخسپی رواست
۱۵ چنان خسپ روزی که خسپی بسی | که خوابِ پریشان نه بیند کسی
بخسپ و بخوابِ جوانی مخسپ | وگر خود توان تا توانی مخسپ

---

۱۶ – م۲: وگر خود توانی تو هرگز مخسپ

حکیم آن سخن را نه بر هرزه گفت | که شد فتنه بیدار چون شاه خفت
اگر شحنهٔ شهر خسپد خراب | بیک گوشمالش بر آور ز خواب
وگر سگ نکو پاسبانی کند | شکم پر کنش تا شبانی کند
به بزم آن که مست است هشیار کن | طرب با حریفانِ بیدار کن
دلیران بوند ارچه اندازه بیش | مکن دور دانندگان را ز خویش
چو خواهی که کم گردی اندیشمند | ز اندیشهٔ زیرکان گیر پند
چو پیش آید اندیشهٔ کارزار | بزرگهاے اندیشه را پیش دار
به پرتاب داری رسد زخم تیر | بود تیرِ اندیشه آفاق گیر
بد انسان شو از کینه در کینه خواه | که نے تیغ رنجه شود نے سپاه
بمشت اندرون تیغ را جاے کن | ولے رای را کار فرماے کن
ز آئینهٔ راے بینی جمال | در آئینهٔ تیغ نبود خیال
مکش سر ز راے که بخنجر زند | که پیلِ حرون بر صفِ خود زند
ورت دل ز یزدان بود زورمند | نه نیز محتاجِ راے بلند
توکّل ز پیش است و لشکر ز پس | فرس زیر و نیزه بدنبال بس
علم خسروان را اگر از پس بود | علم در پیِ شیرِ دُم بس بود
چو قادر شدی چهره را ریز خون | مزن دشنه بر بستگانِ زبون
بده تیغ را بر سیاست زبان | که آهسته باید بخون هر زبان

بجان این مثل زندگانی وه است | که جان بخشی از جان ستانی به است

چو فیروزیت باید اندر مصاف | بکن گرد خرگاه دلها طواف

برآر از ره لطف گرد هم | باندازهٔ کار گردد هم

به تیمار خدمتگران کن بسیج | ز بد خدمتان نیز دامن مپیچ

۵ اگر مرد بیدار پروردنی ست | گران خواب نیز غم خوردنی ست

سپهدار باید خداوند تخت | که بی برگ برکنده باشد درخت

شهی کو نداند سپه پروری | فرو افتد از پایهٔ سروری

ز لشکر بود زور شاهنشهان | که یک تن به تنها نه گیرد جهان

مشو سخت گیر از خداداده | که گردد غلام تو آزاده

۱۰ بمردی کند خدمت بنده وار | ولی رایگان جان دهد وقت کار

شنیدم که از کار پرداختن | کم آرام دارد سر از تاختن

چو لشکر ز فرمان شه یافت زور | ق | رود گرچه یکسر بسوراخ مور

ولی این ندانی که در اتفاق | نه زیباست تکلیف ما لا یطاق

شتابنده راهست آخر ستاد | که خاک ست فرزند آدم نه باد

۱۵ ترا بادپایان ز اندازه بیش | ببندیش ازان لاشهٔ پشت ریش

ترا بارگاه بریشم طناب | خبر نه ازان سوزش آفتاب

---

۸ - ق۲ ب - ز تنها نگیرد - ۱۱ - کم آرام گیرد سر از باختن

ترا توشه دان پُر ز حلوائے تر | نظر کن به بے توشهٔ راه بر

چو گنجینهٔ صد ولایت تراست | هنوزت ز دیدن ز بهرِ چراست

نه رنجی که بر سینه بار آیدت | باندازه کن که کار آیدت

کسے رنج در حاصلے چوں برد | که از رنج او دیگرے برخورد

۵ خوش آں کین ورق راچنیں داد پیچ | که نگذاشت از بهرِ بیگانه هیچ

جهان چوں خیالے ست آئینه بست | که بنماید اما نیاید بدست

اگر بادشا کامِ عالم گرفت ق | وگر بے نوا بهرهٔ کم گرفت

چو از بهرِ فرق افسر دند ساز | جهاں دیده نادیده گشتند باز

یکے خورد در خواب نان و کباب | یکے را نیامد خود از فاقه خواب

۱۰ چو طبع از دروں راحت افزا بود | شب هر دو را فاقه برجا بود

چو در خواب ساغر خورد باده خوار | اگر مستیش نیست باشد خمار

متاعِ جهان ست بادِ رواں | گره بر زدن باد را چوں تواں

حکایت مستے که از انبان نشیب باد حاصل کرد و بباد داد ۱۵

شنیدم یکے را ز اهلِ نشست | که بادے ز رندانِ نوشنده جست

۱- ق۲: بار بر - ۳- م. ق۱: زنجے که - ۱۰- م. ق۱: آتش

بجنبید دزدیده رندی چو برق ‎ ‎ بجوے شد نشیننده چوں اغرق
بپرسید ازاں تندِ هنگامه جوے ‎ ‎ که نے بست دادش که با کس مگوے
شد آں رند و دادش بباد شمال ‎ ‎ رساننده گفتش چه بود ایں خیال
جوابے بصد شوخیش باز داد ‎ ‎ که باد آمد و دادمش هم بباد
۵ هر آں کس کزیں حجره باز رفت ‎ ‎ تهی آمد و هم تهی باز رفت
چه باید گرفت از نشیب و فراز ‎ ‎ که می باید آں را رها کرد باز
چو خورشید باید جهاں گیر و هشت ‎ ‎ که هر روز بگرفت و هر شب گذاشت
مگس هم نشیند به پشتِ کلنگ ‎ ‎ و لے کی چو شاهینش دارد بچنگ
چه پیچی دریں چار گوشه سراے ‎ ‎ که جز چار گز را نه کدخداے
۱۰ چو یک مشتِ خاک آدمی را عطاست ‎ ‎ زمیں جمله در مشت جوید خطاست
که دارد چناں دستگاهِ فراخ ‎ ‎ که در مشتِ او گنجد ایں سنگلاخ
کساں کاندریں کوے ره داشتند ‎ ‎ فراواں گرفتند و بگذاشتند
چو زیں جا نه بردند آں جا بهی ‎ ‎ گزشتند ازیں جا و آں جا تهی
بسیماے نسبت آں نمود از بخت ‎ ‎ کزیں هر دو بستاں برآری درخت
۱۵ چو ایں را سراسر گرفتی به عهد ‎ ‎ کنوں کوش کاں نیز گیری بجهد
چو در دخمهٔ خاک جا کردنی ست ‎ ‎ رها کن رهے کاں رها کردنی ست

---

۱ — س۱ : بخندید ۔ ۱۰ — س۲ : خوهد

رهی پیش گیر از خرد پیش از آن — که دریابی آزادیِ خویش از آن

چو جان نیست با جانستان زورمند — ازین شور و غوغای بیهوده چند

چو یکدم همه باد و دم عالم است — چرا این همه باد از آن یکدم است

بساغرّه گز مردن ایمن نشست — که تا چشم بر هم زنی دیده بست

۵ اگر تاجداری و گر سرفراز — بتاج و سرِ خویش چندین مناز

که یک صدمه زین باغِ نیلوفری — رباید سر و تاجِ سربرسری

چو دانی که حربِ فلک گردنی است — کله گز منه چون قفا خوردنی است

جهان خور غمِ زندگانی مخور — فریبِ جهان تا توانی مخور

نشاید بدین ملک خرسند بود — ببین تا چو تو در جهان چند بود

۱۰ چه نازی بدان تختِ شاهنشهی — که از تاجور خواست ماند تهی

چو هست آدمی را گذر در مغاک — چه اسکندر و چه یکی مشتِ خاک

بگرد درِ گردونت از یاد برد — که تختِ سلیمان چنان باد برد

شنیدستی آخر که بهرامِ گور — بدنبالهٔ گور شد چون بگور

نخواندی که کیخسروِ تاجدار — چنان رفت در غار بی یارِ غار

۱۵ بکاوس کو بر فلک شد ببین — فلک بین که آنجاش زد بر زمین

بضحاک بین تا چه حرمان رسید — که از کامِ ماران بکرمان رسید

---

۱۰ - ق ۲: ماندن - ۱۳ - چون شد

چه حیصی درین خانهٔ فتنه سنج — که دزد آشکارا فرستد به گنج

نهے دزد کز تیغ جاری زیاں — سپر شد دو شهر با پاسباں

توان نقب هر خانه دیدن بسے — ولی نقب زن را نه بیند کسے

ازاں دزد این خانه منظور نیست — که در چشم خلق از خرد نور نیست

۵ کسے کز خرد هست بینائے کار — نهانی همیں بیندش آشکار

تو گر یابی این بینش اندر نهاں — دگر دل نه بندی بکارِ جهاں

نیفتی چو طفلاں درین کهنه دیگ — که ماند از پسِ مردماں مرده ریگ

زمیں هر چه داری بداں دل نهی — نه هر روز رختے بمنزل نهی

بملک ایں قدر ضبط باید نهاں — که آگه بوی زو چو کار آگهاں

۱۰ چو یک خانه را کس نداند شمار — چه باید زدن پنجه بر هر دیار

جهانگیری ار چه جهاں خواری است — ولی پادشاهی جهانداری است

جهانگیر همچوں جهاندار نیست — کماں کش مخواں چوں کماندار نیست

همیں فرق شد در دو صاحب کلاه — که ایں پهلواں است و آں پادشاه

نه آساں است بر تخت ره داشتن — جهاں را بیک تن نگه داشتن

۱۵ ز شاه ار چه نعمت پیاپے بود — به از ایمنی نعمتے کے بود

چو خورد از بزرگاں ندارد اماں — رعیت نهاں است و سلطاں نهاں

---

۷ - ق ۲:- مردگاں

اگر سایه بان سایه ندهد بسی — چرا زیرِ پردستش نشیند کسی

ازان خیمۀ پاره بگسل طناب — که نبود پناه ز ابر و از آفتاب

گر امروز موئے ز ایوانِ تست — بمحشر حسابش ز دیوانِ تست

چو از شرق تا غرب فرمان تراست — به بین عهد چند حیوان تراست

نه از هوشمندی ست فرزانه را — میانجی شدن نزلِ بیگانه را

چو مرد آید از بارِ یک تن زبون — ز بارِ جهانے کے آید برون

پس آن به که در بحر فرو بر دشتن — بواجب بود بار بر داشتن

گر امروز نه بود ز فردا هراس — چه نیکو ترا دولتِ بیقیاس

چه آزاد مرغی که از بیش و کم — خورنده ندارد بجز یک شکم

شنیدم همه جانور کز زمی ست — به پرسش نه در عهد چون آدمی ست

دد و دام کافزون و کم می دوند — بجز دوریِ یک شکم می دوند

ندارد بجز آدمی این شمار — که یک تن دهد طعمۀ صد هزار

اگر گرم خیزست و گر خفته خیز — کس از بیم نانے ندارد گریز

چو شاهی کسے را بدورانِ خویش — مخسپان شکم خالی از نانِ خویش

بکن شکر آن را که در روزگار — تو لقمه دهی و جهان لقمه خوار

بواجب چنان ده قرارِ حشم — که افزون دهی زانچه گفتن نه کم

کسے را که دولت دهد پایۀ — به از راستی نیست پیرایۀ

شه آن به که از راستی دم زند　　که کس نالش از راستان کم زند

چو دریای جوشنده گرد سراب　　خورد تشنه از دیدهٔ خویش آب

دم صبح کاذب بود زود میر　　ولی صبح صادق شد آفاق گیر

اگر سکه قلب شد خانگی　　بدو ها نهد مهر بیگانگی

۵ ز بهر زبردست باشد غرور　　بزور ار نمائیش ماری بزر

چو این فتنه با زیردستان کنی　　چرا دعوی پروردستان کنی

بهر پایه ده راستان را توان　　کجک نه به پیشانی کژدمان

مکن جز نژاده بشغل ارجمند　　که تا در نیابد بدولت گزند

چو خس را در افگند در دیده کس　　ز خود بایدش گریه و نی ز خس

۱۰ چو کردی کسی را بجو راه ده　　ببندیش و بنمایش آن گاه ده

کسی کو زبردست بر زیردست　　که در زیردستان نیارد شکست

اگر سنگ بر سینه دارد ستیز　　ببند این آهن کنش ریز ریز

ور آهن کند سنگ را پست و نرم　　بسختیش را انگشت گرم

عوان چون رسد غافل برزن ست　　فغان نی ز نشتر ز نشتر زن ست

۱۵ چو سگ در رمه گشت بزغاله گیر　　شبان گو بسگ زن نه بر گرگ تیر

چو خون ریز خلق از سپاهان بود　　دیت بر سر پادشاهان بود

۱۔ س۲: بانگ بر۔ ۵۔ م۲: آزمایش۔ ۶۔ م۲: کژروان۔ ۱۰۔ م۱: خود۔ ۱۲۔ س و م: تیشه

مکن کز خداوندِ سلطاں فریب | کہ مال و بر و بر تو باشد حسیب
نہادے کہ ماند ز خونخوارگاں | بود دست بردِ ستمگارگاں
بانصاف نہ سکۂ دادھا | ستم را بیند از بنیادھا
چہ رانی ز دادِ فریدوں سخن | تو نو باش گر شد فریدوں کہن
۵ چہ تازہ کنی نوبتِ پیش را | بدہ تازگی نوبتِ خویش را
بزرگاں کہ داد دہش داشتند | نبردند بہرِ تو بگذاشتند
چناں نہ تو ایں رسمِ پایندگاں | کہ بگزاری از بہرِ آیندگاں
بعہدِ خود آں تعزیہ کایستی | کہ در عہدۂ دیگراں نیستی
ترا باید از باغِ خود بار جست | دو جو بر تو کز کشتِ دہقاں برست
۱۰ چناں باش کائینِ تو در جہاں | شود سبقِ تعلیمِ شاہنشہاں
شہے کو شد از رسمِ تو مایہ گیر | بمعنے تو باشی نہ او بر سریر
چو باشند بد درانِ او دادِ تو | کند خلقے از داد او یادِ تو
چو حرف از تو بشنید در شانِ او | دعاے تو گویند نے زانِ او
منہ بر بدی کارہا را اساس | کہ کس گاہِ نفریں نگوید سپاس
۱۵ کسے کو بزرگ ست کارش بزرگ | بہر پایہ باشد شمارش بزرگ
یکے مرد کش صد ہزار ست کار | یکے صد بود بلکہ خود صد ہزار

۶۔ ق و م۲ :۔ بر واو، رہ و نشتند۔ ایضاً۔ م۱ :۔ نکردند۔ ۹۔ ق و م۱ :۔ میوہ جست
۹۔ س۱ :۔ ترا باید از بہرہ خود دانہ کشت۔ ایضاً۔ س۲ :۔ برشت

چو ہر جا رسد کارِ ہیچارِ او — جہاں پر شود لابُد از کارِ او
گر او بد کند ہمگناں بد کنند — ولے[1] نیکی آرد یکے صد کنند
پس آں بہ کہ فرماندہ از جہدِ خود — کند خوے خوش زیورِ عہدِ خود
بہ قانونِ بد۔ بد شود حالِ دہر — کہ آئینِ شاہ است دستورِ شہر
۵ چو در قالبِ گژ گزارند سیم — نمودارِ پیکر نخیزد سلیم
شناسندہ باید خداوندِ تاج — کہ تاراج را نام ننہد خراج
مبیں گر ستم خیزدت غرّہ بیش — کہ نتواں برہ خورد چوں ہر دلیش
چو کردی درختے ز پئے میوہ پست — جز آں میوہ دیگر نیاید بدست
یکے را از آں کرد یزداں بلند — کہ باشند از و دیگراں بے گزند
۱۰ چو او خود کند کارِ دشمن بسے — ز بیدادِ دشمن چہ نالد کسے
اگر باغباں تیشہ دارد چو برق — ازاں باغباں تا تبرزن چہ فرق
ملک بہ کہ باشد نیاز و نیاز — زبردست سوز و فرودست ساز
سراں حملہ در جاے عالی برند — خراں تاختن در حوالی برند
چو بر پیل نہ توانی آورد زور — چہ باید لگد کوفت بر پشتِ مور
۱۵ نہ مردی بود نقبِ خانہ کناں — بمالِ یتیمان و بیوہ زناں
چو شیر از توانائی آید فرود — بہ نخچیرِ غوکاں رود سوے رود

۱- م۲: دگر

چو شد جرّہ را چشم ہمت بخواب ‏ بموشاں کند از کلنگاں شتاب

چو شاہیں بصیدِ ملخ زد پرے ‏ نہ او سیر گردد نہ زو دیگرے

مپیچ از ستم دستِ بیچارگاں ‏ ستم کن ولی بر ستمگارگاں

بروں کن ز پائے کسے خارِ خویش ‏ کہ نتواندت گفتن آزارِ خویش

حذر کن ز تیرے کہ آں بد زنی ‏ بغیرے کشائی و بر خود زنی

گر از آہنیں قلعہ داری پناہ ‏ مباش ایمن از ناوکِ دادخواہ

ستمکش کہ دستے برآرد بشور ‏ عناں بگسلد آسماں از برد

ملک از حرے کہ زیبا بود ‏ نکوتر دعائے رعایا بود

چو ہر جا رسد راحت از سوے او ‏ ہمہ خلق گردد دعا گوے او

چو زینگونہ در سینہا یافت جاے ‏ شود تاجِ شاہی بر و دیرپاے

نمانند در ملک و دولت دراز ‏ مگر زورمندانِ عاجز نواز

حکایت مورے کہ از سلیمان دستگاہ یافتہ

شنیدم کہ روزے سلیماں گذشت ‏ سوارہ بسوراخِ مورے گذشت

فرستادہ بر سرِ مور پاے ‏ فرود آمد و برگرفتش زجاے

برآورد آں بے زباں را بدست ‏ شد از رخش و بر تختِ شاہی نشست

بپرسش برآں خوردہ شد خوردہ بند ‏ کہ چوں ہیچ ایں تختگاہِ بلند

بدانندگی داد مورش جواب   که ای ذرّه را بُرده برآفتاب

اگر تختِ والا قدم جای تست   مرا جای بر دستِ والای تست

سزد گر کنی خود بدانش نگاه   که من برترم یا تو در دستگاه

رعیّت که بر داد گر بارِ اوست   چه آسودگیها که در کارِ اوست

۵ زچندین نصیحت که راندم نفس   خلاصه همین یکدو حرف ست و بس

برانگونه کن هرچه کارت بود   که خشنودیِ کردگارت بود

که ایزد جهان چون بدستت سپرد   بداند جهانگیر نه کارے ست خرد

چنان این زمان از خدا شرم دار   که فردا نمانی ازو شرمسار

سکندر چو بشنید گفتارِ پیر   رقم کرد یک یک بلوحِ ضمیر

۱۰ بسے آفرین کرد و بوسیده دست   ق   پس آنگه بدو گفت کاے حق پرست

ز نزلے که دادی بمهمانِ خویش   دل و جانش کردی گروگانِ خویش

کنون چون توان شتن دل صبور   که از دولتِ چون تو مانیم دور

نواله نبایست دادن بکام   چو دادی کنون سیر گردان تمام

نشاید بمیخواره دادن شراب   چو دادیش بُرده که گردد خراب

۱۵ جگر تشنهٔ را که دریا کش ست   چو قطره دهی شعلهٔ آتش ست

زیزدان خود آن سرمه داری بچشم   که خاشاکِ ما را نیاری بچشم

۲- س ل: اگر تخت بالا - ۱۰- س ۲: پس آن گاه گفتش که اے حق پرست - ۱۶- ق ۱: تو خود زایزد

ولے رائے ما کار زو مند تست — بدیں آرزو کے کند پنجہ سست

ازیں سو کہ ما کامراں آمدیم — طلبگارِ گوہر بکاں آمدیم

چو دیدیم گوہر نہ جائے نشست — کہ آساں تواں آوریدن بدست

وز آہنگ سوئے تو ہر دم کنیم — ترا وقتِ آسودہ درہم کنیم

۵ خود آموزگاری کہ در برجِ نور — عطارد نباشد ز خورشید دور

خردمند چوں خواہشِ شاہ دید — ز خواہندہ دوری نہ از راہ دید

فراوانش بستود آنگاہ گفت — ق — کہ اے شاہِ بی جفت و بادا جفت

دلت جز بفرخندہ فالی مباد — جہاں ہیچ گاہ از تو خالی مباد

کجا چوں تو شاہی بود در قیاس — کہ دانا تواں گفت و ناشناس

۱۰ نہ من زاں شدم از جہاں گوشہ گیر — کہ تنہا ز یزداں شوم توشہ گیر

کسے کو دہد دادِ طلعت بکوہ — بصحرا ز دادن نیاید ستوہ

ولے ہست ہمچوں ہراسندگاں — ق — گریزِ من از ناشناسندگاں

نرنجم من از عالمے پُر خر ست — مگر زاں خرے کادمی پیکرست

مزاجِ سگاں را نگیرند نغز — کہ نزدیکِ شاں استخواں بہ ز مغز

۱۵ چو گوہر نہ بر آدمی مہ بود — ہماں سنگے از آدمی بہ بود

من اینجا بداں کردہ بودم پناہ — کہ دیگر نہ بینم بخورشید و ماہ

---

۷ ـ ق۲: ہیچوں ـ ۱۱ ـ ق۱: ـ طاعت ـ مصرعہ دوم: ـ زیزداں

ولی چوں شہم می کشند زیں مغاک — چو خورشید گونم بر آر د ز خاک

نہ زیبا بود نزدِ دانشمنداں — کشیدن سر از طاعتِ مقبلاں

پذیرفتم از بختِ والاے شاہ — کہ بوسم درِ دولتش گاہ گاہ

بشرطیکہ دارے خدمت پذیر — نہ باشند دراں خدمتم سخت گیر

۵ گر آیم کند جانم از لطف شاد — دگر نیز نایم نیارد بہ یاد

ملک گفت ما را رضاے تو بس — بیا و برو ـ بر نیارم نفس

مگر یک نفس کاں بر آوردنی ست — ترا نیز گفتارِ من کردنی ست

چو من ربعِ مسکوں گرفتم بزور — کنوں شور دارم بدریاے شور

حکیمانِ دانا و پیغمبراں — بسے ہمعنانِ من اند اندراں

۱۰ تو ہم چوں بزرگی دریں داوری — ز تو نیز میخواہم ایں یاوری

بخندید ازاں گفتِ دانا چو برق — بگفتا مکن غرقہ را باز غرق

چو یکرہ فگندی بدریا درم — مدہ یاد ازاں آشنا دیگرم

دو بارہ بیفتاد کورے بچاہ — چو بلیا بدریا فتد نیست راہ

ولی من چو زیں خانہ کردم کنار — چہ مرگم بدریا چہ در کوہسار

۱۵ بجاے کہ شد با بزرگانِ دہر — بدریا دروں پاک گردد چہ بہر

گر آسودہ چوں مے لوشناک — بہ دریا دروں پاک گردد چہ پاک

رضا دادم ایں بندگی را بجاں — کہ آیم بدنبالِ شاہِ جہاں

---

۱۰ ـ س ع م ا ۔ ب: پاکاں

بهر سو که روشن کند راه را — کمر بسته ام خدمتِ شاه را
بدان عده چون شاه دمساز گشت — سبک دست او بوسه زد باز گشت
ازان پس که گه گاه دانا زکوه — رسیدے سوے شاهِ دریا شکوه
بسے نکته و پندِ دانش فزاے — فرو گفتے و باز گشتے بجاے
۵ چو شد وقت کاید خلل در اساس — نه داننده ماند و نه داناشناس
بیا ساقی آن سلسبیلِ حیات — که شوید همه تیرگیها ز ذات
بده تا چو منزل بجا گم کشد — ز آلایشِ خاک پا کم کشد
بیا مطرب آن علمِ باریک را — که روشن کند جانِ تاریک را
فرو گوے زان گونه سوزان و تر — که دستارِ عالم ربایدز سر

۱۰ در تجربهٔ کارِ عالمِ پر الم و کامیاب شدن از چاشنیِ
زهر و نبات و روشن کردنِ دقایقِ انوارِ نجومِ آسمان و
زمین و فرق کردنِ یاچین از تراب و از عینِ عبرت
۱۵ بدریا و رود و ظرف نگریستن و در ماهیت بحر و حوت
تعمق نمودن

---

۷ — م و ق و س ؛ (در هر دو مصراع) کنند - بجائے کشد

چه زیباست رای خردمند را | گشادن ز چشمِ خرد بند را
جهان را به پیشِ نظر داشتن | ز هر نیک و بد بهره برداشتن
به هر منزلی کردن آرامشی | به هر مجلسی ساختن رامشی
هوس پیشه چون آدمی نیست کس | که دارد به نادیده دیدن هوس
۵ دد و دام هستند زین شیوه فرد | که کاری ندارند جز خواب و خورد
بخواب و خورش چون سر آید زمان | بهایم همان است مردم همان
خرد گاو را نیز هست از گزاف | بصحرا، این نطعِ رنگین طواف
چو مردم نگردد به هر نکته غرق | ازان گاو خر تا بمردم چه فرق
ز مردم همانست مردانگی | که گیرد جهان را به فرزانگی
۱۰ تماشای این باغِ رنگین کند | به هر شربتی کام شیرین کند
جهان هر چه پیش آرد از خاک و آب | همان را پذیرد که بیند صواب
بسا ساده دل کز سپهرِ کبود | نهادند پا بر بساطِ وجود
جهان جمله دیدند شیب و فراز | چو دیدند نادیده گشتند باز
بدانگونه کن گردِ گیتی خرام | که دریابی اسرارِ گیتی تمام
۱۵ مشو چشم بسته چو گاوِ خراس | که نفگند جز دانه را در آس
بغفلت مکن طوفِ این پولاخ | که تنگ آید از تو جهانِ فراخ

۱۰ – ق ۲: همانند – ۱۴ – س ۱: عالم

چو بر بست مهمان شوی روزه دار ترا دردِ سر گیرد او را خمار
به پرهیز چون در خرامی بباغ تو حسرت خوری میوه گنجشک و زاغ
چه فرّخ کسانے که بالا و پست جهان آبدیدند از انسان که هست
بکارے خرد در نجنبد پائے ز بهرِ دو سه قلبِ مرد آزمائے
۵ فزون گردد ار چه از سفر دردِ مرد همان پختگی بس بود سودِ مرد
بکان کندن ار دستِ تو گشت ریش مخور غم که سود از زیان هست بیش
ولیک این گمان هم ز هنجار نیست که جز با سفر تجربت یار نیست
نه این مایه کم داشت آن بختیار که بر جنبش آرام کرد اختیار
بسا گوشه گیرانِ ثابت نمائے کز اندیشه بر چرخ سایند پائے
۱۰ چو سر در گریبانِ دل خم کنند نشسته تماشائے عالم کنند
اگر ساکنی ور دوی پیش و پس همه سوئے معنی نظر دار و بس
هران پیکری کایدت در خیال طرازے ست از کارگاهِ کمال
اگر جمله مغز ست و گر جمله پوست باندیشه در هر چه بینی نکوست
بروئے زمین هر چه سنگ و گیاست جدا گانه در هر یکے کیمیاست
۱۵ زر از سنگ اگر چه مکرّم ترست نه زو سنگ در خاصیت کمترست
زرے را که نرخ آشکارا کنند عیارِ وے از سنگِ خارا کنند

۱۵ - ق ۲: زرار سنگ

مبین آبگینه که لعل و سیاه ‌‌ ‌‌ که نرخش چوے نیست در عرصه گاه

اگر لعل سُرخ ست و یاقوت زرد ‌‌ ‌‌ نه شانِ اگرانی همان گونه کرد

مدان بد بیران بدنمائے که هست ‌‌ ‌‌ که آن نیز نیکوست جائے که هست

سیه مار کز کفچه شد زهر سنج ‌‌ ‌‌ زرِ پخته هم بخشد از دیگِ گنج

۵ همان زهر کو دشمنِ جان بود ‌‌ ‌‌ بسا دردها را که درمان بود

هران خار کو نشترِ پائے تست ‌‌ ‌‌ نواله پزِ صحنِ حلوائے تست

چو نشتر کند سُرخ چرمِ سپید ‌‌ ‌‌ زبانش بصحت رساند نوید

خسے کافتِ چشمِ گیتی نماست ‌‌ ‌‌ فروزندهٔ دیدهٔ چارپاست

دگر در تو نقشے به نیکی نه بست ‌‌ ‌‌ خیالِ دگرگون درو نیز هست

۱۰ گلابی کزو دردِ سر شد حرام ‌‌ ‌‌ بود مایهٔ دردِ سر در زکام

شکر کو حلاوت بجان آورد ‌‌ ‌‌ چو در تپ خورندش زیان آورد

چراغے که او خانه روشن کند ‌‌ ‌‌ برخت و قند کارِ دشمن کند

ولی مرد باید که در خوب و زشت ‌‌ ‌‌ تماشائے آئینه بیند بخشت

تو این بشنوی کت خرد اندکیست ‌‌ ‌‌ که زرنیخ و زر نزدِ طفلان یکیست

۱۵ شناسندگانے که در عالم اند ‌‌ ‌‌ همه جائے بے نقش بینی کم اند

بهر کوچگاهی که منزل کنند ‌‌ ‌‌ تماشا به بینائیِ دل کنند

۱۔ س۲: در کارگاه

چو در کارِ بینش نهی روے را | میاںجی مکن چشمِ بدگوے را
بسا چشمِ سرکو بہ نقصانِ نور | کم و بیش بیند ز نزدیک و دور
اگر دیدہ چندست بینش پذیر | نہ بیند فزوں از دو پرتاب تیر
نہ ہے دل کہ از آسماں تا زمیں | بیک لحظہ بیند ہماں و ہمیں
۵ بسرمہ تواں نورِ چشم آزمود | چو دل کور باشد ز سرمہ چہ سود
بہ بینائیِ دل نگر کز فروغ | نگوید بہنگامِ دیدن دروغ

حکایت بصیرت کوراں کہ اعمیٰ صفت کور کردند

۱۰ شنیدم کہ کوری دو سہ بے دلیل | نمودند رغبت بہ دیدارِ پیل
چو گشتند بر ہیکلش دست ساے | ز دنداں و خرطوم تا دست و پاے
کسے کو گرائیدش بخرطوم کرد | شگرف اژدہائیش معلوم کرد
دگر کو ز دنداں نشانی کشید | خیالش بخِنگ استخوانی کشید
ستوں خواند سایندہ پا و دست | شکم سائے بر بے ستونیش بست
۱۵ چو بر داور افتاد گفتارِ شاں | نزد بر غلط سکہ کارِ شاں
دروغے کہ بینائیِ دل نمود | بتحقیق چوں دیدہ شد راست بود

۶۔ و٢: گفتن۔

انجمن ساختنِ سکندر با دوستانِ کہ کینہ خویش و ازاں
انجمِ مسعود راہنمونیِ دریا کردن و برشمردنِ ایشاں
حضیض و ہبوطِ درجاتِ آبی و در رجعتِ آں اخترِ بلند
کوشیدن و استقامت نمودن بر نقل و حرکتِ خویش ۵
و بطالعِ سعد و اہلِ افلاک منزلِ خاکی تمام کردن و
در خانۂ سرطان و حوت تحت الشعاعِ شامِ خویش
سریع السیر گردانیدن و فرو رفتنِ آں آفتابِ آفاق ۱۰
در دریاے مغرب نزدیکِ شام

نگارندۂ لوحِ ایں داستاں	چنیں راست کرد از خطِ راستاں
کہ چوں فتحِ اسکندرِ چیرہ دست ۱۵	در آورد گردن کشاں را شکست
بفیروزی آفاق را کرد رام	بشمشیر بگرفت عالم تمام

۱۵ - س ا: فتح

چو از ربع مسکون بپرداخت کار — تمنّای دریاش گشت آشکار
بر آن شد که در ترّی آرد شتاب — تماشا کند قعرِ دریا در آب
در آن حال کز بختِ فرخنده فال — دلش را عنان گیر گشت احتیال
برون برد ازین خطّهٔ خاک بخش — بدریای مغرب رسانید رخش
۵ سراپرده بر شطِّ دریا زدند — سرِ بارگه بر ثریّا زدند
جهاندیدگان را طلب کرد پیش — سخن گفت زاندازهٔ کارِ خویش
که چون من به نیروی یزدانِ پاک — قوی دست گشتم برین نطعِ خاک
بگوی زمین دست بردم به پیش — بچوگانِ همّت کشیدم بخویش
بهر کشور از بختِ فیروزمند — دو نوبت زدم پنج نوبت بلند
۱۰ بنظّارهٔ این نوآیین بساط — دل و دیده را تازه کردم نشاط
نماند از بساطِ زمین هیچ جای — که نسپرد شبرنگِ من زیرِ پای
کنونم چنان در دل آمد هوس — که دُر جویم از قعرِ دریا و بس
نشینم به آب اندرون چندگاه — کنم در عجب‌های دریا نگاه
بباید ز همّت مدد خواستن — طلسمی بحکمت برآراستن
۱۵ بدانش ز صافی‌ترین جوهری — مصفّا برانگیختن پیکری
که در وی کند چون نشیننده جای — جهان بیند از جامِ گیتی نمای

---

۱۲ — م۲: چینیم

حکیمان بفرمانِ شاهِ جهان ‌‌ پژوهش گری تازه کردند شان

بزرگان نهادند بر خاک سر ‌‌ ستایش گرفتند بر تاجور

بگفتند کای شاهِ فیروزه بخت ‌‌ سرافراز باشی به تاج و به تخت

که ای خاک بوسِ جنابِ تو بخت ‌‌ ز پائی تو نیروی بازوی تخت

۵ همه نیکی انجامِ کارِ تو باد ‌‌ خداوندِ هر کار یارِ تو باد

ز ما هر چه رای ملک باز خواست ‌‌ بزنهارِ جان بازگوئیم راست

دو نوبت گرفتن سراسر زمین ‌‌ نه باشد در اندازهٔ آدمین

بدین پس کن و زین زیادت مپوی ‌‌ همه آرزو را نهایت مجوی

کسی را شمار و خرد یارِ خویش ‌‌ که بشناسد اندازهٔ کارِ خویش

۱۰ ز هر دم نیاید که چون ماهیان ‌‌ تواند گرفتن در آب آشیان

اگر بودی امکانِ بودن در آب ‌‌ نماندی بر اسرارِ دریا نقاب

چو دل را بر فتن نیاز آمدی ‌‌ همه کس برفتی و باز آمدی

چو در آب نتوان نظر کرد باز ‌‌ چه روشن توان کرد زین پرده راز

ز دریا کسی دید غواص کور ‌‌ که گوهر برون آرد از آبِ شور

۱۵ همه چیزها راز مقدارها ‌‌ بقانونِ حکمت رسد کارها

اگر ماهی آرد به خشکی شتاب ‌‌ بجان کندن افتد چو مردم در آب

۷۔ س ۱: گرفتی۔ ۷۔ س ۲: نگنجد در اندیشهٔ آدمین۔ ۱۵۔ س ۴: رود

مکن آتش و باد خود را فزون | که خاکی نگنجد به آب اندرون

هر آن کارگر نیک گر بد کند | همه کس بداند از خود کند

چو پرکار در جنبد از جای خویش | برون ناید از دائره پای خویش

تهی‌دان سرِ آن کس از رای و هوش | که جوشش هوس را نمالید گوش

۵ سکندر به پاسخ زبان برگشاد | ز دُرجِ دهن کانِ گوهر گشاد

که اقبال چون گشت هم‌پشتِ من | کلیدِ جهان بود در مشتِ من

بسی پی فشردم بجویندگی | که شویم لب از چشمهٔ زندگی

سرانجام من چون بیابیست مرد | زمانه بدان آبخور ره نبرد

بروزی توان باده زین طاس خورد | که اسکندرش حسبت و الیاس خورد

۱۰ گرم جاودان کردی ایزد برات | نماندی لبم تشنه زآبِ حیات

چو بر مرگِ من بود تقدیرِ غیب | ز محرومیِ آبِ حیوان چه عیب

چه می بایدم رفت زین کاروان | تماشا کنم هرچه یاری توان

چو مردم ندارد گریز از هلاک | چه در قعرِ دریا چه بر روی خاک

نه من به ز کیخسروم کز سریر | بزندانِ غارے شد آرام‌گیر

۱۵ اگر او درین غار بربست بار | بنِ غارِ من قعرِ دریا شمار

نیایم ازین پند بیهوده تنگ | که از موج دریا نترسد نهنگ

۳- س: ز اندازه ننهد برون پای خویش - ۱۰- ق و س: بذات

چو دانندگان را یقین گشت حال — که در مغزِ شه محکم است این خیال

زدند از ضمیرِ خردمندِ خویش — نفس بر مزاجِ خداوندِ خویش

که دولت پناها جوان بخت باش — به بختِ جوان بر سرِ تخت باش

ز فرقِ تو اکلیلِ دولت بلند — سرِ دشمنانت بخمِ کمند

۵ بهر کار اقبالت آرد شتاب — نباشد سر انجامِ او جز صواب

بهر رسم ورای اختیار آن بود — که اندیشهٔ بختیاران بود

بعزمی که در رای هشیارِ تست — کمر چست کن کآسمان یارِ تست

ز تو بر محیط آشکارا زدن — ز ما غوطه در قعرِ دریا زدن

نه آب ار چه طوفانِ آتش بود — بهمراهی چون توی خوش بود

۱۰ اگر با تو گردِ زمین تاختیم — غبارِ ترا کیمیا ساختیم

ازین پس که در آب لشکر کنیم — اگر خشک جاے ست هم تر کنیم

چه کار آید آن جانِ بے اعتبار — که بهرِ چنین روز ناید بکار

بدین جان که پیشت فدا کرده ایم — چه منت بود چون دیت خورده ایم

بزرگان که بر بنده فرمان دهند — باندازهٔ خدمتش نان دهند

۱۵ علف بهرِ آن یافت و خراس — که کارِ خداوندِ خود داشت پاس

ازان غازیِ و فاخون بریز — که در حمله کندست و در لقمه تیز

۱۰ـ س۲: توتیا ـ ۱۳ـ س۲ بدین الخ
گندم است

۱۵ـ م۲: که خر آسیا را کند

خبر پیرزاں رخشِ توسن فزول
کہ در جو حریص ست و در تنگ زبول

سکندر چو بشنید گفتارِ شاں
نوازش گری کرد بسیار شاں

بہ بخشش درِ گنج را باز کرد
زر افشاند و بخشیدن آغاز کرد

ازاں سیم و زر کز عدد بیش بوُد
تونگر شد آں کس کہ درویش بوُد

چو لشکر غنی شد ز گوہر کشی
درآمد ز زر ناخوشاں را خوشی

بفرمود تا سازِ دریا کنند
متاعے کہ باید مہیا کنند

بفرمانِ فرماندہِ روزگار
ارسطوے دانا درآمد بکار

بہر سو بسے تیشہ زن رانشاند
کز آہن تواند گوہر فشاند

بسے چوبِ نیا سبک تر ز گُل
کہ از وے بدریا تواں بست پُل

بفرمود کاسبابِ کشتی کنند
نشینندہ را زو بہشتی کنند

ہنر پیشگاں پیشہ بر داشتند
نمودند ہر چہ از ہنر داشتند

کشیدند کشتی بدریا کنار
بسالِ کم و بیش بیش از ہزار

اساسے کہ بر آب اند استاد
شتابندہ کوہے ز آسیبِ باد

مہندس ز پیوندش آگہ نہ بود
کہ در درزِ او موے را رہ نہ بوُد

چو از چوب کاری قوی شد اساس
بقارورہ سنجی درآمد قیاس

نشستند مینا گزارانِ روم
کہ بے آتش از سنگ سازند موم

بد انساں کہ ارسطو اشارت نمود
زجاجہ بر آتش فشاندند زود

چو حل شد بقالب فرو ریختند | درخشنده صندوقی انگیختند
بوزن از گل تر سبکسازتر | بلطف از دل ساده غمّازتر
نشیننده بیرون نمودی بحال | بدانسان که در آب روشن جمال
ببرّی گزی صافی و آبدار | به پهنا سه گز در درازی چهار
۵ مربّع بصورت مطوّل بساخت | که بتوان درو خفتن و سر فراخت
پس از جوز هندی کشادند پوست | کشیدند ازو آنچه مقبول اوست
رسنهای صندوق کردند ساز | که یکیا همی بود هر یک دراز
جز اسباب دیگر که در کار بود | صد و پنج کشتی رسن بار بود
چو شد جمله اسباب کشتی تمام | شتابنده شد شاه دریا خرام
۱۰ ز آب آزمایان دریا پژوه | طلب کرد هشیاری از هر گروه
نخستین ز معلّم خبر جست باز | که گو تا چه داری درین پرده راز
درین آشنائی که شد عمر صرف | عجائب چه دیدی بدریای ژرف
چه خواندی درین تختهٔ میخ دوز | که صد بار شستی و شوئی هنوز
در احکام تو جای این راز هست | که چندین توان زیر دریا نشست
۱۵ بپاسخ نیوشندهٔ کاردان | سخن گفت با شاه بسیاردان
که این داوری کاختیار من ست | پدر بر پدر کسب و کار من ست

---

۸ – س۲: صد و بست

بچندیں کتب کش ندانند نام — فرو خواندم اسرارِ دریا تمام

نه شد روشنم کادمی هیچ گاه — بدریا فرو رفت یک روزه راه

ز ملاح چوں حل نگشت ایں سوال — به پیرانِ غواص گفتند حال

ازیشاں یکے پیرِ بیدار مغز — پژوهنده را پاسخے داد نغز

۵ که شاها دریں آب کارے که هست — مرا ماهیے داں گرفته ز شست

چو از روے دریا نشینم بزیر — توانم که مانم زمانے نه دیر

ازاں بیش کردن نیارم درنگ — بدریا که نے ماهیم نے نهنگ

مرا با چنیں خو که کردم در آب — چو بودن بجز لحظهٔ نیست تاب

بدریا دروں نفسِ ناخو پذیر — ازیں بیش چوں باشد آرام گیر

۱۰ شه از پاسخ مردِ گوهر فروش — صدف وار تختے فرو هشت گوش

ولی چوں قضا می کشیدش کمند — نصیحت نیامد برو سود مند

بفرمود تا پیشوایانِ تخت — ز صحرا بدریا کشیدند رخت

چهل ساله ترتیب راهِ دراز — که باشد بداں آدمی را نیاز

ز حیوان و از مردم و از گیا — اگر شیر و مرغ ست اگر کیمیا

۱۵ خبر کش بسے مرغِ گردوں گراے — سبق برده ز اندیشهٔ تیز پاے

کز ایشاں همه سه عقابِ سیاه — که روزے شتابنده یکماهه راه

---

۱۲ — م۲: به کشتی

سه سالِ تمام آنچه پرداختند سه ماهش بکشتی در انداختند

چو بر عزمِ آن شد خداوندِ تاج ق که بر تختِ چوب آید از تختِ عاج

بزرگانِ درگاه را پیش خواند ز دل رازِ پوشیده بیرون فشاند

که تقدیرِ ما چو این درکشاد که بر آب رانیم توسن چو باد

چنان خواهم از مخلصانِ حضور که از حسنِ غیبت نباشند دور

کسانیکه با مادرین داوری نمایند چون یاوران یاوری

اگر سوی اخلاص رای آورند سه اندرز ما را بجای آورند

نخست آنکه در غیبتِ تاجور ز آئینِ خدمت نپیچند سر

کنند آنچه باشد سلامت دران بغوغا نکوشند چون بی سران

فزاینده دارند در جان و تن وفای ولی نعمتِ خویشتن

دوم آن که از بودنِ بی ملال رهِ ما نبینند تا بست سال

گرائیم ازین کوچ گاهِ دراز بهم جانبِ خانه گردیم باز

اگر وعدهٔ ما شد از جای خود گرایند هر کس بماوای خود

چو در خانه آیند ازین مرز و بوم درودی رسانند از ما بروم

سیوم آنکه گر ما الٰهی شویم ق به آب اندرون خوردِ ماهی شویم

سر دگر مقیمانِ پیوندِ ما نپیچند گردن ز فرزندِ ما

سپارند آراسته چون عروس سریرِ سکندر با سکندروس

که آن زاده کارایش مهد ماست | براو رنگ دولت و لیعهد ماست
همه سرفرازان بصد گونه جهد | و ثیقت نمودند و بستند عهد
چو شه راز اندیشهٔ کارشان | دل آسود بر صدق گفتارشان
کسی را که دید از ترد خلاص | بهمراهی خویشتن کرد خاص
۵ گرائیده راسوئے دریاے شور | برغبت روان کرد بر راه دور
بفارغ دلی زان بهشتی سواد | توکل کنان پا به کشتی نهاد
چپ و راستش خضر و الیاس هم | پس و پیش ارسطو بلیناس هم
فلاطون و دانندگانِ دگر | بهمراهی خاص بسته کمر
مهندس برین سوے شد تخته ساے | منجم دگر سوے مدخل کشاے
۱۰ حکیمان دانا و رق سنج راز | ز قانونِ حکمت گره کرد باز
حریفان بمے در قدح ریختن | طبیبان بشربت در آمیختن
ندیمان موزون فسانه سگال | نظیرے روان کرد بر حسب حال
سران هر یک از روم و بلغار و روس | جهانے برآراسته چون عروس
ترنم سرایانِ رومی سرود | بگردون رسانید آوازِ رود
۱۵ بدین شادمانی و نیک اختری | روان گشت اورنگِ اسکندری
بجنبید کشتی از آسیب موج | برآمد سرِ باد و بانها باوج

سم ۔ سں ا ۔ کسا نرا که خود داده بود اختصاص

ز مہرِ سکندر کہ پایاں نداشت | دراں مہلکہ کس غمِ جاں نداشت
گروہے بہر جانب اندر شتاب | ہمی تاختند اسپِ چوبیں بر آب
تگاور شدہ باد پائے چناں | بدستِ صبا باز دادہ عناں
چو رفتند زانگونہ با رود و جام | بدریا درون بنجالہ تمام
بفرمود دارائے تاج و سریر | کہ احوال بر کاغذ آرد دبیر
ز رہ دوریِ غائبانِ حضور | نویدِ سلامت رساند ز دور
دبیر آمد و شرحِ مقصود کرد | سرِ خامہ را عنبر آلود کرد
فرو ریخت بر رسمِ راے کہ بود | بدریا دروں ماجراے کہ بود

نوشتنِ سکندر سرگذشتِ امواجِ بحر و اوصافِ سفائن صندوق و الطافِ معلّم و مضاحکِ ندانِ ہمگان و حملۂ آفت زائے ماہیاں و غلغلۂ سلاسلِ آب و رطب و یابسِ جزائرِ آباد و ویراں و ماجراے مرغانِ آبی و شاہیانِ بحری و کلنگانِ مائی و ایں حواصلِ اصل را پیلے عقاب سوے بازماندگان

تختگاہ رواں کردن

سخن را نخست از رہِ دین و داد بنامِ جہاں آفریں کرد یاد

خدائے کہ بر مردمِ پر خرد پدید آرد اندیشۂ نیک و بد

یکے را دہد سوئے خشکی شتاب یکے را کند غرق در قعرِ آب

کسے را کہ کرد او بصحرا رواں بدریا فرستادنش چوں تواں

وگر خواست کس را بہ خشکی ہلاک ز دریا کشانش برد سوئے خاک

ز تری و خشکی ز حکمش بکار نہ تنہا منم بل چو من صد ہزار

بہر جانبے کادمی راپے ست گرایش نہ از خویشتن از وے ست

پس آں بہ بود راہ یابندہ را کہ معذور دارد شتابندہ را

چو شد گفتہ ہر چہ آں بود ناگزیر کنوں باز گوئیم رازِ ضمیر

ببیں اخترِ دولت اسکندروس کزو گشت روشن ہمہ روم و روس

وریں نامہ با آرزوئے تمام ز اقبالِ ما در پذیرد سلام

سلامے کہ از جاں برآرد خروش گواہی دہد زاندۂ سینہ جوش

بداند کہ چوں ما بہ نیروئے بخت ز خشکی بدریا کشیدیم رخت

نہ مارا خود افتاد ایں سو خرام کہ تقدیر برد از کفِ ما زمام

توانا کشاں می برد چوں دواں تواند کہ باز ایستد ناتواں

بد و نیکِ عمر آنچہ سنجیدنی ست چگونہ نہ بینم کہ چوں دیدنی ست

هر آنچه آسمان بهر ما در نقاب — نهان داشت آورد اینک بر آب

ز غیب آنچه بر جبههٔ ماست حرف — کجا شسته گردد بدریای ژرف

بخاک از اجل گرد هر کس شتاب — کشان برد ما را اجل سوی آب

شدیم آرزومند خاک سیاه — بیک میل سرمه نه یک میل راه

۵ نداریم بر میل سرمه هوس — هوس میلی از خاک داریم و بس

اگر خاک بینیم یکی میل پیش — دود مردم چشم صد میل بیش

چنانست در دیده تعظیم خاک — که چشم ار هزار آب شستیم پاک

کجا خاک در دیدهٔ ما کنون — تیمم کند هم بدریا درون

چه بازیچه گشتیم بچشم کسان — که بر آب بازی کنم چون خسان

۱۰ ملک بودم اول همه خاک را — کنون حاکمم لیک خاشاک را

چگونه نگردم درین شرم غرق — که نه بود ز من تا بخس هیچ فرق

بدریا فرو رفته به خاک من — که خرمهره شد گوهر پاک من

بزرگی گوهر نگر ز اخترم — که گم گشته نه بحر در گوهرم

کجا ابر دارد خبر زین گهر — که در گوش ماهی رساند خبر

۱۵ نه ابر اینچنین گوهری ساز کرد — کز آوازه گوش صدف باز کرد

چنان پیش ازین رایت افراختم — که از پیله بر پیل جل ساختم

۱- یک یک ۔ ۴- ز یک میل راه ۔ ۶- ق ب: اگر خاک ده میل بینیم به پیش ۱۵- م ب: نه ابری چنین

کنون مرده به اژدهای چو من | که از جامهٔ غوک سازد کفن
چه شاهم که بر غیرپایانِ آب | زدم خیمه همچون سواران بر آب
شتابنده کشتی چو تیر از کمان | زبر آسمان نیز زیر آسمان
زبانهای کشتی ز موجِ بلند | بابر سیه چاکِ دامان فکند
۵ وگر از تهش موج بالا شده | صدف وار در قعرِ دریا شده
معلّم گزین تخته شد حرف سنج | نیاموخت ما را بجز حرفِ رنج
جفاهای گردونِ بیدادمند | که چون من شهی ساخته تخته بند
اگر تختِ جم رفت بر خاکِ سخت | مرا باد پاینده حمّالِ تخت
چو فرمان نویسیم بر آبِ ژرف | ز بادِ صبا وام خواهیم حرف
۱۰ وگر سکّهٔ بادشاهی زنیم | رقم بر درمهای ماهی زنیم
محیطِ هواگیر موجش چو دود | بابر سیه داد آبِ کبود
ز همواری سطحِ آیینه رنگ | ازین سوی چین بین وزان سوی زنگ
نه از مرغ آید بگوشی نوا | نه بینیم پرّنده در هوا
روان کشتی از ماهیان گوشه گیر | چو پیشِ جوان پیشِ قصّابِ پیر
۱۵ هراسنده مرد از نهنگِ دوان | چو منعم ز همسایگانِ عوان
دهانِ نهنگان شده موج گیر | چو مقراضِ آهن بقطعِ حریر

---

۱ ـ س ا ب: بر بحرِ ناپای آب ـ ۲ ـ س ا ب: بزیر آب باشد زبر آسمان ۷ ـ م ـ ق ـ س ب: چو من خسرو در چنین تخته بند
۸ ـ م ب: بر باد سخت

فلک بین کہ چون اژدہاے درنگ — چو من گوہرے را بکامِ نہنگ

تنِ ما ز تلخ آبِ دریا بتلخ — دہن تلخ بل عیشِ ما نیز تلخ

شدہ نارِ رخسارِ ما آبیی — ہماے چو من گشت مرغابیی

درخت ارچہ سبزش کند آبجو — شود نیز از افزونیِ آب زرد

۵ چو ما را ز خضر آبجو زردی نمود — بما لا بد این آب زردی نمود

چہ حال آدمی را درین ناخوش آب — کزو زرد شد چشمۂ آفتاب

زجان ہمدران رو بشستیم دست — کہ ما را بدل جوشِ دریا نشست

عجب نیست رفتن بدریا فراز — عجب این توان گفت کائیم باز

چو بے پردہ شد تا بدین جایگاہ — ز رہ نیست وا گشتن از نیم راہ

۱۰ اگر آبی از جوے شود رہ گراے — نماند بجا تا رسیدہ بجاے

دگر دودے از شعلہ بالا شدہ — فرو ناید از ابر برنا شدہ

اگر تیرے از شست پرواز یافت — نیارد سر از نیم رہ باز تافت

گذشت آن کہ رہ باز پس داشتیم — برفت آنچہ در سر ہوس داشتیم

چرا خسروے چون من از بیمِ جان — بجاے رسیدہ بتابد عنان

۱۵ کنون ما درین راہِ دور و دراز — گر آئیم یا خود نیائیم باز

کسانیکہ دارند در صبح و شام — ق — بدیدارِ ما آرزوے تمام

۱-س ا: تنِ ز تلخ آبِ دریاے بلخ

سزد گز دل و چشم چوں برق و میغ   دعائے ندارند از ما دریغ

مگر گز دعاہاے اہلِ نیاز   رخِ مہرباناں تواں دید باز

کز آں رفتہ کش کم نشاں یافتند   عنانش بدستِ دعا تافتند

خدا عمر بخشاد عمرے چناں   کہ نستاند از ما حوادث عناں

کہ تا سوے خویشاں مہر تمام   دعائے خود آریم خود والسلام

چو نامہ بمہر اندر آمد شتاب   در آویختندش بپاے عقاب

شتابندہ شد مرغِ آموختہ   دو دیدہ بمیعاد گہہ دوختہ

رہے را کہ رفتند در پنجسال   دو ہفتہ گزشتش بہ نیروے بال

بہ لشکر گہ آمد شتاباں چو باد   خورشگاہِ دیرینہ را کرد یاد

بہر حرف از موجِ دریاے پُر   بگوشِ نیوشندہ میریخت دُر

فرود آمد آں جا کہ خو کردہ بود   دلِ تیہو و عنبرِ لطا خوردہ بود

دویدند بینندگاں سوے او   کسانے کہ بودند رہ جوے او

بدلجوئیِ طعمۂ دلپذیر   گرفتند و بردند سوے سریر

ملکزادہ زاں پیکِ راحت رساں   ثنا گفت بر مونسِ بیکساں

نثارے براں مرغِ میموں فشاند   بہ تعظیم بر پشتِ دستش نشاند

گرامی ترش داشت از صد ہماے   گہے بر سرش بوسہ زد گہ بپاے

بر او از مژہ گوہر انداز کرد   پس از پاے او نامہ را باز کرد

دبیر آمد و نامه را سر گشاد   سرِ گنجِ پوشیده را در گشاد

چو نامِ سکندر درآمد بگوش   جگر گوشه را خون درآمد بجوش

نخست از جدائی بزاری گریست   خود از هیچ حبے گریۂ زار کیست

پس از شادیِ مژدۂ زندگی   بیاراست بزمے بفرخندگی

۵ طلب کرد نام آورانِ سپاه   ز آیندگان تنگ شد بارگاه

نشستند بر فرشِ دیبا و خز   چو گل تازه کردند رُخ ز آبِ رز

صُراحی درآمد بجان پروری   مغنّی به نیرنگ و افسون گری

بزرگان بهر سو چو انجم بتاب   بخرگه ملک زاده چون ماهتاب

بهر جرعه گنجینۂ مے فشاند   نشاطے بهر سینۂ مے فشاند

۱۰ خزینه چنان زد بهر سوے سیل   که مفلس به بردن نمی کرد میل

ز بخشش جهاندارِ گیتی فروز   ق چو دادِ طرب داد تا هفت روز

بفرمود تا هفت روزِ دگر   بشادی برند اهلِ دولت بسر

بهر مجلسے کامرانی کنند   جدا هر یکے میهمانی کنند

نشانند مطرب فشانند مال   رسانند بر کوسِ شادی دوال

۱۵ جهانے ز عشرت پر آوازه گشت   بهر جانبے مجلسے تازه گشت

درختِ سعادت برآورد شاخ   طرب شد ببازارِ عالم فراخ

- ق : سینۂ ۱۳ - س : هر کسے

کشاد آسماں خرّمی را بساط | بدلہائے غمگیں در آمد نشاط
باندازۂ خویشتن ہر کسے | ہمی داد نقدے بہر مفلسے
ز پس داد نِ زر بہر گوشہ | نماند از جہاں ہیچ بی توشہ
دریں پردہ زینگونہ بازی بسے ست | کسے کیں ندانَد چہ فارغ کسے ست
بیا ساقی آں کیمیائے وجود | ق | کہ بے ہمتاں را در آرد بجود
بمن دہ کہ تا شادمانی کنم | ز گنجِ سخن دُر فشانی کنم
بیا مطربا موبمو باز جوے | ز موئے کمانچہ نوائے چو موئے
کہ تا چوں بمستاں رسد سازِ او | گوارا شود مے ز آوازِ او

در قیمت دانستنِ سلکِ صحبت اگر ہمہ یک شبہ است

چوں ایں رشتۂ باریک و تاریک در دستِ زمانہ زنجیر گسل است تا گسستہ است و گوہرِ مردمی در خاک گم نگشتہ نظامِ عقل را غنیمتِ تمام دانستن

گر آسایشے خواہی از روزگار | جمالِ عزیزاں غنیمت شمار
دل از روئے ہم صحبتاں شاد کن | بہ نقل و بہ مے مجلس آباد کن

بجمعیتِ دوستان روے نه — پراگندگی را بیک سوے نه

بدوری مکوش ارچه بدخوست یار — که دوری خود افتد سرانجامِ کار

اگر جامه تنگ ست پاره مکن — که خود پاره گردد چو گردد کهن

مزن شاخ اگر میوه تلخ ست و تیز — خود افتد چو پیش آیدش برگ ریز

۵ چو لابد جدائی ست از بعدِ زیست — بعمدا جدا زیستن بهرِ چیست

ازان تیغ برداشت این پشتِ خم — که پیوند یاران کشاید زهم

ازان دشمنی ها که در خوے اوست — نیارد بیک جاے دیدن دو دوست

رفیقے که با وصل شد کارِ او — مبادا پراگنده بازارِ او

گر از آشیان مرغے افتد جدا — زناله کند چرخ را پرصدا

۱۰ بہ بین چون بود حالِ آن ناصبور — که دور افتد از خانهٔ خویش دور

دلِ مردم آن گاه توسن بود — که آزاد چون سرو و سوسن بود

چو گردد گرفتارِ اندیشهٔ — ندارد بجز عاجزی پیشهٔ

خرِ وحشی ار چند باشد حرون — ز آسیبِ یک نشتر آید زبون

حریف ارچه تلخ ست و بدخوے نیز — نماید پس از دیر دیدن عزیز

۱۵ بدست اندرون چشمهٔ تلخ وام — دهد تشنه را آبِ حیوان بکام

گلیمے که موئینه بود سینه گز — برهنه تنان را حریرست و خز

---

۱۱ — م و ق و س: رفیق

تن از فاقہ چوں ناشکیبا بود / خورش گر سبوس است حلوا بود

جُدا ماندگاں را از و پرس سوز / کہ چوں میرساند شبے را بروز

مرا دُوریِ دوستانِ عزیز / جگر خستہ کرد و دل آزردہ نیز

فرو مُردم از حسرتِ دوستاں / چو پیل از تمنائے ہندوستاں

۵ کسانے کہ بر روئے شاں پے بہ پے / میانِ گل و لالہ خوردیم مے

کنوں سوئے بستان چہ پویم فراخ / کہ یک مرغ از ایشاں نہ بینیم بشاخ

تہی گشت زاں تازہ رویاں سرائے / بیکبارہ گشتند غربت گرائے

نشانے نہ بینیم کنوں زاں نشاط / کہ در وے فلک در نوشت آں بساط

زمانہ ندارد جز ایں ہیچ کار / کہ اوّل دہد شربت آخر خمار

۱۰ بزاری چرا خوں نگرید رہی / کہ از ہمرہاں بیند ایواں تہی

گزشت آں کہ باہم نشستیم و خاست / کنوں رفتہ را باز جستن خطاست

بزرگانِ پس رفتہ نشتافتند / کہ بسیار جستند و کم یافتند

نہ بعد از شدن باز گردد زماں / نہ تیرے کہ بیروں پرید از کماں

کجا بودی اے مرغِ فرخندہ پے / چہ داری خبر زاں حریفانِ مے

۱۵ بشادی کجا می گزارند گام / سفر تا چہ جا ست و منزل کدام

کجا روز راحت فزوں میکنند / شب آسایشِ خواب چوں میکنند

بعیش و طرب ہمعنانِ کہ اند / بریحان و مے میہمانِ کہ اند

---

۱۷ ایس س۲: بنقل و بہ مے

کدام آب دیده است در جوے شاں | دلِ ما چگونہ است پہلوے شاں
چو از ما خرامی سوے خانہ باز | بیاراں بری ما جرائے نیاز
بدر و یزہ چشم یاران من | تماشا کنی جوے یارانِ من
فغاں زاں حریفانِ صحبت گسل | کہ یکبارہ از ما بر گرفتند دل
۵ بیک نامہ ہم نکردند یاد | کہ دل خوش کنم زاں ہمایوں نژاد
ہراں نامہ کز یار جانی بود | طرب نامۂ زندگانی بود

حکایتِ مجنوں کہ نامۂ لیلیٰ را بر رگِ جاں بست و تپش بہ گسست

۱۰ شنیدم کہ مجنونِ دل سوختہ | ز بیماریِ تپ شد افروختہ
چناں سلخ گردش فلک صبح و شام | کہ چوں ماہِ نو شد بماہ تمام
ز ہر گونہ دارو برانگیختند | فراجش بصحت بیامیختند
ز معجون و شربت چو بگذشت کار | بہ تعویذ و افسوں رآمد شمار
یکے گفت ہر تپ کز اندازہ بیش | با فسوں تواں دور کردن ز خویش
۱۵ دگر گفت تعویذ ز افسوں بہ است | کہ نالندہ را تندرستی دہ است
چو گفتند ہر کس ز ہر گونہ چیز | سخن گفت بیمار لب بستہ نیز

---

۱۶ - س ۲: تشنہ

که حرز و دعا گرچه یاری رس ست — مرا نامهٔ دلبرِ من بس ست
سوادے که لیلیٰ فرستاده بود — زبهرِ چنیں روزش آماده بود
طلب کرد و بر سینهٔ خویش سود — شفا بیشتر یافت چوں بیش سود
ہراں نامہ کز یار گوید سخن — فسونِ حیات ست و تعویذِ تن

۵ رسیدنِ سکندر در نقطه گاهِ محیط و خود را در شیشه کردن و بتوکّل با هولِ آبِ رغورِ دریا فروشدن و در زیرِ پردهٔ زبدهٔ حالات و علاماتِ آبے انظاره

۱۰ کردن و ازاں آبِ گجستگی زود برآمدن و سوے عزیزاں آهنگ کردن و به پایاں رسیدنِ عمرِ او

سرایندهٔ مرغِ ایں بوستاں — سرائش چنیں کرد با دوستاں
کزاں پس که اسکندرِ کامیاب — رواں کرد نامه بپاے عقاب
۱۵ شتاباں ہمیں شد بعزمِ درست — شتابنده تر زانچه بود از نخست
چو شد چار ساله رهِ پیش باز — برغے دگر بست منشورِ راز

۱۳ — س :- سرائیدهٔ مرغِ ایں داستاں + گزارش چنیں کرد بارِ استاں

شد او نیز و دیباچهٔ شاه برد
نمودار دریا به گوهر سپرد

ملک زاده را زان گرامی سواد
جهان پر طرب مژدهٔ تازه داد

همان اوّلین عیش برکار بود
ازان بیشتر کاوّلین بار بود

وزان سو چو دارائے دریا نورد
سه سالِ دگر عبر آب کرد

سوارے دگر تازه پرداختند
عقابے دگر در هوا تاختند

شد او نیز و نامه که با خویش داشت
پذیرندهٔ نامه را پیش داشت

ضمیرے که نومید پیشش بود یار
قوی دل شد از بختِ اُمّید وار

چو زان بیشتر راه پیموده گشت
ز نامه کشی قاصد آسوده گشت

نگنجید در چارهٔ چاره ساز
که نتوان پیاپے فرستاد باز

بجائے رسیدند لرزان چو بید
که باز آمدن را نباشد اُمید

همه سرخ رویان شده زرد روے
بهر مُهرے از جان و تن دست شوے

بود آدمی گرچه لختی دلیر
محال ست کز جان توان گشت سیر

پس از مُردن آنکس علم بر فراخت
که او قیمتِ زندگانی شناخت

چو هر کس در آن حالِ بیچارگی
بحیرت فرو ماند یکبارگی

کسانے که از ایزد خبر داشتند
نیایش کنان دست برداشتند

جهاندار گرچه جهان شاه بود
ولیکن ز خاصانِ درگاه بود

خدا را بدرماندگی یاد کرد
حصارِ دعا ایمن آباد کرد

نجست از فلاطوں بلیناس را | پناهنده شد خضر و الیاس را
چو داوند قفلِ دعا را کلید | کلیدِ درِ چاره آمد پدید
دراں عاجزی مونسِ بیکساں | فرو مانده را گشت یاری رساں
شبانگه که برقع بر افگند ماه | بپوشید گیتی حریرِ سیاه
رواں گشت پروین ز چرخِ اسیر | چو تسبیح در دستِ فرتوت پیر
سکندر بخلوت گهِ بندگی ق | به نزدیکِ مرگ از غمِ زندگی
که در گوشهٔ خلوتش ناگهاں | سروشی پدیدار گشت از نهاں
جوانے بکردارِ سروِ بلند | رُخِ فرخ و پیکرِ ارجمند
فرشته ولیکن به شکلِ آدمی | نه مردم ولے صورتِ مردمی
جمالے که نتواں نظر کرد دُور | ز سیمائے پاکش همی ریخت نور
بر تازگی کرد شهِ اسلام | شهش داد پاسخ بعذرِ تمام
بدو گفت کاے سر بسر نورِ پاک | تنت دور ز آلایشِ آب و خاک
فرشته که گویند مانا توئی | که مردم نه باشد بدیں نیکوئی
دگر مردمی چوں دروں آدمی | که مردم نه دیدت که چوں آدمی
سروشِ خجسته سخن در گرفت | ز رازِ نهاں پرده را بر گرفت
بگفتا که گر پُرسی از من صواب | سروشم نیز داں موکل بر آب
محیطے که نشناخت کس غورِ وے | جبینِ مراهست یک قطره خوے

چو در سختی اُفتاد کارِ شما | بمن داد غیب اختیارِ شما
میندیش ازین پس ز دریای ژرف | که دادت قضا دستگاهِ شگرف
درین پرده کاندیشه کارِ نیست | درون رو که یزدان نگهدارِ تست
منت همره و ایزدت رهنمای | که بنماید و بازت آرد بجای
قضا را به تسلیم دمساز کن | ببین هرچه بتوانی و باز کن
جهاندار کاں محرمِ راز یافت | دری چاره بر خویشتن باز یافت
چو شد چشمهٔ صبح رخشاں ز شرق | دراں چشمه شد کشتیِ ماه غرق
هوا قطرها داشت نزدیک دو | درآمیخت یک پل بدریای نور
بفرمود فرماندهِ روم و زنگ | که در جنبشِ کشتی آید درنگ
فگندند هر سوی لنگر در آب | فرو شد سرِ بادبانها بخواب
سکندر بر آهنگِ کاری که داشت | برو ریخت از دل شماری که داشت
بدستورِ دانا که برکار بود | وصیت نمود آنچه ناچار بود
که ما را هوسهای ناسودمند | ز راهِ سلامت چو یکسو فگند
سزد گر شما را ز من فتنه جوی | ز بهرِ سلامت بتابید روی
چو من زیرِ دریا کنم جای خویش | بکامِ نهنگاں نهم پای خویش
بامیدِ جاں بخشِ گیتی پناه | مرا تا بصد روز بینید راه
گرایم برون زین رهِ پرهراس | شناسم حقِ هر دم حق شناس

دگر باشد آسیبی از روزگار | قضا را بیک چون منِ صد هزار
شما جانبِ خانه گردید باز | من و قعرِ دریا و راهِ دراز
دُر افشانیِ شاهِ دریا نظیر | پذیرفت دستورِ دریا ضمیر
چو شه را دل آسوده زان بسته عهد | بر آئینِ مهدی در آمد بمهد
همان خوشه کانگورِ فردوس بود | موافق چو برجیس با قوس بود
ز هر دانه آبِ حیوان بجوش | که در راهِ ظلمات دادش سروش
نه از خوردنش دل بخوردن کشید | نه معلولِ علت شد آنکو چشید
گیاهای دیگر تن ساز دار | که باطل نگردد مزاج از بخار
بیاورد آن شیشه را بعد ازان | نشست اندر آن شاهِ عالی مکان
چو بنشست در شیشهٔ آب رنگ | سرِ شیشه را کرد محکم چو سنگ
بفرمود کان درج لولوی تر | به رشته در آرند همچون گهر
بهر چار سویش طناب افگنند | توکل کنانش به آب افگنند
پس آنگه در آن غوطه گاهِ هلاک | امانت دهندش به یزدانِ پاک
که از قعرِ فرماندهِ تخت گیر | پذیرنده را کی بود ناگزیر
رسن چست کردند تابوت را | بد انسان که از رشته یاقوت را
چو شیشه معلق شد اندر طناب | بر آبش نهادند همچون حباب
ازان شیشه کو کانِ الماس بود | رسن در کفِ خضر و الیاس بود

شکنجِ رسن ہا کشادند باز   اجل را اسیر و ند رشتہ دراز

بدریا درون رفت دریا شنے   برآمد ز دریا دلاں آتشے

فرو می شد آں درج گنجینہ سنج   فرشتہ برابر نگہبانِ گنج

ز جنبیدنِ آب مہدے چناں   چو طفلانِ غازی معلّق زناں

سکندر بمہد اندروں ترسناک   چہ باشد بدریا یکے مشتِ خاک

شدہ زرد رخسارۂ لالہ گوں   چو زردی کہ در بیضہ باشد درون

ہمی شد ز ہستی کنارہ کناں   عجب ہائے دریا نظارہ کناں

چواں اخترِ فرّخ از اوج گاہ   فرو رفت در بُرجِ ماہی دو ماہ

سر و شش برسید کاے نیک بخت   چہ بودت رہا کردنِ تاج و تخت

خرد نامِ آں کس بخاک افگند   کہ خود را بخود در ہلاک افگند

اگر آدمی زیرِ دریا رود   بود ماہیِ کو بصحرا رود

کجا ہوشمند ایں تمنّا کند   کہ جاں بر سرِ یک تماشا کند

تو ہستی بچہ گرچہ تنگ ست چاہ   کہ اجل را بزیرش فراخ ست راہ

ازاں جوہرِ عقل گشت ارجمند   کہ پیچیدہ دارد عناں از گزند

ہر آں جانور کز خرد ہست پاک   ہراسندہ باشد بجس از ہلاک

ترا با چنیں عقلِ دانش فزاے   بسوے خطر چوں دواں گشت پاے

جہاندار گفت اے مبارک نفس   نماند خرد چوں در آید ہوس

چو من زآرزو بردنِ رای خام — هوس اندرینجا کشیدم زمام
ترا گر دهد دست کاری بکن — دگر نه بسی گفته اند این سخن
هواخواه ز دوست در راهم — بدیوانگی طعنه زد دشمنم
گزیرست سنگِ بداندیش را — که در شیشه خود کرده ام خویش را
۵ ملامت نگاهِ سلامت روست — سلامت چو گم شد ملامت خطاست
چو آتش برآرد ز پروانه دود — رهاننده گر دست یابد چه سود
چو غلطید طفل و شد آزرده سر — طپانچه زنی گردد آزرده تر
من آن روز شستم ز جان دستِ خود — که در کامِ ماهی زدم شستِ خود
تو زینها که گفتی برای صواب — بکن ورنه بگذار ماهی در آب
۱۰ نیوشندهٔ آسمانی سرشت — شد از تازه رویی چو باغِ بهشت
گشاد ابرو از رشکِ خورشید وش — بپاسخ دلِ شاه را کرد خوش
که دل را فراهم کن ای سرفراز — که بردار این رنج بار دراز
من از بازپرسی نمودم ترا — بنیروی طبع آزمودم ترا
چو دیدم تنومندیت را عیار — که آخر جهانی کز آغازِ کار
۱۵ یقین شد که دولت ز پیرتو رست — نترسد ز دریا و هر چه اندروست
عجب های دریا اگر منکرست — ترا دل ز دریا دلاور ترست

---

۲ - س ۱: بیا زده سر - ۸ - س ۲م: ردیف و رهر دو مصراع - خویش. س ۳: دریا زدهم سشت خویش

ترا میرسد کین تماشا کنی | بدین قطره آشنایم دریا کنی

کنون باز کن دیدهٔ پیش بین | تماشای اندیشهٔ خویش بین

بگفت این و برداشت بانگ بلند | که زلزال در قعر دریا فگند

بشوریدن آمد همه آب شور | تهی شد ز پهلوی بیننده زور

۵ دران جوشش دریا که می شد باوج | شتابنده شد جانور فوج فوج

نهنگان هائل هزاران هزار | سری همچو کوه و دهان همچو غار

بلا لقمهٔ کام خندان شان | اجل چاشنی گیر دندان شان

کهن ماهیانی بهیکل شگرف | پلی بسته هر یک بدریای ژرف

جهانی دراز و ز سر تا بدم | که دریا به پهنای شان گشت گم

۱۰ کشف هر یکی گشت کوهی روان | چو پیلی بر افگنده برگستوان

چو این اژدها شد پدیدار نهفت | نماینده با شاه بیننده گفت

کزین جانور کایدت در حضور | یک آسیب اگر بر تو آید ز دور

چو شیشه ز سنگی دگرگون بود | اگر کوه بروی زند چون بود

شهش گفت کو راستایش سزاست | که بی منت تو نگهبان ماست

۱۵ سروش از چنان پاسخ دلپسند | دهان را بمهر ادب کرد بند

پس آنگه در ایشان چنان تیز دید | که یک یک شدند از نظر ناپدید

---

۱۴ — س۲ ن: که او در همه جا نگهبان ماست

چو آں شعبدہ عزمِ رہ ساز کرد　　جہاں بازیِ دیگر آغاز کرد

ہمہ آبِ آں کارگاہِ وبال　　شد آئینہ پُر ہزاران خیال

طرف بر طرف شد گراں بر گراں　　جہانے پُر از آدمی پیکراں

معلق زناں سو بسو در شتاب　　چو طفلاں کہ بازی کنند اندر آب

۵ ہمہ بوزنہ صورت و سُرخ روے　　بجز نور زنخ ہیچ نارستہ موے

بروں جست ازیں پردۂ آبگوں　　چو لعبت کہ از پردہ آید بروں

نہادند رو چوں بشیشہ پری　　در آئینۂ صافِ اسکندری

کشادند با کار فرماے خود　　برسمِ خود اندیشۂ راے خود

درایشاں چو شہ کرد نظّارہ　　بحیرت فرو ماندہ یک بارۂ

۱۰ بپرسید کیں قومِ پوشیدہ زیست　　کیانند و ایں قوم را نام چیست

اشارت کہ از دست و پا میکنند　　چہ رازست بہرِ چہ ہا میکنند

حدیثے کہ بود آشکار و نہفت　　چو پرسندہ پرسید گویندہ گفت

کہ ایں طائفہ مردمِ آبی اند　　کہ پوشیدہ از چرخِ دولابی اند

بہ نیروے من سوے تو راندہ اند　　چو دیدند حیراں فرو ماندہ اند

۱۵ کہ ایشاں کہ در آب ماہی وشند　　ہمہ تا بدیں جاے کمتر کشند

منم ترجماں کاندریں حسبِ حال　　بگفتارِ خود می کنندم سوال

---

۹ — س، م۱: گشت نظارگی — س۲: بیکبارگی — ۱۵ — س، م۲: بنہ

که اے بیوفا مردم ناسپاس که لطفِ خدا را نه حق شناس

جهاں را ندیدی ز زیر تا بزیر نه گشتی ازیں گشتِ بیهوده سیر

ز چندیں به خشکی و تری خرام چه حاصل شدت جز تماشاے خام

دلِ هردم از پرده بیروں شود چو قوت ز شکم داری افزوں شود

۵ ددو دام چوں یافت مقدارِ خود فراهم نشینند پس کارِ خود

اگر پیل زرفست و گر گرگ و شیر صبوری کند چوں شکم گشت سیر

همه جانور چوں بود بیغمی به فتنه نکوشد مگر آدمی

که چوں توشه کم شد ملولی کند وگر پر شود بوالفضولی کند

کند هرچه اندیشه روے گمست ز مردم بتر با زهر مردمست

۱۰ سکندر که گفتارِ شاں گوش کرد سخن را فرو خورد و خاموش کرد

دگر ره بدستوریِ رهنماے زمانه ز پیکر تهی کرد جاے

دگر بار در جنبش آمد سروش باطرافِ دریا در افتاد جوش

سیه روزنے گشت پیدا ز دور که پنهاں شد از چشمِ بیننده نور

دونده چو برق از قوی پیکری نه در خشکی ایں نوع نے در تری

۱۵ مثالے ز گفتارِ شاهاں نداشت دو روز و دو شب رفت پایاں نداشت

ز بس طرفه کامد نمودارِ او عجب ماند بیننده در کارِ او

۳ـ سن۲: زیں تمنّاے خام

دگر رہ بشورید دریا چناں | کہ رفت از کفِ مرد دانا عناں
عجب ہیکلے دیگر از آب رست | بسے زاں عجب تر کہ دیدہ نخست
گذشت از نظر کوہِ دریا خرام | تمام از پسِ ہیچ روزش تمام
کہ قافے بود ارچہ بے سنگ بود | کہ در قعرِ دریاش رہ تنگ بود
۵ چو رفت آں قیامت بہ پردہ درون | قیامت وشے دیگر آمد بروں
پس از ہفتہ دید پایانِ او | کہ گم گشت دریا در آئینِ او
چو یکسو گذشت آں شگفتِ خیال | شگفتی دگر گشت جنبش سگال
بشورید دریا چناں تا بدیر | کہ زیر و زبر شد زبر تا بزیر
جہانے زپیشِ نظر شد نہاں | دگر گشت پیدا جہاں در جہاں
۱۰ زجنبید گاوے کہ رفتند پیش | پدیدار دیگر بمقدار بیش
بہر جانبے کو گذرگاہ داشت | شکم بر ثریٰ پشت بر ماہ داشت
بقدرِ دو ہفتہ دراں چار سوے | جہاں بود تیرہ ازاں تیرہ روے
جہاندار باآں دلِ زورمند | فرو ماند بے طاقت و مستمند
سلامت در افتادہ بودش زپاے | بہمت ہمیداشت خود را بجاے
۱۵ میانجی دراں معرضِ عمر کاہ | چو شکلِ دگر دید سیماے شاہ
بجنبید در پردہ گوشش سوال | کہ چوں دیدی ایں پردۂ پر خیال

---

۳ - م ۲: پنجروز تمام - ۶ - س ۲: در ایوان او - ۷ - م ۱: چو یکسر گذشت آں شگفت از خیال

بخاطر هنوز این تمنا کنی | گزین گونه بخت تماشا کنی
شه ارچه بدل داشت بیش از زیر | هراسے که بود ست جائے هراس
هم از عاجزی پشت را خم نکرد | ز نیروے دل ذرۂ کم نه کرد
بدو گفت کاے بر نهان پرده دار | درین پرده دیگر چه داری بیار
بپاسخ سر دشش پسندیده گفت | که دانسته را بر تو نه توان نهفت
چنین رو شنم گشت ز الهام غیب | کت از نقد هستی تهی گشت جیب
سبک شو که جاے گرانیت نیست | زمانے فزون زندگانیت نیست
تو دانی که در زیر دریا شدن | بسے سهل باشد ز بالا شدن
ورا از وعدۂ رفت گیری شمار | ز صد روز ماندست باقی چهار
سه ماه زیر دریا شده رهگراے | سه شب چون ره رسیدن بجاے
جهاندار از آن پاسخ هولناک | به بیهوشی آمد ز بیم هلاک
دلش داد گویندۂ راه بین | که ترساں بود مرد کوتاه بین
از ینجا که دو رست امید جان | برون تا نیائی نیابی امان
هنوزت بسے دل فروزی بود | جمال عزیزانت روزی بود
و گر دل نظاره داری هنوز | بدریا درون کامگاری هنوز
پس از ره نوشتن بچندین شتاب | چه دیدی دو هفته دو سه گرم آب
بود جانور کاید اندر خرام | تماشش نه بینی بسال تمام

همانا یده کاندیشه در وے گم ست | نه اندازهٔ دیدنِ مردم ست
دلاور تو بودی درین داوری | که دل را به دیدنت یاوری
زمان سیل در یا ز اندازه بیش | همان به که خالی کنی جاے خویش
تو با آنکه دیدی عجب ها بسے | من از تو ندیدم عجب تر کسے
۵ وگر باشدت زین عجب تر نیاز | یکے دیده بربند و بکشاے باز
ملک گوش بر گفتِ همدم نهاد | بفرمانِ او دیده بر هم نهاد
چو بکشاد چشم و چپ و راست دید | همان دید چشمش که میخواست دید
چو دیده شگفته بهارے بر آب | برون جست از برج چون آفتاب
بدریا درون ماهیِ خورده دم | برون آمده یونسے از شکم
۱۰ چو الیاس و خضر آگهی یافتند | سوے مونسِ خویش بشتافتند
کشیدند قاروره را ابر زبر | نه قاروره بل کانِ یاقوت و زر
بو اجستنِ درِّ دریا نواز | دهانِ صدف را کشادند باز
متاعے که در دُرجِ گنجینه بود | مُصوّر خیالے در آئینه بود
چنان یوسفے گشت یعقوب رنگ | بر آمد چو یوسف ز زندانِ تنگ
۱۵ گرامی تنش باز مانده ز زور | نمک وار بگداخته ز آبِ شور
بزرگان که دیدند دیدارِ او | بماندند در حیرت از کارِ او

---

۸ – م ا: چه بینند شگفته بهارش بر آب

شدندش بہ تعظیم آئیں پرست   بسے بوسہ دادند بر پا و دست
نہادند بالشش زمشکیں حریر   برآمد ملک تکیہ زد بر سریر
بدریا ز رنج و وبالے کہ دید   بپرسید می گفت حالے کہ دید
نیوشندگاں چوں صدف جملہ گوش   دہن ہا چو سوراخِ گوہر خموش
دریں بود کز چرخِ فیروزہ وش   سروش آمد و مژدہ داد خوش
کہ فرماں بریں گونہ دارم ز غیب   کہ زودت رسانم تمنا بجیب
زہے کامدی ہژدہ سالہ تمام   شبے در میاں کن بمنزل خرام
بگو تا بہ آہنگِ راہِ دراز   ز ہر سوے در جنبش آید جہاز
یقیں گشتہ بود ارچہ از جانِ پاک   کہ خاکش دواند ہمی سوے خاک
ولے چوں دلش سوے دیدار بود   غمِ جاں نہ چنداںش دشوار بود
ہمانجاں سوے راہ جویانِ خویش   برسمِ رہ آور دمی برد پیش
اسیرے کہ تیمارِ ہجراں خورد   مکن باورش گر غمِ جاں خورد
بزنداں درون مرگ با دوستاں   بہ از عمرِ صد سالہ در بوستاں

حکایتِ مردے کہ عمر از برائے وفائے دوستاں خواست و بیوفائی نخواست

شنیدم یکے را ز اہلِ اُمید   بجاویدیِ عمر نوشد نوید

بشارت رسان را خبر جست باز | که با من که ماند چو مانم دراز
بگفتا که از مردم هم نفس | نماند کسی هم تو مانی و بس
نیوشنده راز بگریست زار | که ناید چنین زندگانی بکار
نشسته من و دوستان بر گذر | بود هر زمان مردنی تازه تر
بروی عزیزان توان شاد زیست | چو این نیست پس زیستن بهر چیست
سکندر که گیتی خداوند بود | هم صحبتان دیر پیوند بود
چنان تاختی گرد عالم چو باد | که یادش نبودی ز پیوند و زاد
چو هنگام رفتن فراز آمدش | بدیدار خویشان نیاز آمدش
ازان مژده خوش که دادش سروش | شهنشاهش ز شادی برآمد بجوش
بران گریه کز شادمانی بود | نمش چشمه زندگانی بود
سرشکی که صافی کند سینه را | بشوید ز دل درد دیرینه را
بفرمود فرمان ده تخت گیر | که در جنبش آرند چوبین سریر
برین عزم لنگر ز دریا کشند | سر بادبان بر ثریا کشند
بفرمان فرمانروای جهان | روان گشت کشتی ز جای چنان
پل چوب در جنبش آمد بر آب | عجب کاب آهسته پل در شتاب
شبا روز از رفتن بی درنگ | چو بر آب دریا زده دیده زنگ
دوم روز کز چرخ درگشت روز | نگون گشت خورشید گیتی فروز

شتابنده کشتی بهم سو قطار | که پیدا شد از دور دریا کنار
فرومانده بینندهٔ رهگرائے | بحیرت دران کار حیرت فزائے
که راهی بران دوری دیریاز | چگونه برین زود آیند باز
همه کس دریں از تعجب کشاد | مگر پاک دینان و پاک اعتقاد
۵ کسے را که باشد یقین رهنمائے | دو عالم دو گامش بود زیر پائے
شگفتے که دارد حوالت بغیب | تو عیبش کنی کفر باشد نه عیب
دران لحظه کآمد به فرخندگی | بدان مردگان مژدهٔ زندگی
بهر پیکرے تازه گشت آب و رنگ | فراخی درآمد بدلهائے تنگ
چو دیدند صحرانشینان ز دور | درفشان درفشِ سکندر ز دور
۱۰ شکسته دلان را فزون گشت زور | بدلهائے لشکر در آفتاد شور
به گلزار امید باران رسید | نشاطے بامیدواران رسید
ز هر جانبے آدمی خیل خیل | شتابنده شد سوئے دریا چو سیل
ز انبوه خلقے ز هر بوم و مرز | کرانه چو دریا درآمد به لرز
همی تاختند هر غم کشِ ممتحن | طلبگارِ گم کردهٔ خویشتن
۱۵ سکندر چو بر شطِ دریا رسید | خروشِ سپه بر ثریا رسید
رسیدند گردن کشانِ سپاه | همه آرزومندِ دیدارِ شاه

۳- س۲: آمد فراز - ۴- س۱: همه کس دریں در تعجب فتاد - ۹- س۲: ز نور - ۱۰- م۲: بدریا

چو گشتند شاد از نشاطِ حضور — نهادند بر خاک تارک ز دور

همان پورِ اسکندر اسکندروس — همیں آمد و خاک میداد بوس

چو چشمِ پدر در جگر گوشه دید — دلِ خسته را از جگر توشه دید

نظر سوے او کرد و بگریست زار — بداں ساں که بر گلبن ابرِ بهار

ستاره فشاں چشمهٔ آفتاب — سوے برجِ خاک آمد از برجِ آب

برآمد ز دریاے زنگار گوں — چو ابرے که آید ز دریا بروں

ز سر تازه شد سروِ زادِ کهن — درآمیخت شمشاد با سرو بن

ز هر دیده سیلے بصحرا رسید — کزاں سیلِ طوفاں بدریا رسید

همه تشنهٔ شاهِ دریا نشاں — بدل آتشنه و ز دیده دریا فشاں

چو دیدند باغے خزانی شده — سهی سرو از و خیزرانی شده

بمغز و در پوست خونش چو مشک — نهالش بدریا دروں گشته خشک

بگریه تهٔ پاش قدح نم زدند — براں شاخِ پژمرده شبنم زدند

چو آسوده گشتند لختے ز جوش — درآمد بسرهاے شوریده هوش

جهاندار منزل بجز گاه جست — ز صحرا سوے بارگه راه جست

عماری کشاں پیش بردند مهد — نشست اندراں شاهِ فرخنده عهد

ملوک از لبِ آب تا بارگاه — نثار افگناں می نوشتند راه

طبقهاے گوهر درآمد بموج — سرِ تودهاے گهر شد به اوج

چنان شد زمین پر ز لولوی پاک — که با قعرِ دریا قرین گشت خاک
دُر و لعل چندان فرو ریختند — که دریا و کان با هم آمیختند
پناهنده زان بخششِ راستین — نه دامن تهی داشت نے آستین
درآمد بدینگونه گیتی پناه — چو خورشید در سایهٔ بارگاه
برآمد بر اورنگِ شاهنشهی — سوے بالش آورد پشتِ مهی
رهِ بار بر عالمے تنگ داشت — که در عالمے دیگر آهنگ داشت
بفرمود کز خاصگانِ سراے — بجز خاصگان کس نماند بجاے
رقیبانِ خلوت برون تاختند — ز آیندگان پرده پرداختند
برون رفت هر کس ز پیشِ سریر — جز آنان کز ایشان نباشد گزیر
چو نامحرم از بارگه گشت باز — کشایندهٔ راز بکشاد راز
چنین گفت با پیشوایانِ کار — که مارا دگرگونه شد روزگار
نگون می شود کوکبِ تابناک — فرو می رود آفتابم به خاک
هراغه وسے کرده شد بر سریر — بسیفورِ رومی و چینی حریر
کنون گاه آن ست کاریم پشت — ز دیباے نازک بخاکِ درشت
فرو ریخت شاخِ امیدم ز بر — دماغِ رعونت برون شد ز سر
زمانه بکین دست بر من کشاد — چه باشد چراغے بطوفانِ باد
درآمد بگلزارِ من برگ ریز — ز باغم بهر گلبنِ رستخیز

سرم را چو خوابِ قیامت بود — کنون گرچه بیدار گردم چه سود
زهم صحبتان هر که را بنگری — کند تا گه مرگ یاری گری
زمین چون په بندِ زمانم دهد — که یارد کزان بند امانم دهد
سرافرازیِ مرد چندان بود — که گلدستهٔ عمر خندان بود
۵ چو قالب تهی گردد از جانِ پاک — چه بر فرشِ دیباچه بر روی خاک
درین دم که از شغلِ این کارگاه — بملکِ دگر می زنم بارگاه
ز چندان بزرگی بدرگاهِ من — بجز حسرتی چیست همراهِ من
چو من دامنِ عمر در خون زنم — وزین کوچه گه خیمه بیرون زنم
مرا در سه[۳] تدبیر یاری کنید — درین هر سه[۳] کار استواری کنید
۱۰ نخستین وصیت درین داوری — بفرزندِ خود باید هم یاوری
که در قصرِ من اوست رخشنده باغ — هم از گوهرِ من فروزد چراغ
دوم آن که بر عزمِ صحرای راز — ق — چو در مهدِ عصمت کنم پا دراز
در آندم که غلطم بصندوق پست — زصندوق بیرون کنندم دو دست
که تا چون بخانه گرایم ز راه — کند هر که بیند به عبرت نگاه
۱۵ که چون من ولایت ستانِ شگرف — ق — ز قطعِ زمین تا بدریای ژرف
بفیروزی از چرخِ فیروزه فام — ۲ — بضبطِ خود آورد عالم تمام
جهان داد از زور بازوی من — ۳ — همه نقدِ خود در ترازوی من

---

۱۷ - س ل : جهان دیده

زچندین زر و گوہر بے شمار — تہی دست رفتم سر انجام کار

بگویند تا خلق نظارگی — ببینند این روز بیچارگی

تمنائے بیشی ز دل کم کنند — نہ بر من کہ بر خویش ماتم کنند

کسے کو مرا بیند از کس بود — نمودار من پند من بس بود

۵ سوم آن کہ چون نوبت آن شود ق — کہ تن در دل خاک مہمان شود

در اسکندریہ کہ جائے من ست ۲ — بنا کردہ رسم و رائے من ست

گرانیدم از تخت زر در مغاک ۳ — ودیعت سپارند خاکے بخاک

دو سہ روز در زندگی داشت بہر — ہمیزد نفس با بزرگان دہر

بہر کار کاسود رایش بر آں — وصیت ہمی کرد با مہتراں

۱۰ چو با استواراں قوی کرد عہد — ز ایوان خاکی برون برد مہد

نہاں گشت خورشیدش اندر نقاب — فرو رفت چشمش بزندان خواب

دل مہربانان در آمد بجوش — کشیدند چون ابر گریاں خروش

چو گردد گل از بوستاں گوشہ گیر — ز مرغان بستان بر آید نفیر

سہی سرو گردد چو در خاک پست — دل باغباناں در آرد شکست

۱۵ جریدہ کشایان تاریخ ساز — بچندیں نمط بستہ اند ایں طراز

چو کردم بہر نامہ باز جست ق — چنان بود نزدیک بعضی درست

---

۴ - س۲ : پنداو - ۵ - س۲ : پنہاں - ۸ - س۲ : شہر

که رخشنده خورشید گیتی خرام
برآمد ز روم و فرو شد بشام

گروہے دگر کرده اند اتفاق
که در حدِ بابل شد از خویش طاق

چو خاکی شد اندام چوں صندلش
سپردند در دخمهٔ چندلش

اگر راست گوئی ز جوینده گاں
چنیں گوید از راست گوینده گاں

که با شاهِ دانا حکیمانِ راز
ز رازِ فلک گفته بودند باز

که روزے کشاید سپهرت بکیں
که زرّیں شود آسماں و زمیں

همان خورد و خوارت بود زرِّ پاک
پس از خوردنِ زر شوی خوردِ خاک

چو این نکته با عقل گوشی نداشت
نیوشنده در دل نیوشی نداشت

بروزے که آں نوبت آمد فراز
ملک بود با لشکرِ رزم ساز

برابر شد از تیغ با همسرے
شکستے در افتاد با لشکرے

چو لشکر در افتاد و لشکر شکست
خراشنده تیر از خراشے بخست

خدنگے که گردد به پولاد غرق
رسید از کمیں ناگهانش چو برق

بسے طرفِ جوشن بدو نیم زد
ز پولاد بگزشت و بر سیم زد

شد آزرده زاں خارِ گلنارِ او
سرایت بجان و انشت آزارِ او

چو بیهوشی از دست بردش تمام
فرود آمد از تازیِ تیز گام

زتن کرد خفتانِ زرّیں رها
برآورد چوں گنج را اژدها

زخود رفت و شیری فراموش کرد
دراں بیخودی خوابِ خرگوش کرد

دشاقاں بہ پیرامنش تاختند — زِ درعِ زرش سائباں ساختند

چو زاں خوابِ خوش ہوش باز آمدش — ز خفتن بخوردن نیاز آمدش

بسے باز جستند کم بود خورد — مگر بر یکے زردۂ بود زرد

ز بہرِ خورشش کام گیرد درشت — کہ نتواں فرو بردنش جز بمشت

چنیں توشہ را در چنیں جایگاہ — بتعظیم بردند در پیشِ شاہ

جہاندار بگذشت ازاں گوشۂ — ربود از برائے عدم توشۂ

چو ناخوردہ بر آب لب ساز کرد — نظر زیر و بالائے خود باز کرد

زمین و سپہر از زرِ ناب دید — نمودارِ آں ہم بر آں آب دید

بہر شکِّ فرہ درکشاد آمدش — ز گفتارِ گویندہ یاد آمدش

شنیدم ہماں ور ازیں تنگنائے — بدروازۂ غیب شد رہنمائے

دریں ماجرا گفت ہر کس بسے — نبود استواری بگفتِ کسے

بتحقیق چوں سختند ایں خیال ق — بریں جملہ کردند تحقیقِ حال

کہ بر شطِّ دریائے مغرب ز دہر — بروں آمد از آب شد خاک بہر

بہر سو کہ خاکی کنی پائے خویش — رود عاقبت خاک بر جائے خویش

چو خاکِ تو دامِ زمین ست و بس — زمین دامِ خود چوں گذارد بکس

چو رخشندہ شد گوہرِ تابناک — ودیعت سپردند در گنجِ خاک

بسے دست بردیم بالا و پست — بریں در کلیدے نیامد بدست

کجا دانہ دارد بہ خشخاش در — کہ چوں می دہد کشتِ خشخاش بر

کجا ہفت دریا حدِ مردم ست — کہ در قطرۂ ہستیِ خود گم ست

بیا ساقی آں جامِ دریا دروں — کزو گوہرِ مردم آید بروں

بدہ تا نشاطے بروں آردم — برد سنگ و گوہر بروں آردم

بیا مطرب آں مایۂ دل خوشی — کہ صوفی کند زو ملامت کشی

بگو تا دمے خرقہ بازی کنم — بے دلقِ خود را نمازی کنم

گفتار در دورِ مدامِ شیشہ سرنگوں کہ پیمانہ ہمہ را
پر کند و یاد کردن حریفانِ رفتہ را کہ از گردشِ
روزگارِ دورِ پیش ازیں بخواب گشتند چناں خفتند
کہ سر در صبحِ قیامت بر کنند و ما نیز چنیں خفتیم کہ
ایشاں و گوش مالیدنِ خواب آلودگانِ غفلت را
تا بر سرِ ایں چاہِ بے بن پاے ہوش نہند

اگر دل‌نشینے داری اے نیک راے ‌‌‌ یکے گردِ اندیشۂ خود گراے

نگہ کن دریں چرخِ دولاب گرد ‌‌‌ کہ چوں ہر زماں می برد آبِ مرد

چہ دلہا کز آسیبِ غم گرد خورد ‌‌‌ چہ سرہا کہ در خاکِ خواری سپرد

کس ایں ماجرا زو نہ پرسید باز ‌‌‌ گزیں رہ نوشتن چہ داری نیاز

۵ چہ شکل ست کیں دورِ ظلمات و نور ‌‌‌ ز گردندگی نیست یک لحظہ دور

رواقے بر آوردن از خاک و آب ‌‌‌ چو شد ساختہ باز گردد خراب

خیالے بہر پیکرے ریختن ‌‌‌ طلسمے بہر گنج انگیختن

مبیں دلکش ایں منظرِ شیشہ فام ‌‌‌ کہ در شیشہ کرد او جہاں را تمام

چو کرد او جہاں را بشیشہ دروں ‌‌‌ تو از شیشۂ او کے آئی بروں

۱۰ سراپاے ایں مادرِ فتنہ زاے ‌‌‌ کہ بینی پر از چشمِ گیتی نماے

ہمہ چشمہایش کہ بیش و کم ست ‌‌‌ نہانی بنظّارۂ عالم ست

ز چندیں نظرہاے عالم فروز ‌‌‌ ببیں تا چہ دیدی و بینی ہنوز

جہاں غرقِ نادیدہ دریاے شور ‌‌‌ کہ بالاست آب و تہش چاہِ کور

بسا حالِ مردم کہ گشت و گزشت ‌‌‌ کہ از حالِ خود چرخ موئے نگشت

۱۵ بسا نو کہ کہنہ شد از روزگار ‌‌‌ جہاں کہنہ و ہمچناں برقرار

یکے کم شد و دیگرے خاست نو ‌‌‌ کہ ہست ایں جہاں جاے کشت و درو

۳- س ۱: او گشت خورد - ۱۳- س ۲: بالاش کوز تہش جاے گور

درین کشتن و باز کردن درود | ندانم غرض باغبان را چه بود
یکے باز کن پرده زین خاکِ زرد | که دیبائے چینی بپی اندر نورد
برآں لاله و گل که در گلشنے ست | بناگوش و رخسارِ سیمی تنے ست
بسا دیده کز سرمه آزاد گشت | که ناگه زخاکِ سیه باد گشت
۵ بسا در که گم شد درین خاکِ پست | که از خاک جز خاک نامد بدست
بسا تن که او بارِ صندل نه برد | که در زیرِ انبارِ گل شد چو خرد
بنائے کش از گل برآری بر آب | بسے بر نیاید که گردد خراب
چو در کیسهٔ مردم ایں نقدِ خاص | ز تاراجِ دزداں ندارد خلاص
بیا تا کنیم آں چناں رخت پیچ | که جز نامِ نیکو نمانیم هیچ
۱۰ بمعشوقِ یک شب چه باشیم شاد | که مهمانِ غیری شود بامداد
مکن میلِ ایں خاکِ چوں ناکساں | که پیوندِ او نیست جز با خساں
مباش از نوائے فلک ناشکیب | که چشمش چو هندوست آهو فریب
کشنده که بر آهو آواز راند | ز تن جانِ او را به آواز خواند
صفیرے که صیاد زد کرد دام | ز مرغ ارغنونِ اجل یافت نام
۱۵ جهاں مایه ند هد مگر شوم را | که ویرانه میموں بود بوم را
چه باید ازان داده خرسند بود | که با جاں همیں باز خواهد بود

۴- س۱: خورده گشت. ۹- م۲: که جز نام باقی نمانیم هیچ ۱۲- م۲: که آں کحن هندوست آهو فریب
۱۶- م۱: بدان داده

جہاں را چو نیکو شناسد کسے | متاعِ جہاں را بجوید بسے
دریں خواں کہ حلوائش خایسترست | جگر اول و شوربا پسترست
ہماں طفل را مادرِ دستگیر | بخوں پرورد اوّل انگہ بشیر
منہ دل دریں باغِ ابلہ فریب | کہ خرزہرہ را نام کردست سیب
۵ ندانم کسے راز دانندگاں | کہ خوانند در لوحِ پایندگاں
دو رہ دارد ایں تنگنائے دراز | کہ در رفتن و آمدن ہر دو باز
ازیں ہر زماں تو برے میرود | یکے آید و دیگرے میرود
دریں مرحلہ بار نتواں نہاد | درِ مرگ را خار نتواں نہاد
چہ سازی رواقے کزاں رفتنیست | غمِ کالبد خور کہ جاں رفتنی ست
۱۰ چہ باید برآراستن منظرے | کہ خواہد شدن منزلِ دیگرے

حکایت لقمانِ حکیم کہ نہصد سال عمرِ او بود تا آفتابش برسرِ دیوار رسید ز سایۂ دیوار گزشت

شنیدم کہ لقمانِ دانش پژوہ | کہ آمد زبس زندگانی ستوہ
۱۵ دراں عمر کز نہصد افزونش بود | قد از حجرہ یک نیمہ بیرونش بود
عمارت نکرد آنقدر در خراب | کہ ایمن بود زابر و از آفتاب

---

۲ ـ س ل ۲ ÷ زیر با ـ ۵ ـ م ÷ ندانم کسے راز آئندگاں + کہ خوانند در لوح پایندگاں
۷ ـ م ا ÷ در و ہر زمانے نہرے میرود

فرا و انش گفتند برنا و پیر — که مردم ز مسکن ندارد گزیر
بگفتا که از بهر اندک نزول — نشاید شدن میهمانِ فضول
چو در خانه مهمان فضولی کند — دلِ میزبان زو ملولی کند
اساسے چہ باید بعیوق برد — که فردا به بیگانه خواهی سپرد

آرام یافتنِ دوران سکندر از شربتِ اسپیں و سر باز زدن اسکندروس که پسرِ اسکندر بود از افسری و تختِ برتری و رختِ خود بصحرا بر انداختن و دامنِ صحبت با خارہاے بیابان دوختن و بالش یافتنِ نہالِ وعوس که ہم از شجرۂ سکندر بود و بیانِ تفاوتِ فوت و دفنِ سکندر و اختلافِ مورخان و در اختلافِ ایشاں جسج از تاریخ

دُرافشانِ ایں گنج دانِ کہن — چنیں داد گوہر ز گنجِ سخن
که چوں گوہرِ تاجِ اسکندری — ز دریا بر آمد به نیک اختری
از انجا بصحرا علم برکشید — ز صحرا بصحراے دیگر کشید

قدم تا بزد بر سرِ خاک و آب — نکرد آب و خاکش برفتن شتاب
دلش کز خرد بود بنیادِ حرف — درین داوری داشت فرِّ شگرف
که چون این جهان سر بسر کرد رام — بشد کان جهان نیز گیرد تمام
دران روز کز چاشنی هایِ دهر — شد آمیخته شربتِ او بزهر
همه منتظر بهرِ عیش و نشاط — که دورِ فلک در نوشت این بساط
بزرگان که بودند دانایِ راز — حدیثِ نهفته نه گفتند باز
همی داشتندش به پرده نهان — که غوغا بود مرگِ شاهنشهان
نقاب از غرض بر نینداختند — نهانی همه چاره می ساختند
سگالش نخست اندران کار بود — که بر خاکِ در خفته ناچار بود
چو دیدند سرانجامی چنان ق — بدان تیرگی آفتابی چنان
رسیدند پیرانِ روشن ضمیر — گشادند ز اندامِ نازک حریر
گریبان بافسوس کردند چاک — به آبِ دو چشمش بشستند پاک
فشاندند بر یاسمینش گلاب — سرشتند مشکش بکافورِ ناب
خزِ نیلگون بر وی انداختند — بمهدِ زرش خوابگه ساختند
ز تدبیرِ شه چون فراهم شدند — نهانی به تدبیرِ عالم شدند
نشستند فرمانروایانِ ملک ق — باندیشه با نیک رایانِ ملک
که افسر به پورِ سکندر دهند — همه گنجِ دریا به گوهر دهند

چو بودند هر یک خردمند چست ق بعهد استوار و به پیمان درست
نگشتند یک جو ز پیمان و عهد بفرمودهٔ شاه کردند جهد
بفرزند فرزانهٔ سرفراز پیام سکندر نمودند باز
که ما را چو شد فرض بر جان و تن وفای ولی نعمت خویشتن
۵ تو بنشین بجای پدر بر سریر که ما بندگانیم فرمان پذیر
اگر دست گیری سر افگنده ایم دگر تیغ رانی همت بنده ایم
ازان بوی پاکی که در دین ماست نمک گنده کردن نه آیین ماست
بزرگی و شاهی بر آزادگان نباید جز از پادشازادگان
شرف مسند کامیابی بود اسد خانهٔ آفتابی بود
۱۰ مپندار خود را که خوردست سال که بختت بزرگست و فرخنده فال
بخوردی مدان پایهٔ خود بزیر که لابد بود بچهٔ شیر شیر
بطفلی مبین در شمار روزگار که بس باشدش دولت آموزگار
محیط ار چه عالم نوازی کند در و ماهی خورد بازی کند
بکوه ار چه شیب و فراز ست تنگ کف دشت دان زیر پای پلنگ
۱۵ بطی کو بر آب ست جولان پذیر به نزدش چه طوفان و چه آبگیر
بزرگی نه زیباست بر بدنژاد که بر گاو نتوان عماری نهاد

---

۸ - س ۲ : نشاید

چو دولت بشاہیں دہد دستگاہ		غلیواز را کس ندوزد کلاہ
بپاسخ ملکزادۂ ہوشیار		فشاند از صدف لولوئے شاہوار
چنیں گفت کاے دوستدارانِ من	ق	بہ پیوندِ اخلاص یارانِ من
شکے نیست کاں زادہ باشد تمام		کہ آبائے خود را کند زندہ نام
نہ دودہ کہ دودے بود تیرہ داغ		کہ بر دودماں برنیارد چراغ
بود بے خلف مملکت کاستہ		کہ تاج از گہر گردد آراستہ
ولے ہمتم را ز اکلیل و تخت		قضائے پدر عبرتے داد سخت
نہ من زانجہاں بادشا برترم		کزیں ضربت آزاد ماند سرم
سکندر جہاں مقبلِ کائنات		چو لب تشنہ میرد ز آبِ حیات
ز چندیں زمیں کو تہِ پائے سود		بجز چار گز بہرہ او چہ بود
ازاں گنج گز روئے عالم سترد		نگر تا سرانجام با خود چہ برد
چہ کار آید آں ملکِ حسرت فزائے		کہ شہ میرد و ملک ماند بجائے
چرا باید آں تاج بر سر نہاد		کہ پیش از تو صد چوں تو دیگر نہاد
شہی گرچہ جویانِ عز و علاست		بصورت بزرگی بمعنی بلاست
بلا بر بزرگاں بود بیشتر		کہ خرداں نیایند پیشِ نظر
زنی تیر بر پیلِ صد بے شکے		کہ بر پشہ نتوانی از صد یکے
چو خواہی کہ خوش خسپی اے نیکبخت		ز کنجے کہ غوغاست بربند رخت

گلیمے کہ باتن بود سازگار ‏ ‏ ‏ بہ از بسترِ پرنیان پُر زخار
چہ زیباست ایں نطعِ رنگیں بزیر ‏ ‏ ‏ نشینندہ را گر گزارند دیر
چو ایں نطعِ دیرینہ پیراستیم ‏ ‏ ‏ نشستیم و آں گاہ برخاستیم
چو گیتی ندارد وفا باکسے ‏ ‏ ‏ گدائی بہ از بادشاہی بسے
چہ گردیم باشاہدے ہم نفس ‏ ‏ ‏ کہ او را وفا نیست باہیچکس
بسا عمر کز پانصد افزوں نمود ‏ ‏ ‏ چو بگزشت گوئی دمے ہم نبود
ہمہ سطحِ ایں عرصۂ گردناک ‏ ‏ ‏ بچشمِ خرد چیست یکمشتِ خاک
نہ داناتواں گفتن آں طفل وش ‏ ‏ ‏ کہ گردد بہ بازیچۂ خاک خوش
بزرگاں بسے کوشش انگیختند ‏ ‏ ‏ زہرگونہ رنگے در آمیختند
میسّر نہ شد ایں تمنّاے خام ‏ ‏ ‏ کہ آں مرغِ وحشی در آید بدام
چو حلواے دم پختہ دوشے نداشت ‏ ‏ ‏ سخن ہر چہ گفتند سودے نداشت
بمعذوریِ خویش بر حسنِ عہد ‏ ‏ ‏ دگر عہدئے را سپردند عہد
یکے را زخویشانِ تاج و سریر ‏ ‏ ‏ بآرامشِ فتنہ کردند میر
جوانے خردمند بسیار ہوش ‏ ‏ ‏ بدیدار مردم معنی سروش
باختر بلند و بگوہر تمام ‏ ‏ ‏ بلند اخترش کرد در غوش نام
دلِ ہمگناں یافت بروے قرار ‏ ‏ ‏ کہ ہم داد گر بود و ہم ہوشیار
ہماں پورِ اسکندر اسکندروس ‏ ‏ ‏ رہا کرد ملکے چو زیبا عروس

ز پیوندِ هستی برون برد تن　　بدنبالِ گم گشتهٔ خویشتن
روان گشت و اخترِ تابناک　　یکی سوی صحرا دگر سوی خاک
چو پوینده برداشت گامِ فراخ　　نشیننده بر آسمان برد شاخ
ازان سایه گستر درختِ بلند　　پناهنده آزاد گشت از گزند
۵ کرم غالب و ظلم فرسوده گشت　　جهان ایمن و لشکر آسوده گشت
به کهتر نوازی و دین پروری　　ز سر نو شد آئینِ اسکندری
بکار آمد آئینِ کار آگهان　　شد ایمن ز غوغای غارت جهان
چنان زنده شد ایمنی را نفس　　که مرگِ سکندر ندانست کس
جهان برگرفت از سلامت نقاب　　سرِ فتنه را حاجت آمد بخواب
۱۰ چو شد لشکری بی سر آرام گیر　　روان گشت فرمانِ فرمان پذیر
عزای سکندر در آمد بکار　　همه رازِ پوشیده گشت آشکار
نشستند یکهفته بی خورد و خواب　　ز غم سینه پُر خون و دیده پُر آب
همه کس همی بود گریان چو میغ　　دریغی که بود ست جای دریغ
همان مرغِ نو بر سرِ سرو بن　　بنالید بر سرو زادِ کهن
۱۵ چو از شرطِ ماتم بپرداختند　　شتابنده را برگِ ره ساختند
بتعظیمِ صندوقِ صاحب رحیل　　نهادند بر کوههٔ ژنده پیل

---

۵ — س۲ ن: ملک — ۱۲ — س۲ ن: و سینه کباب

برآمد به پیل آن تنِ ارجمند | چو خورشید بالای کوهِ بلند
بجنبید لشکر به لرزید خاک | شد از نعلِ اسپان زمین چاک چاک
خرامنده گشتند ازان مرز بوم | پس از روزگاری بر آهنگِ روم
به صحرا و کهسار بی گاه و گاه | چو بادِ صبا می نوشتند راه
۵ سه ماه روز تا شب به پیوستگی | نبود اندران جنبش آهستگی
چنین تا هلالِ علمها ز دور | بصحرای یونان درافگند نور
با سکندریه درآمد سپاه | ز آیندگان تنگ شد کوی و راه
به برجی که سر داشت با مشتری | روان کرد صندوقِ اسکندری
خبر یافت بانوی پرده نشین | که در پرده شد خسروِ روم و چین
۱۰ نگه کرد چون در دران درجِ پاک | بغلطید چون دانه بر روی خاک
ز سوزِ جگر گوشه جانش بسوخت | همه مغز در استخوانش بسوخت
دگرگونه شد رنگِ رخسارِ او | بخیری بدل گشت گلنارِ او
ز سر تا قدم خونش آمد بجوش | رمید از تنش تاب و از مغز هوش
شبا روز ز آگاهی از خود نداشت | غمِ عالم از نیک و از بد نداشت
۱۵ زمانی کزان حیرت آمد بخویش | دلی یافت صد جا ز اندیشه ریش
ز آشفتگی گشت لرزان چو بید | ز تارک همی کند موی سپید

---

۶ - س ۲ : به شور

زبس غم که با سینه کاهی گریست ... بر اندوهِ او مرغ و ماهی گریست

ز آزارِ گلبرگ بر گلبنش ... بخون غرق می‌شد سرِ ناخنش

خراشی که هر دم برخساره کرد ... سمن را چو صد برگ صد پاره کرد

چناں می‌کشید آهِ سینه خراش ... که میزد بخورشید مه دور باش

۵ چو هنگامِ آں شد که از بارجای ... کند میهمان عزمِ خلوت سرای

ز اسبابِ کار آنچه می‌خواستند ... بر آئینِ شاهاں برآراستند

درخشنده درجِ درِ شاهوار ... نهادند بر تختِ گوهر نگار

دراں مرقدِ گوهریں شد نهاں ... محیطی شده غرق چوں دُر در آب

گرفته مهی در ثریّا شرف ... کشاده دو سو چوں ثریّا دو کف

۱۰ کشیدند بیروں نثار افگناں ... بصحرا دُرِ شاهوار افگناں

کسی کاگهی یافت کاں را چیست ... تماشای او کرد و بر خود گریست

پیاده همه مهترانِ سپاه ... خراماں چو سیّاره در گردِ ماه

زغم همگناں را جگر سوخته ... ولیکن بسما رلب دوخته

کسی را الفریاد یارا نه بود ... که غم بود لیک آشکارا نه بود

۱۵ یکی آں که بر رسم و راهِ سراں ... نه شیون بود شیوهٔ مهتراں

دوم آں که چوں مرده شد زنده نام ... دراں زندگی هست مردن حرام

---

۸ - م۲: غرق در در ناب - س۲: غرق دریای آب

چو نام آورانند پایندگاں ندارد کسے ماتمِ زندگاں

کسے کز جہاں نام جوینده نیست گرش عمرِ خضرست ہم زنده نیست

بیک چشم زد با چناں عز و ناز بخاکش سپردند و گشتند باز

دگر گونہ فرمود پیرِ کہن ز آرام گاہِ سکندر سخن

مرا گفتِ او با ورا فتاد و بس کہ از دیده زد بر شنیده نفس

کہ اسکندر خفتہ را جاے خواب درونِ جزیره است بر شطِّ آب

جزیره کہ اسکندروں شد تمام بدریاے مغرب بر آہنگِ شام

چو کشتی دراں شطّ دریا رسد زیارت کند ہر کہ آں جا رسد

من آں جا بکشتی فراز آمدم ببوسیدم آں خاک و باز آمدم

چو شد جاے خفتن بخاک اندروں چہ اسکندریہ چہ اسکندروں

غرض چوں سکندر فرو شد بخاک برآمد ز ہر سینہ گردِ ہلاک

کس از جوے خویش آب خوردے نداشت کزاں خاک در سینہ گردے نداشت

کسے کو کند بر سرِ مرده شور بود ہمرہِ او و لے تا بگور

چو او شد بخاک آں کہ دل ریش تر نیارد کہ گامے نہد پیشتر

بود اندریں کارگاہِ ہلاک ہمہ عزّتِ آدمی تا بخاک

چو خفت اندراں حجلۂ در ہماں سکندر ہماں ست و جاکر ہماں

بیا ساقی آں بادۂ بے خمار فرو شوے زیں جانِ خاکی غبار

که چون گم شود جانِ غمناکِ من | نریزد کسے جرعه بر خاکِ من
بیا مطرب آواز بر کش بلند | برون بر غم از سینهائے نژند
ز سر نو کن آئینِ عشاق را | بغلغل در آر این کهن طاق را

گفتار اندر مرتب شدنِ این سفینۂ بحر درون برهنمونیِ معلمِ همت و ببادِ قبول روان کردن و عزیمتِ نجات طلب نمودن و برگشتنِ عمرِ رسوائے این بحور بادبان بند امت از دمِ حسرت بر کشیدن و قدرے از کرانه گرفتنِ حوالی و خله کردن حواری و درماندن از آب و کنار بر آشنا چون خاشاکِ بحر از آب در کنار ریختن و الواحِ شکسته و حرفِ نادرستِ این سفینه بر امیدِ مرحمت در چشمهائے انصاف مستقر گردانیدن

مرا خضرِ همت خبر داد دوش | ز رازے کش از دولت آمد بگوش

که ای گوهر آمای گنج سخن | نوآئین کن کیمیای کهن
از آنجا که اقبال یار تو بود | فلک رونق انگیز کار تو بود
سخن را بجائی زدی بارگاه | که از فرق انجم فگندی کلاه
خضر وار زان موج آب حیات | بعمر تو آمد نوشته برات
۵ سپاس خدای کن اندر ضمیر | که بر بهترین پایه دادت سریر
زبان خیر مردم که رمزیست پاک | رقم کردهٔ غیب بر لوح خاک
زجائی که زینسان بکاری رسید | به پیغمبران نامه داری رسید
از آن نامه حرفی بصحرا فتاد | که غلغل بنادان و دانا فتاد
از آن نیمه تنها بهر خاص و عام | دگر نیمه تنها تو بردی تمام
۱۰ زهی عرصهٔ گنجدانی چنین | که در وی نگنجد جهانی چنین
تعالی الله آن کردگار جهان | که در قطره گرد دریا نهان
دلت این جهان چون بشاهی گرفت | بر آن زن که آن نیز خواهی گرفت
چو دنیا گرفتی سوی دین گرای | که دولت بدین هر دو ماند بجای
درِ زن که راه رهائی دروست | چراغ ترا روشنائی ازوست
۱۵ مرا کامد این از در دولت بگوش | خجالت ز مغزم برآورد جوش
بحیرت فرو رفتم اندیشه ناک | سر از خاکساری فروشد بخاک

۴ - م۲: بعمر ابد تو نبشتی برات - ۱۶ - م و س۲: فگندم بخاک

دلم ہرچہ کرد از تقاضائے تن | پشیماں شد از کردۂ خویشتن
دمے چوں گزشت آرزو بیش بود | ہوس ہم بر آں رغبتِ خویش بود
بسے خواستم کیں تنِ ارجمند | بزندانِ عصمت کنم شہر بند
نشینم بجائے کہ مردم کم ست | کشم دامن از ہرکہ در عالم ست
۵ ہمہ ہستیِ خود بیک سو کنم | بہ بیغولۂ نیستی خو کنم
ندارم زدر و یزۂ خلق دست | کنم بر سریرِ قناعت نشست
بدوشِ کسے نفگنم بارِ خویش | نہ لیسم مگر خاکِ دیوارِ خویش
نہ بینم بآسایش و رنجِ کس | نہم دل بدرویشیِ خویش و بس
بجز سندرے از جو برآرم خمیر | گلیمینہ را نام سازم حریر
۱۰ نیاز آرم ار نطعم از خس بود | مرا قالیں از قولِ من بس بود
من و ملکِ تجرید و کنجِ حضر | فلک زیرِ پا بود یا زیرِ سر
رحیق آب از اشکِ گلگوں کنم | سفالینۂ خاک پر خوں کنم
چو نوشم زخونابۂ دل شراب | ہم از پہلوے خود تراشم کباب
چو افتد دل از خستگی در گداز | صدا در دہم قدسیاں را بہ راز
۱۵ سپہر ار بطفلی در آید زپس | بہ کہتر نوازی برآرم نفس
زپرہیزگاری علم برزنم | دماغِ ہوس پیشہ را سر زنم

۱۲ـــ سں۲: بہ سفالینہ را دل پُر از خوں کنم - ۱۴ - م۲: صلا

درم نفس گردن بتابد ز راه | بسیلی کنم گردنش را سیاه
ورق بشکنم عقل پر دام را | دباغت دهم قالب خام را
باندیشه دل را نمازی کنم | تن از آب دیده نمازی کنم
بحوض صفا ریزم این مشت خاک | ز حیض جنابت کنم غسل پاک
۵ نه بینم چو طاوس در رنگ خویش | نشینم چو سیمرغ با ننگ خویش
به بیداری معنی را سپرم | مبادا که آید ببالین سرم
درم حاجت افتد پئے تکیه گاه | نهم سر بزانوے خورشید و ماه
قدم بر سر چرخ نیلی زنم | دم از دولت چتر نیلی زنم
خورم چون خضر شربت زندگی | چو عیسی کنم عمر بخشندگی
۱۰ کنم سرمه در چشم عین الیقین | زنم شانه در زلف حبل المتین
ولی چون ندارم ز توفیق نور | زمن کے شود ظلمت نفس دور
عنانم چنان در گرفتست دیو | که نگزارد ار خود برآرم غریو
ضمیرم به تشویش دیوان اسیر | فرشته ز دیوان من در نفیر
تن من که زندان جان کرده اند | شیاطین درو خانمان کرده اند
۱۵ بسا فتنه کز بهر جان در تن ست | ملک عاجز و قلعه پر دشمن ست
ز باد هوس خرمنم جو بجو | متاعم ببازار غفلت گرو

---

۶ - م و س ل : به بیدار مغزے فلک بسترم

دریغا که وقت از میان میرود   خیالِ چنین رایگان میرود

نه کشتی که زو خوشه برکشم   جوی در ترازوی محشر کشم

نه نقدی که بازارگانی کنم   بسودِ ابد کامرانی کنم

زمن صحبتِ چون منی دور باد   به نفرینِ من خلق معذور باد

۵ مرا بار بر دوش و سیلاب سخت   چگونه بمنزل توان برد رخت

درین ره عنان درکشیدن خوش ست   که پل خسته و بارگی سرکش ست

چه فرخ شد آن رهروِ تندرست   که پیش از شدن باره را کرد چست

سبک چون شوم من که پا در گل ست   خر اندر وحل تاختن مشکل ست

ازین خاک آلوده چون برشوم   که هرچند جستیم فروتر شوم

۱۰ درون نفسِ دشمن سرافراخته   برون سوی شیطان کمین ساخته

چو خواجه به یغما دهد خانه را   چه چاره ز تاراج بیگانه را

عسس را چو با دزد یاری بود   به گنجینه چون استواری بود

سگی کز رمه شد هم آهنگِ گرگ   گزندش دهد گوسپندِ بزرگ

درون سوی شهوت گرائی کنم   برون دعویِ پارسائی کنم

۱۵ لبم شسته ز آلایشِ می دهن   دلم همبران مستیِ خویشتن

تن از شاهدان گشت کوتاه دست   نشاطِ نظر همچنان بت پرست

۱۵- م۲: دلم هم پر از هستیِ خویشتن

درین ره قدم پاک چون خیزدم — که دامان تر قطره می ریزدم

مبین کامشب از جیب من قطره زاد — که این قطره طوفان شود بامداد

چرا من بران قطره بازی کنم — که تن از سبوی نمازی کنم

تن من نه با شستن آسوده تر — که هرچند شویندش آلوده تر

۵ جنابت مرا گر درون رخ نمود — برون گر بدریا بشوییم چه سود

نگر چون برون آیم از آب و خاک — بطوفان آتش کنم غسل پاک

چنین گر نه تفته گشتم خراب — مگر سر به محشر برآرم ز خواب

هوا گرم و من تشنه و ناصبور — بیابان درخشنده و راه دور

مسافر که دور اوفتد از جای آب — شود تشنه تر در تمنای آب

۱۰ نبودی گرم زور بازوی پیر — جوانی برآوردی از من نفیر

ولی دولت من که هست از نخست — مرا کرد پیوند پاکان درست

که هر بار کالوده شد دامنم — رسید ابر رحمت به پیراهنم

زهی تری من ز غایت برون — که آلوده ماندم بدریا درون

اگر سنگ گوهر نگردد ز تاب — ز نقص ز سنگ ست نز آفتاب

۱۵ اگر لاله را نیست رنگ و نگار — جنایت بر و نه بر نوبهار

هوا گر بطوفان رساند نوید — نه بیند کسی میوه بر شاخ بید

---

۲ — پشت ۴ — م و س۱: که هرچند تر گردد آلوده تر ۱۵ — م۱: بوی بکار — م۲: جنایت

بصحرا نه هر خوشه پر شود — بدریا نه هر قطره دُر شود
چراغ هدایت بد اعمای کور — بود کشتن دانه در خاک شور
بسر چشمهٔ زندگی تاختم — رسیدم بدو لیک نشناختم
به تزویر نقشی برآراستم — میسّر نشد آنچه می خواستم
۵ بجایی که زر ناید اندر شمار — زر اندوده را چه باشد عیار
ملمّع گهرهای نظم دروغ — چنین کرد کام مرا بی فروغ
زبانم که جایش بکام من است — قفای مرا تیغ گردن زن است
مرا این که هر دم ز سودای خام — چنین دشمنی را رسانم بکام
به پنجاه نزدیکم آمد حیات — هنوزم نشد توبه زین تُرّهات
۱۰ سخن گرچه هر لحظه دلکش‌تر است — چو بینی خموشی ازان خوشتر است
همه وقت کم گفتن از روی کار — گزیده‌ست خاطر درین روزگار
در فتنه بستن دهن بستن است — که گیتی به نیک و بد آبستن است
لب وشتن غنچه را زندگیست — چو بشگفت ازان پس پراگندگیست
پشیمان ز گفتار دیدم بسی — نگشت از خموشی پریشان کسی
۱۵ رهائی همه جا بکم گفتن است — دُر از رشته ایمن بناسفتن است
شنیدن ز گفتن به ار دل نهی — که تن پر شود هر دم از وی تهی

---

۱۴ — س ۲ : پشیمان ۱۶ — م ۲ : کزین پُر شود مردم از وی تهی

صدف زان سبب گشت گوهر فروش | که از پای تا سر همه گشت گوش

همه تن زبان گشت شمشیر تیز | بخون ریختن زان کند رستخیز

گر از رشته دوزند راهِ سخن | به از در فشاندن بگاهِ سخن

مرا خود ضروری فتاد این شمار | که بازوے عیشم تهی شد ز کار

۵ جوانیم تا رغبت انگیز بود | بوصفِ بتان خاطرم تیز بود

غزل را چنان جلوه دادم بکام | که بستم غزالانِ صحرا تمام

کنون مشکم آغازِ کافور کرد | ز مشکین خطان طبع کافور خورد

درستم شد از کشتِ این بوستان | که کافور خیزد ز هندوستان

دریغا که دورِ جوانی گذشت | زمانِ مئے و کامرانی گذشت

۱۰ چراغِ طرب را فرو برد نور | نشاطِ حریفان ز دل گشته دور

دل از رغبتِ عیش سیراب شد | مزاج از رعونت عنان تاب شد

فرو ماند آواز ساقی ز نوش | سلامِ صراحی برون شد ز گوش

خرد پخته شد ز آتشِ طبعِ پیر | هوس پختنِ خام رفت از ضمیر

به پژمردن آمد گلِ تازه روے | دماغِ شگوفه تهی شد ز بوے

۱۵ بشبگیری بدل گشت گلنارِ من | سپیده دمید از شبِ تارِ من

تهی گشت گنج و خزینه خراب | کلیدِ خزینه فرو شد بخواب

---

۶ - م ا: بدام - ۱۰ - م ا: فرو مرد

گرفته شد از من تپان را نفس | ستم چون توان برد معشوق کس

نگاری که بے من دلش بود تنگ | کنون بر دل او گرانم چو سنگ

همه زیب مرد از جوانی بود | جوان نیست کے زندگانی بود

چو آسیب پیری دهد گوشمال | بگردد همه حال مردم ز حال

۵ شود تیره در چشم مردم ضیا | گہے سرمه خواهد گہے توتیا

تن از گردش دهر مسکین شود | شکم پر شکن روے پر چین شود

جوانان ز صحبت گرانی کنند | کہن گشتگان همعنانی کنند

جوانے که در سلک پیران بود | گل تازه در باغ ویران بود

وگر کهنه با نو برابر دم زند | سر و سلبت از خنده درهم زند

۱۰ مباش از سفال کہن آب کش | که از کوزهٔ نو خورند آب خوش

مخوان سهل بر گل خط دل نواز | که منشور عمرست عنوان راز

چو پیری غرور جوانی شکست | ز امیدواری فرو شوی دست

چو گلبن ز سبزی ببرد امید | به هیزم فروشان رساند نوید

چو در شاخ بستان نماند تری | تبر زن در آید بجولان گری

۱۵ همه سبزه بود و گل و یاسمین | که خاشاک و خس بینی اندر زمین

فریب جوانی مخور زینهار | که ده روز باشد نشاط بهار

۶ــ م ا : کوبش ـ س ا : کوشش

مبین غنچهٔ باغ را خنده ناک | که افتد به آسیب بادے بخاک

به پیری نکو نابد الا دو چیز | یکے گوشه گیری دگر توبه نیز

ندانی چو تو اے جوان حال پیر | نظر کن به پیرانِ عبرت پذیر

پس از توبهٔ من که در هیچ ساز | روا نیست با لعبتان انباز

دگر گوشه خالی کنم بهرِ بود | چو بازارِ دل نیست خالی چه سود

به پیغوله بودن کسے را رواست | کش از گلشنِ قدس برگ و نواست

مرا سینه پُر زغولانِ مست | بفارغ دلی چوں توانم نشست

نگردم گہے جاے عزلت پسند | مگر بهرِ سود ولے ناسودمند

متاعے که بربستم از کنج و کاخ | دلم تنگ بود و دروغ فراخ

کلوخے و سنگے که بینی بخاک | دمے نیست خالی ز تسبیحِ پاک

تبرزاں کلوخم من اندر نهفت | کز آلودگی ترکِ تسبیح گفت

چو اوّل زبانم به بدخو گرفت | کنوں کے تواں خوے نیکو گرفت

دلِ من که هستی به تزویر ساخت | کجا ذوقِ تسبیح داند شناخت

کسے کو بدکّانِ انگوزه زیست | چه داند که در رخت عطّار چیست

هر آں مرغ کز خار خورد آیدش | چو خرما نهی دل بدرد آیدش

کلاغے که در گردِ گلخن بود | ز ریحانِ باغش چه روشن بود

دلِ خاصگاں اند و حسنِ خاص | که من زیں ضلالت ندارم خلاص

من اینجا کنم نقدِ خود را عیار　　خود آں جا بیا مرزد آمرزگار

چو رحمت شود نامه شوے گناه　　چه باشد بدریا دو حرفِ سیاه

جوانی شد و پیری آغاز گشت　　دریغا که این نیز خواهد گذشت

کشیدم زلالِ خضر زیں سواد　　که تا چوں بمیرم رسم بر مراد

خوش آں کس که چوں برگِ ره کرد ساز　　به میراث بگذشت عمرِ دراز

برد مرگ را نام جو ہر کسے　　ولے نامِ ہر کس نماند بسے

نماند بسے نامِ بے مایگاں　　که نتواں زدن سکهٔ رائگاں

درمنه که در نام دارد درم　　درم ریز چوں گل شده ہست از کرم

ہمه کس پئے خفتن افسانه خواست　　شنینده چوں خفت افسانه خاست

چه ہشیار و بیدار فرزانهٔ　　که او خفت و ماند از وے افسانهٔ

بر آں کس بود زندگانی حرام　　که او را نماند پس از مرگ نام

نمرد آں کسے کز جہاں نام برد　　که مردِ نکو نام ہرگز نمرد

ربودن بنام از جہاں گوئے را　　میسّر نشد جز سخن گوئے را

چو دیدم که ترکِ جہاں گفتنی ست　ق　مرا نیز چوں دیگراں خفتنی ست

خیالے در این نامه کردم نگار　　که ماند ز من در جہاں یادگار

مگر از تماشائے این بوستاں　　درودے رسد بر من از دوستاں

مرا این نامه از اتفاقِ صواب　　شد آئینه ہائے سکندر خطاب

درین دم که پایانِ این پیکر است　　ز تاریخ ہفصد یکے کمتر است

۶۹۹ھ

گر آری همه بیتش اندر عدد — چهار الف و پنجه شد و چار صد
قیامت اگر چند گه پس بود — قیامت جهان را همین بس بود
سزد گر بزرگانِ گوهر شناس — سخن را بانصاف دارند پاس
چو زین بلبله صاف نوشی کنند — فرو مانده را عیب پوشی کنند
زر از دهشتِ بار نتوان گذاشت — گل از زحمتِ خار نتوان گذاشت
خریدارِ دُر گرچه باشد بسے — سفالینه را هم ستاند کسے
بصیر آن بود دیدهٔ پیش را — که سرمه کند چشمِ درویش را
متاعے که گرم ست بازارِ او — همه جا بیابی خریدارِ او
بجز رختِ کاسد زبے مایگاں — که کالا بدست آوری رایگاں
چو حلوا و پالوده برخواں بود — همه خلق ناخوانده مهماں بود
چو در سفره لوزینه باشد بسے — مگس را بخواندن نیاید کسے
بجز تحفهٔ طبع زلے مرا — نگر بهرِ خود دید رالے مرا
وگر باز گیری تو پیوندِ خویش — مرا خود عزیز ست فرزندِ خویش
پسر گرچه کور ست ازین خانه دور — بچشمِ پدر شب چراغ ست و نور
سزد گرچه آوازِ خر خنده را — بود ارغنون گوشِ خربنده را
برو بادِ بخشایشِ داد گر — که بر من به بخشش گمارد نظر
چو آید به نظّارهٔ این عروس — بکابینِ احساں کند فرق بوس
جهان است نورِ نظر زین او — در و هر که احول بود کور باد

رُخے را کہ چوں ماہتاباں نہاد | بخالِ سیہ عیب نتواں نہاد
بچیں میوہ بہ زِ شاخِ بہی | کہ نبود رطب زِ استخوانِ تہی
بہ پختہ چوں بر درختاں بجاست | تو گر خام جوئی خیانت کراست
چو پستہ یکے دل کن و باش نغز | نہ بادام ساں چشم سخت و دو مغز
۵ ہنر جوے و در عیب جوئی مکوش | ترا نیز عیب ست بر خود بپوش
بغیبت چناں باش از فتنہ دور | کہ شرمندگی نارَدت در حضور
ہزار آفریں بر وفا پرورے | کہ نگشاید از بے وفائی درے
بدم گوئی آں گاہ عذر آوری | پسندیدہ کے باشد این داوری
نہ بس مہربانی بود بر اسیر | کہ خونش بریزی و شوئی بشیر
۱۰ دریں پُر صدا گنبدِ مینوی | سخن ہر چہ گوئی ہماں بشنوی
چو بد گفتی آزاد منشیں بسے | کہ روزے ترا نیز گوید کسے
چو خواہند گفتن جوابت برُوے | بحل کردمت ہر چہ خواہی بگوے
مرا تا سرِ سیر بر جاے ہست | بسرکوبِی دشمنم پاے ہست
اگر با کسے تلخ گویم زبے | شکر نیز دانم فشاندن زنے
۱۵ مبیں زہرِ زنبور در نوکِ نیش | کہ ہست انگبیں نیز زاندازہ بیش
کسے کو مقابل برآرد غبار | بہ تسنیمِ خلقش کنم شرمسار
ور از پس زند سنگۂ ناصواب | ہم از خوے بد باز یابد جواب

---

۱۲ - سس: تحمل کن و ۱۴ - م۱: چوے - م۲: شکر نیز افشانم ار چوبنے

وے بیش ازیں در دلم نیست باک ق کہ فردا چو من رفتہ باشم بخاک

خیالِ مرا پیش بینی کنند بسلکِ گہر مہرہ چینی کنند

مروّت نہ باشد ز آزادگاں لگدکوب کردن بر افتادگاں

کسانیکہ از گفتگوے جہاں ق نہادند مہرِ ابد بر دہاں

زباں نیک نبود بر ایشاں کشید کہ بر مردہ شمشیر نتواں کشید

نہ جاں ایں مثل بلکہ جاں پرورست کہ یک زندہ صد مردہ را لشکرست

کسے کز دعاے تواں شاد کرد بدشنام چوں بایدش یاد کرد

درا ز خواندنِ نظمِ غرّاے من درودے رساند بماواے من

تو زنہار ساقی دراں دخمہ نور من آنجا دعاے تو گویم ز دور

تو از شربتِ من شوی زندہ نام من از ذوقِ آں زندہ گردم تمام

بیا ساقی آں ساغرِ گرم خیز یکے جرعہ بر خاکِ خسرو بریز

بیا ساقی آں مے کہ کامِ من ست بمن دہ کہ در خوردِ جامِ من ست

مرا با حریفانِ من نوش باد حریفانِ بد را فراموش باد

بیا مطربا ساز کن پردہ را بسوز ایں دلِ عشق پروردہ را

رسید از بتاں جانِ خسرو بکام بیک زخمہ کن کارِ او را تمام

تمّت